بسم الله الرحمن الرحيم

مثل نوره كمشكوة فيها مصباح

سلسلہ مطبوعات ''معارف اسلامیہ ٹرسٹ'' نمبر۲

مشکوٰۃ النّبوت

۱

تصنیف منیف

حضرت سید شاہ غلام علی قادری خلف اکبر قدوۃ المحققین حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہٗ

مترجم

ابوالفضل سید محمود قادری (موظف سشن جج)

باهتمام

سید مجتبیٰ قادری الموسوی

سن اشاعت ۱۹۸۲ء

قال اللہ تعالےٰ

مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح

جلد اول

(مقدمۃ الکتاب)

مشکوٰۃ النبوّت

تصنیف منیف

حضرت سید شاہ غلام علی قادری خلف اکبر قدوۃ المحققین حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہٗ

مترجم

ابو الفضل سید محمود قادری (موظف سشن جج)

باھتمام

سید مجتبیٰ قادری الموسوی

سن اشاعت ۱۹۸۲ء

تعداد اشاعت

بار اوّل	۵۰۰ عدد
سن اشاعت	۱۹۸۲ ء
کتابت	حبیب ہادی رفاعی
طباعت	اعجاز پرنٹنگ پریس
قیمت	

ملنے کا پتہ ہے

دیوڑھی حضرت مولوی سید محمود (20-7-175)
اندرون کمان محمد شکور - حیدرآباد 500265
و مشہور تاجرین کتب

ترتیب

۱۔ تعارف و تا ک
۲۔ پیش لفظ ۱ تا ۹

مقدمۃ الکتاب

۳۔ ذکر خلافت الٰہی وعطائے خلافت باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ تا ۱۱
۴۔ خلافت کبریٰ خلافت صغریٰ ۱۱ تا ۱۳
۵۔ خلافت کبریٰ کے اقسام ۱۳
۶۔ چار پیر چودہ خانوادے ۱۴ تا ۲۱
۷۔ بارہ فرعی خانوادے ۲۱ تا ۲۷
۸۔ اقسام صوفیہ ۲۸
۹۔ ذکر اقطاب، ابدال، اغیاث ۲۸ تا ۳۹
۱۰۔ بیان مشرب صوفیہ ۳۹ تا ۴۶
۱۱۔ اقسام ولایت ۴۷ تا ۴۸

ذکر شریف
حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۔ پدر بزرگوار آنحضرتؐ ۴۹ تا ۵۰
۱۳۔ ولادت باسعادت ۵۰ تا ۵۳
۱۴۔ زمانۂ رضاعت ۵۳ تا ۵۷
۱۵۔ والدہ ماجدہ کی وفات ۵۷
۱۶۔ حضرت عبد المطلب کی کفالت ۵۷ تا ۵۸
۱۷۔ حضرت ابو طالب کی کفالت ۵۸ تا ۶۰
۱۸۔ شام کا سفر تجارت ۶۰
۱۹۔ حضرت خدیجہؓ سے مناکحت ۶۰ تا ۶۱
۲۰۔ تعمیر کعبہ تنصیب سنگ اسود ۶۱ تا ۶۲
۲۱۔ منصب رسالت ۶۲ تا ۶۴
۲۲۔ السابقون الاوّلون ۶۴
۲۳۔ دعوت اسلام ۶۴ تا ۶۵
۲۴۔ حبش کی ہجرت ۶۵ تا ۶۸
۲۵۔ حضرت ابو طالب کی وفات ۶۸ تا ۶۹
۲۶۔ معراج نبوی ۶۹ تا ۷۲
۲۷۔ مدینہ کو ہجرت ۷۲ تا ۷۸
۲۸۔ یثرب میں وُرود ۷۸ تا ۷۹
۲۹۔ مسجد نبوی کی بنیاد و تعمیر ۷۹
۳۰۔ مکان کی تعمیر ۸۰
۳۱۔ عقد مواخات ۸۰
۳۲۔ ظہر، عصر، عشاء کی نمازوں کی فرضیت اور اذان ۸۰ تا ۸۱
۳۳۔ تحویل قبلہ ۸۱
۳۴۔ تزویج فاطمہ ۸۱ تا ۸۲
۳۵۔ سال دوم ہجری کے دیگر اہم واقعات ۸۲ تا ۸۳
۳۶۔ سنہ ۳ھ کے اہم واقعات ۸۳ تا ۸۷

۳۷۔ سنہ ۴ھ کے اہم واقعات ۸۸ تا ۸۹
۳۸۔ سنہ ۵ھ کے اہم واقعات ۸۹ تا ۹۱
۳۹۔ سنہ ۶ھ کے واقعات ۹۱ تا ۹۲
۴۰۔ غزوۂ حدیبیہ ۹۲ تا ۹۶
۴۱۔ مکتوبات نبوی ۹۶ تا ۹۸
۴۲۔ فتح خیبر اور سنہ ۷ھ کے دیگر اہم واقعات ۹۸ تا ۱۰۳
۴۳۔ غزوۂ موتہ اور فتح مکہ ۱۰۴ تا ۱۱۰
۴۴۔ غزوہ حنین ۱۱۰ تا ۱۱۲
۴۵۔ سنہ ۹ھ کے اہم واقعات ۱۱۲ تا ۱۱۵
۴۶۔ حج وداع ۱۱۵ تا ۱۱۸
۴۷۔ سرفرازی سیدنا علی ۱۱۸
۴۸۔ جیش اسامہ اور مرض الموت ۱۱۸ تا ۱۲۶

خلفائے راشدین

۴۹۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ۱۲۷ تا ۱۲۸
۵۰۔ حضرت سیدنا عمر بن الخطاب ۱۲۸ تا ۱۳۰
۵۱۔ حضرت سیدنا عثمان بن عفان ۱۳۰ تا ۱۳۳

بقیہ عشرہ مبشرہ

۵۲۔ حضرت ابو عبداللہ بن الجراح ۱۳۳
۵۳۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف ۱۳۴
۵۴۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ ۱۳۴
۵۵۔ حضرت زبیر بن العوام ۱۳۵
۵۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ۱۳۵
۵۷۔ حضرت سعد بن زید ۱۳۶

دیگر اصحاب

۵۸۔ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ ۱۳۶
۵۹۔ حضرت ابو الفضل عباس ۱۳۷
۶۰۔ حضرت ابو عبداللہ جعفر طیار ۱۳۷ ۱۳۸
۶۱۔ حضرت بلال حبشی ۱۳۸ تا ۱۴۰
۶۲۔ حضرت عمار یاسر ۱۴۰
۶۳۔ حضرت ابو عبداللہ سلمان ۱۴۰
۶۴۔ حضرت ابو حذیفہ الیمانی ۱۴۱
۶۵۔ حضرت ابوذر غفاری ۱۴۱
۶۶۔ حضرت زید ۱۴۱
۶۷۔ حضرت اسامہ ۱۴۲

اصحاب صفہ

۶۸۔ اصحاب صفہ ۱۴۳ تا ۱۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

زیر نظر کتاب نہارتے اوج سعادت و شرافت، رہنمائے راہ طریقت، پیشوائے راہِ شریعت حضرت سید علی القادری الجیلانی کی تصنیف منیف ہے آپ قدوۃ المحققین، زبدۃ العارفین حضرت سید موسیٰ قادری الجیلانی کے فرزند اکبر و جانشین اور بائیسویں واسطہ سے شیخ الکل غوث صمدانی صاحب الاشارات سیدنا عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر گوشہ تھے۔

سلسلہ نسب حسب ذیل ہے:۔

۱۔ السید علی القادر الموسوی الجیلانی۔ ابن (۲) قدوۃ الکاملین السید موسیٰ القادری الجیلانی۔
ابن (۳) السید محمد القادری الجیلانی۔ ابن (۴) السید درویش محی الدین القادری الجیلانی۔ ابن
(۵) السید المحی الدین القادری الجیلانی۔ ابن (۶) زبدۃ العارفین السید شاہ محی الدین ثانی القادری
الجیلانی۔ ابن (۷) سید الابدال مظہر الجلال السید عبد اللطیف القادری الحموی المخاطب بہ لا اُبالی
ابن (۸) السید طاہر القادری الحموی۔ ابن (۹) السید شرف الدین زاہد القادری الحموی۔ ابن (۱۰)
السید قطب الدین محمد القادری الحموی۔ ابن (۱۱) السید ناصر الدین ہاشم القادری الحموی۔ ابن۔ (۱۲)
السید قطب الدین محمد القادری الحموی۔ ابن (۱۳) السید شہاب الدین ابی العباس احمد القادری الحموی
ابن (۱۴) السید بدر الدین حسن القادری الحموی۔ ابن (۱۵) السید علاء الدین علی القادری الحموی
ابن (۱۶) السید شمس الدین محمد الثانی القادری الحموی۔ ابن (۱۷) السید سیف الدین یحییٰ القادری الحموی
(وھو اول من نزل لحماہ) ابن (۱۸) السید ظہیر الدین ابی السعود احمد القادری البغدادی
ابن (۱۹) السید شمس الدین ابی النصر محمد القادری البغدادی ابن (۲۰) السید عماد الدین ابی صالح نصر القادری
البغدادی۔ ابن (۲۱) سید الاقطاب قطب الآفاق السید تاج الدین عبد الرزاق القادری البغدادی
ابن (۲۲) قطب العارفین سید المعشوقین عارف باللہ بامر اللہ قدمی ھذہ لاعلیٰ رقبۃ کل ولی اللہ

غوث الصمدانی صاحب الاشارات والمعانی السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین ۔

سید محمد علی قادری عاشق نے اپنی تصنیف "ریاض المعانی فی معرفت اولادِ شیخ عبدالقادر جیلانی" میں حضرت سید علی قادری الموسوی الجیلانی کے احوال و مناقب حسبِ ذیل تحریر کیے ہیں ۔

(اصل عبارت)	(ترجمہ)
باید دانست کہ حضرت جناب سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ را از اولاد امجاد یک دختر و پنج پسر بودند دختر مسماۃ بامۃ الفاطمہ کہ بزرگ ترین از ہمہ پسراں بودند لاولد ازیں جہان فانی رخت حیات بہ ملک جاودانی بربست و پسراں حضرت سید علی القادری الموسوی عرف غلام علی شاہ صاحبؒ و حضرت قادر بادشاہ صاحب قادری و حضرت حسن بادشاہ صاحب قادری و حضرت حسینی بادشاہ صاحب قادری و حضرت غلام قاسم صاحب قادری ہمہ بفحوائے ۔	جاننا چاہیئے کہ حضرت جناب سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ کو اولاد امجاد سے ایک صاحبزادی اور پانچ صاحبزادے تھے ۔ صاحبزادی مسماۃ امۃ الفاطمہ نے جو تمام صاحبزادوں سے بڑی تھیں لاولد اس جہان فانی سے دار البقا کو رخت حیات باندھا اور صاحبزادے حضرت سید علی القادری الموسوی عرف غلام علی شاہ صاحبؒ حضرت قادر بادشاہ صاحب قادری، حضرت حسن بادشاہ صاحب قادری، حضرت حسینی بادشاہ صاحب قادری اور حضرت غلام قاسم صاحب قادری سب بمصداق
الولد سرٌ لابیہ	بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے
قدم بقدم آبائے کرام و اجداد عظام خود گشتند و علوم ظواہر و بواطن را از بزرگان خود تحصیل ساختہ سرآمد روزگار شدند و در وجاہت صورت و حسن سیرت و فضل و کمال صوری و جاہ و جلال معنوی و خلق و حلم و عمل و علم و فرط ریاضت و تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت و تحفظ شریعت و طریقۂ طریقت حصول	اپنے آبائے کرام اور اجداد عظام کے قدم بقدم ہوئے ظاہری اور باطنی علوم اپنے بزرگوں سے حاصل کر کے یگانہ روزگار ہو گئے اور وجاہت صورت اور حسن سیرت اور فضل و کمال ظاہری اور جاہ و جلال باطنی اور خلق و حلم عمل اور علم فرط ریاضت، تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت و تحفظ شریعت و مسلک طریقت اور حصول

ایقان و وصول عرفان و تسلیم و توکل و صدق
و تحمل و ضامن و ابقار ذلت و مجاہدات نفس
و مکاشفات غیب و مراقبہ اسرار دل و
مشاہدۂ شاہد لاریب و آئین قبض و بسط
و شیوہ عروج و نزول انقطاع و ساوس
ماسوی اللہ و طے طریق الی اللہ و شناسائے
مقامات اوج و معرفت منازل فتوح و
نظر در قدم و ہوش بر دم و تشیین ظاہری
و تحشم نظر ملی گوہر سبقت از امثال و اقران
خود بود کسے عدیل و سہیم ایشان نبود۔ اکثر
سیاحان ربع مسکون و قدم فرسایان
کوہ و ہامون بمشاہدہ تحمل حال و حسن مقال
آں برگزیدگان اثیر و متعال می گفتند کہ
چنیں مشائخ بہ حسن و جمال و تشیین کمال
در ہمہ آفاق ہرگز نہ دیدہ ایم۔ غرض از ہمہ
ذات بابرکات خود مسند مشیخیت را زیب
و زینت دادند و مسند پیری و مریدی را
رونق دیگر بخشیدند و در ملک دکن از ہمہ
مشائخ معزز و مکرم و در چشم خاص و عام
عزیز و محترم۔ اکثر امراء و وزرائے ایں شہر
و دیار بہ تقبیل آستان فیض نشان ایشان
قدم از فرق ساختہ می شتافتند و اگر احیاناً
بہ در دولت کسے ارکان و اعیان قدم رنجہ
می فرمودند بکمال خشوع و خضوع باستقبال

ایقان و وصول عرفان و تسلیم و توکل و صدق
و تحمل و ضامن و بقائے ذات و مجاہدات نفس
و مکاشفات غیب و مراقبہ اسرار دل و مشاہدہ
شاہد لاریب اور دستور قبض و بسط در شیوہ
عروج و نزول اور اللہ کے سوائے تمام
وسوسوں سے انقطاع اور خدا تک پہنچنے کا
راستہ طے کرنا اور مقامات اوج سے واقفیت
اور منازل فتوح کی معرفت اور نظر در قدم
و ہوش بر دم اور ظاہری وجاہت اور سب
کی نظروں میں وقار و حشمت میں اپنے تمام
ہمعصروں اور مثال سے سبقت لے گئے
کوئی ان کا ہمعصر و ہم رتبہ و شریک نہ دنیا
کے اکثر سیاح اور کوہ و بیابان نوردان خدا کے
برگزیدگوں کا تحمل حال اور حسن مقال دیکھ
کہتے ہیں کہ اس حسن و جمال اور تشیین کمال کے
حامل مشائخ ہم نے تمام عالم میں کہیں نہیں دیکھا
غرض اپنی ذات بابرکات سے مسند مشیخیت
کو انہوں نے زیب و زینت دی اور مسند
پیری و مریدی کو نئے سرے سے رونق بخشی
اور ملک دکن میں تمام مشائخ سے معزز و مکرم
اور خاص و عام کی نظر میں عزیز و محترم تھے۔
اکثر امراء اور اس شہر و ملک کے وزراء انکے
آستان فیض نشان کو بوسہ دینے والے بجائے
قدم کے سر سے دوڑتے ہوئے آتے اور اگر اتفاقاً

می نشاندند بر مسند عزت خود می نشاند وخود چوں خادمان دست بستہ روبرو باادب تمام می نشستند بزرگ ترین الشان سید علی قادری الموسوی عرف سید غلام علی شاہ قدس سرہٗ بودند۔

یہ کسی ارکان اور امرائے دولت کے گھر قدم رنجہ فرماتے تو وہ نہایت خشوع وخضوع سے استقبال کے لئے دوڑتے اور اپنی مسند عزت پر بٹھلاتے اور خود خادموں کیطرح ہاتھ باندھے ہوئے ان کے روبرو نہایت ادب سے بیٹھتے ان سب میں بڑے سید علی قادری الموسوی عرف سید غلام علیشاہ قدس سرہ تھے۔

مثنوی

جان جسم مصطفےٰ و مرتضیٰ نور چشم حضرت آل عبا
محرم راز حق و رہ شمشیر ہم زپا افتادگاں را دستگیر
گوہر تابندۂ برج صفا اختر تابندۂ برج صفا
ہم کرامت چاکر دربار او ہم ولادت نوکر سرکار او
ہر کہ در عالم مرید باصفات دست او گیرد کہ آں دست خدا ست
آفتاب آسمان سروری افتخار خاندان قادری
عالمے را ذات و مطلب شعر زادۂ محبوب ہم محبوب شد
گشت او از فضل خاص کبریا زبدۂ اولاد شاہ اولیا
حکم او بر جملہ اشیاء قادر است زانکہ آں اولاد عبدالقادر است
زیں سبب خواہند دایم از خدا پائے بر فرق جمیع اولیا
ہر کہ او جام کفا او نوش کرد از دو عالم خویش را بیہوش کرد
ہر کہ جامے از کف او در کشید مست عرفاں گشت ہمچو بایزید
مست جام بیعت او خاص و عام از مریداں کہنش شیخ جام

شد عیاں ازدست لولادبافیه   معنی الولد سرٌ ابیه
ہم زدست بیعت او درجہاں   شد ید اللہ فوق ایدیھم عیاں
خلق را از خلق او خوشبو بود   خلق او چوں مشک ساز آہو بود

عاشقا نعلین او تاج منست
خاک پائش فخر معراج منست

غلام حسین خانصاحب مصنف تاریخ خورشید جاہی اپنی کتاب کے صفحہ مشائخین میں یہاں بلدہ میں دو خاندان بہت صحیح النسب والا دودمان مشہور ہیں۔ اولاد حضرت پیر دستگیر قطب الاقطاب محی الدین محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حضرت موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ کے اولاد امجاد میں بہت صاحب تصرف ہوئے ہیں خصوصاً حضرت پیر شاہ محی الدین ثانی قدس سرہ حضرت موسیٰ صاحب قبلہ قادری کے چار فرزند تھے غلام علی شاہ صاحب قادری موسوی قدس سرہ جانشین و سجادہ خلافت راقم پر بہت عنایت رکھتے تھے فدوی نے بیعت کی تھی اور ایک مثنوی حب الارشاد جناب مریم و عیسیٰ علیہما السلام کے احوال میں تصنیف کر کے گزرانی تھی آپ کو اول جانشینی حضرت قبلہ گاہ کی نامنظور تھی بعد اصرار برادران و جملہ اہل طریقت و مریدین کے اس عہد پر کہ یہ شہر اہل دول ہے میں ارباب امارت کے گھر نہ جاؤں گا تم صاحب لوگ انہیں ناخوش ہونے نہ دینا رضامند رکھنا قبول فرمایا" گلزار آصفیہ کے صفحات ۲۷۶ تا ۲۷۹ پر بھی آپ کے احوال مرقوم ہیں یہ کتاب فارسی میں ہے اس کا لفظ بلفظ ترجمہ اردو میں محبوب ذی المنن تذکرہ اولیاء دکن کے حصہ دوم کے صفحات ۵۵۴ تا ۵۵۹ پر ملتا ہے بجائے فارسی عبارت کے اس کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے ۔

"حضرت سید غلام علی قادری حضرت شاہ موسیٰ صاحب قادری کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ تک پہونچتا ہے آپ نے سن شعور و تمیز کے بعد شہر کے علماء و فضلائے علوم و فنون حاصل کیا لیاقت و استعداد کامل کے بعد از آں آبائے کرام کی طرح علوم باطنی و معارف معنوی کی طرف متوجہ ہوئے۔ والد ماجد وغیرہ بندگان مشائخ کی خدمت میں ریاضت و محنت سے کمال حاصل کیا علوم صوری و معنوی سے کامل ہوئے فضائل و کمالات انسانی و صفات و کرامات روحانی سے تھے آپ انسان کامل کے مصداق

اور صوفی و عارف بے نظیر تھے تحریر و تقریر میں منشی بے بدل معارف و حقائق میں عارف بے مثل تھے اوصاف حمیدہ سے آراستہ و اخلاق پسندیدہ سے پیراستہ تھے والد ماجد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے والد ماجد سے آپ کو بیعت و خلافت حاصل ہوئی تھی آپ نے رمز الٰہی کی خدمت میں بھی فیض پایا ہے سجادہ نشینی کے بعد آپ نے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرمایا۔ ہزارہا خلق اللہ آپ کے مرید ہوئے تھے خوارق عادات و صاحب کرامت تھے۔ مدت العمر گوشہ نشین رہے خانقاہ سے کبھی باہر قدم نہ رکھا ضعیف قویٰ و امراض مفاصل کی وجہ سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی رات دن چوبی تخت پر بیٹھے رہتے تھے۔ نماز پنجگانہ تا مرگ قضائیہ ادا کی اوقات عزیزہ یاد الٰہی میں بسر کرتے تھے مہمان دوست اور مسافر نواز تھے آپ کی خانقاہ مسافروں کے لیے مسافر خانہ تھی واردین و صادرین کے ساتھ بڑی ہمدردی و مساعدت فرماتے تھے غربا کی حاجت روائی میں جان و مال سے دریغ نہ کرتے تھے خانقاہ کے مسافرین کو پہلے کھانا کھلاتے کے بعد میں حاضر کو بمقدار اسراحتی دکھلاتے تھے شہر کے خاص و عام آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے حضور پرنور کے اکثر محلات آپ کی مرید تھیں آپ نے والد ماجد کی قبر پر پختہ[1] گنبد تعمیر کروائی آپ کی خرق عادات و کرامات کی بیشمار نقلیں مشہور ہیں ہم از آں جملہ ایک دو نقل ہدیہ شائقین معتقدین کرتے ہیں"

ایک شخص شراب خور فاسق و بدکردار تھا کسی نے اس سے کہا کمبخت حضرت کا مرید ہو جا عاقبت کا ذخیرہ کر اس نے کہا کہ میں بھی پیر کی تلاش میں ہوں کہ ایسا پیر ملے جو مجھ کو مسکرات کی اجازت دے مگر مجھ کو کوئی ایسا پیر نہیں ملا شخص محرک نے کہا غلام علی شاہ کے پاس چلیں شاید حضرت اس شرط کو قبول کرے دونوں حضرت کی خدمت میں گئے یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ہاں میں مرید کرتا ہوں۔

---

[1] در الدارین کے حاشیہ پر شیخ المشائخ سید شاہ محمد مرتضیٰ قادری الموسوی مہاجر مدنی نے اپنے قلم سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ پیر و مرشد حضرت سید شاہ غلام علی قادری الموسوی قدس سرہٗ آفتاب سپہر سخاوت و معرفت بود کہ اظہر من الشمس است چنانچہ سخاوت حضرت شہرہ آفاق شدہ اکثر مردان ذوی الحوائج ہر دیار و امصار مستفیض خدمت فیض درجت شدہ بحاجت خود بہرہ یاب گشتند و باوجود سخاوت بدا عماد دو لاکھ روپیہ در روضہ مجید والد ماجد خود برائے راحت رسانی مسافرین و سیاحین تیار فرمودند یک چوکھٹ دروازہ سنگ سیاہ بہ قیمت سہ صد روپیہ خرید فرمودند و نصب کردند و چوکھٹ سیاہ منصوب اند و اقرص طغرا اضافت ہزارہا روپیہ بہ گنبد شریف کندہ کنانیدہ اند و راقم از زبان سید حسین صاحب ملمع گر شنیدہ کہ او از والد خود روایت می کنند کہ کلس گنبد شریف صد تولہ از خالص ملمع کردہ ام۔

اس شرط پر کہ جہاں ہم رہیں وہاں مسکرات کا استعمال نہ کریں۔ طالب شراب خوار بہت خوش ہوا اور کہا کہ حضرت مجھے منظور ہے اسی وقت بازار سے پھول بتاشے لے کر آیا اور حضرت سے بیعت حاصل کی خوش خوش خانقاہ سے نکلا۔ راہ میں ایک سیندھی خانہ میں سے گذرا وہاں اسکے حریفان ہمدم و ہم پیالہ بیٹھے ہوئے تھے اس تازہ مرید کو بھی بلائے اس نے انکار کیا کسی نے کہا یہاں حضرت نہیں ہیں آ اندر گوشہ میں پوشیدہ نوش کر چونکہ وہ اس کا عادی تھا سیندھی خانہ میں داخل ہوا۔ خلوت میں مخفی ہو کر پیالہ ہاتھ میں لیا کہ نوش کرے۔ یکایک دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہیں اس وقت ہاتھ سے پیالہ پھینک کر فرار ہوا راستہ میں توبہ توبہ کہتا تھا پھر جب کبھی ارادہ کیا وہی واقعہ پیش آیا آخر شراب سیندھی سے توبہ کی تائب و صالح ہوا بے شک پیر ہو تو ایسا ہو۔ ایسے بزرگ نادر الوجود بلکہ معدوم ہیں۔

۱۲۵۸ھ ہجری میں شہر حیدر آباد عارضہ وبا کا ہنگامہ گرم ہوا روزانہ بے شمار لوگ ہلاک ہوتے تھے خاص و عام خوف و ہول سے ہوش باختہ و پراگندہ ہو رہے تھے ان ہی ایام میں حکیم محمد اکبر حسین کی ہمشیرہ کلاں ناکتخدا نے اعزہ سے کہا کہ مجھ کو غلام علی شاہ کا مرید کراؤ ایسا نہ ہو کہ اس مرض سے بدوں بیعت فوت ہو جائے قیامت میں میرا حشر بے پیروں میں ہوگا اس روز واقعہ ۲۶ ربیع الثانی کو حکیم صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی حضرت نے عفیفہ کو مرید کیا اور فرمایا اس کو لباس عروسانہ پہناؤ کہ شکریہ دوگانہ ادا کرے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عروس ہوگی چنانچہ حضرت کے ارشاد کے موافق ۲۶ جمادی الاول ۱۲۵۸ھ اسی سن مذکور عفیفہ کا عقد حکیم غلام حسین خاں مولف گلزار آصفی سے ہوا آخر آپ نے ۲۶ ماہ جمادی الاول ۱۲۵۸ھ کو دار فانی سے خلد بریں کو رحلت کی جنازہ مکہ مسجد میں لایا گیا جنازہ کے ہمراہ خلائق کا اژدہام تھا۔ مکہ مسجد سے خانقاہ تک کثرت خلائق کی وجہ سے راستہ آمد و رفت کو نہیں ملتا تھا نماز کے بعد والد ماجد کے روضہ میں دفن کئے گئے شاہ غلام قاسم قادری کو آپ سے بڑی محبت تھی اور شاہ موصوف کو بجائے والد تصور کرتے تھے رحلت کے بعد شاہ موصوف نے مرحوم کے داماد کو سجادہ نشین کیا اور خود شاہ موصوف کی خانقاہ کے مہتمم و کفیل مقرر ہوئے حضور پرنور بندگان عالی ناصر الدولہ نے فاتحہ کے اخراجات کے لئے چار ہزار روپیہ اور مرشد زادی جمال النساء بیگم نے دو ہزار روپیہ بھیجے اور دوسرے معتقدین نے بھی بقدر امکان دیا شاہ قاسم قادری و حسینی بادشاہ دونوں بھائیوں نے آپ کے روضہ کو عمدہ بنوایا۔ عالم فاضل شاعر کامل تھے کبھی کبھی حقانی مضمون میں کلام موزوں فرماتے تھے۔ غلام محی الدین خاں بہادر منصبدار نے آپ کی رحلت کی تاریخ نام مبارک سے استخراج

کی ہے۔ مادہ تاریخ "غلام علی الولی" ہے۔
۱۲۹۸ھ

استاد سخن شاہ نصیر دہلوی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ اپنے مرشد کی منقبت میں وہ یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سیدی شاہ غلام علی پیر و مرشد   ایک ہے عالم معنے میں تمہاری صورت
رخ وہ ہے اہل وظیفہ کہیں سبحان اللہ   قد وہ ہے صاحب تکبیر کہے قد قامت
تم باللہ اگر خلق میں دیکھے تم کو   تو یہ عارف کہے کثرت میں ہے ظاہر وحدت
مشکل ہے دعوئے حقیقت کہ زباں اپنی نصیر   کیا دہن ہے جو کرے آپکی تعریف و صفت

حضرت بادشاہ صاحب یوں مدح سرا ہیں:۔

اے فرد بیاض مصطفائی   بیت دل تو بصد صفائی
حقا کہ ز دیوان موسوی ہم   تو اول مصرع رباعی
ذات تو قصیدہ ہدایت   انفاس تو غزل رہنمائی
شیرازہ جمعیتم تو باشی   در دیدۂ من تو روشنائی

پیر برہان الدین المتخلص بہ برہان جنہوں نے آپ کے مشہور و معروف تصنیف "درالدارین" فی مناقبت غوث الثقلین پہ دیباچہ تحریر کیا ہے نثر اور نظم دونوں میں آپکی صورت و سیرت کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

تو بہ اسرار پیشوایاں   بہر دفتر جملہ رہنمایاں
گنجینہ راز لایزالی   ممتاز مشائخ کمالی
چوں جام جہاں نما ضمیرش   جم قدر دریں زماں فقیرش
از خوق او بخرق رشتہ   عرفاں دارد ازو سرشتہ
دریا بلا سواحل دید   شہباز بلند سیر تفرید

یہ مثنوی بھی ان ہی کی ہے:۔

سیادت مفتخر از خلقت او   بزرگی شادماں از عزت او
دو چشمانش چراغ بزم یکتا   دلش آئینہ تمثال مولا
ابساط فقر ازو در شادمانی   حضور سینہ اش ستر نہانی

جہاں تماشق ز تصویر جمالش شدہ مفتوح کمال از حال وقالش
گل رعنائے باغ قادریہ رحیق مست ایاغ قادریہ

نثر میں ان کا قلم اسطرح جولانی دکھاتا ہے :۔

تصنیفات آں جناب ہر یک صحیفہ ایست کہ از سینۂ فیض گنجینہ والائش پرتو نور عرفاں انداختہ و تالیفات آنحضرت کالواحیست کہ بالہام لاریبی سر بطون معرفتش او بظہور ارشاد آوردہ باوجود ایں کمالات آئینۂ حسب تبیش زنگ کثافت دوئی را آنقدر نہ داختہ نہ زور ساختہ کہ روشن از خورشید بگویم و شمشیر تہور شجاعتش چنداں نہ جواہر اصالت معرفت بر رنگ صولت حقیقت رخشاندہ کہ لامع تراز برق تیغش نہ انگاریم باوصف ادائے سنت سنیہ آں سرور عالم صلعم گلستان تجرید خالق از جلوہ سرو آزاد است وباکمال سر راز زر رباط ارشاد تفرید مرشداں آفاق را استاد ۔

یہ نظم بھی انہی کی ہے :۔

رحیق دید مواج است از بنیائے اسرارش بوجدان وجد حاصل می شود از رمز گفتارش
نگاہ پاکبازاں فرش راہ پائے تحقیقش خیال تیز فہماں مراۃ دیوار دربارش
فصاحت را ز حسن گفتگویش لطف افزاید بلاغت محو تقریرش بصیرت مست دیدارش
ز طور موسوی روشن زیادہ سینہ اش دیدم کہ نور احمدی اجداد او دادند ہر بارش
زہے شاغل زہے کاسب جہے ذاکر مشغولی کہ دارد صورت معنے بہر یک رنگ اظہارش

آپکے تصانیف بیشمار ہیں اور ہر تصنیف بجائے خود ایک شاہکار ہے جس سے فصاحت و بلاغت اسرار معرفت کے چشمے ابلتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر کتاب ایک بحر ناپیدا کنار ہے جس سے فلک پیما موجیں اٹھ رہی ہیں اور معرفت و حقیقت کے در شہوار سمندر کے سینہ سے نکال نکال کر ساحل پر جمع کرتی جا رہی ہے ۔

راقم الحروف کی نظر سے یہ تصانیف گذریں وہ حسب ذیل ہیں :۔

[۱] کشف المثنوی شرح مثنوی مولانا روم (چھ دفتر) [۲] انتخاب المورخین ۔ [۳] لوامع فی شرح لوایح ۔ [۴] مسائل صوفیہ
[۵] مسالک صوفیہ ۔ [۶] فوائد صوفیہ ۔ [۷] رسالہ شجریہ ۔ [۸] خمسہ قادریہ مشتمل بر پنج رسالہ ۔ [۹] مشاغل قادریہ ۔ [۱۰] خمسہ طیبہ ۔ [۱۱] کفایت
الفضائل ۔ [۱۲] رسالہ امامیہ ۔ [۱۳] فرائض خمسہ ۔ [۱۴] رسالہ علم تجوید ۔ [۱۵] خلاصہ در علم فقہ ۔ [۱۶] دائرۃ الخمس
[۱۷] مفتاح الفرائض ۔ [۱۸] خوارق غوثیہ ۔ [۱۹] اوراد غوثیہ ۔ [۲۰] مواعظ غوثیہ ۔ [۲۱] عقائد غوثیہ ۔ [۲۲] دیوان ہندی ۔ [۲۳] دیوان فارسی
[۲۴] در الدارین ۔ [۲۵] مشکاۃ النبوت ۔ [۲۶] لطائف اللطیف ۔

ان تصانیف کے منجملہ "درالدارین فی مناقب غوث الثقلین" تقریباً ایک سو سال پہلے طبع ہوئی تھی لیکن یہ بھی اب نایاب ہے۔

۱۹۸۱ء میں "لطایف اللطیف" کا بامحاورہ اُردو ترجمہ شایع ہوا جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اب اس کے چند نسخہ رہ گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب "مشکوٰۃ النبوت" حضرت سید شاہ غلام علی قادری الموسوی کی مایہ ناز تصنیف ہے جسے شہرت عام کی سند حاصل ہے۔ فن تذکرہ میں یہ تصنیف انسائیکلوپیڈیا (خزینۃ العلم) کی حیثیت رکھتی ہے بعد کے تذکرہ نویسوں نے عموماً اس کتاب سے خوشہ چینی کی ہے۔

پہلے خیال ہوا تھا کہ اس کو من و عن شایع کر دیا جائے تقریباً اس کی دو جزو کی کتابت بھی ہو چکی تھی اس اثناء میں بعض احباب نے مشورہ دیا کہ اس کا اُردو میں ترجمہ شایع کرنا مناسب ہے۔ کتاب موجودہ حالت میں شائع کی جائے تو فارسی سے ناواقفیت کے باعث اکثر لوگ استفادہ نہ کر سکیں گے یہ مشورہ صائب نظر آیا ترجمہ کا کام شروع کرنے والا تھا کہ اچانک عارضۂ قلب لاحق ہونے سے دواخانہ عثمانیہ میں شریک کر دیا گیا اور جب وہاں سے نکلا تو نوشت و خواند کے قابل نہ تھا۔ احتیاطاً کتاب بھی واپس کر دی گئی تھی۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو میرے مطالبہ پر مکرر یہ کتاب آئی اور ۴/ اکتوبر سے ترجمہ شروع کر دیا گیا۔ بڑی خوشی اس امر کی ہے کہ یہ کتاب مصنف کی قلمی ہے جس میں کسی الحاق یا تحریف کا امکان نہیں ہے اب تک منجملہ (۳۲) مشکوٰۃ کے علاوہ مقدمہ کے جو خود بھی طویل ہے پندرہ مشکوٰۃ کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

کتاب میرے پاس آنے اور اس کا ترجمہ شروع ہونے کی جب عزیزم میاں سید مجتبیٰ قادری الموسوی (مقیم جدہ) برادرم سید شاہ مرتضیٰ قادری الموسوی کو اطلاع ملی تو مصارف کتابت و طباعت کی پابجائی کے لئے پانچ ہزار روپیوں کا ڈرافٹ روانہ کیا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء

چنانچہ یہ مقدمہ ان ہی کے تعاون سے نظر عام پر آ رہا ہے جلد دوم مشکوٰۃ اول سے جس میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آپ کے صاحبزادوں اور آپ کے دیگر معاصرین کے حالات مرقوم ہیں شروع ہو رہی ہے۔ یہ جلد چار مشکوٰۃ پر مشتمل ہوگی۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ بھی زیور طباعت سے آراستہ و مزین ہو جائیگی اسی طرح دوسری جلد بھی اصحاب خیر بالخصوص وابستگان سلسلہ قادریہ کے تعاون سے

سے وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر آتی رہیں گی۔ اگر اس طرح تعاون جاری رہا تو دیگر تصانیف بھی جو مخطوطات کی شکل میں یا بامحاورہ اُردو میں تراجم طبع ہوتے رہیں گے۔

یَلُوح الخطّ فی القرطاس دہراً
وکاتبہٗ رمیم بالتراب

ابوالفضل سید محمود قادری

ڈیوڑھی حضرت مولوی سید محمود
20-6-175
اندرون کمان محمد شکور
حیدرآباد 500265

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

(از)

کاشف اسرار جلی و خفی حضرت سید شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ رب المشارق والمغارب وصلی اللہ علیٰ خیر المظاہر محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

قال اللہ تعالیٰ

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

کہہ دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

پس

اے عزیز بحکم آیۂ کریمہ حضور انور کی متابعت عالم ظاہر اور عالم باطن فرض ہوگئی ظاہر میں متابعت مرتبۂ نبوت کی ہے اور باطنی متابعت مرتبۂ ولایت کی ہے

صوفیاء کی اصطلاح میں مرتبۂ نبوت یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بواسطہ جبرئیل علیہ السلام فیض احکام شرایع اُس عالم سے لیں اور خلق کو پہونچائیں۔

مرتبۂ ولایت یہ ہے کہ مقام لی مع اللہ وقت بغیر واسطہ جبرئیل علیہ السلام فیضان اسرار توجیہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے حاصل کیا جائے الولایۃ افضل من النبوۃ اسی مقام سے ہے۔

آنحضرت کی متابعت ظاہری ایک بڑی جماعت نے کی اور ایک مختصر جماعت یہدی اللہ من یشاء کی مدد سے اسرار ولایت سے بہرہ مند ہوکر آنحضرت کی باطنی متابعت میں مشغول ہوئی ان اشخاص کو ارباب باطن اور پہلی جماعت کے اشخاص کو ارباب ظاہر کہتے ہیں۔ ارباب ظاہر کا مدار و مدار دلیل اجماع اور قیاس پر ہے اور ارباب باطن کا مدار معرفت اور اخلاص پر ہے

قدوۃ الابرار خواجہ عبید اللہ احرار رسالہ اشغال میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مامور تھے کہ مرتبۂ ولایت کے اسرار بغیر طلب صادق کسی سے نہ فرمائیں۔ اس بناء پر ارباب باطن کا معمول ہے کہ فیضان اسرار کو اپنے سینہ میں رکھیں اور سوائے طالب صادق کے کسی پر ظاہر نہ کریں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افسردہ حالت میں تشریف فرما تھے کہ ہر شخص مجھ سے احکام شریعت دریافت کرتا ہے لیکن کوئی اسرار معرفت دریافت کرنے والا نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ اسرار میرے ساتھ اسی طرح مخفی چلے جائیں۔ اسی وقت بحکم اذا اراد اللہ شیئاً فھیّا اسبابہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ کے دل میں یہ بات آئی کہ بموجب فرمان الٰہی احکام شرائع آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاصل کریں کہ ہم نے احکام ظاہری کی اتباع تو کر لی لیکن باطنی احوال کی ہم کو خبر نہیں تاکہ اس کی بھی ہم اتباع کر سکیں لہذا بہ کمال صدق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے آنحضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا حق تعالیٰ کا مجھے یہی حکم تھا کہ باطنی اسرار بجز طالب صادق کے کسی پر آشکارا نہ کروں خدا کا شکر ہے کہ تم کو اس کی حق سبحانہ تعالےٰ نے ہدایت دی۔ یا علی انت تطیری (آمتلی) فی الولایۃ التی فی معاینۃ الحق۔ زاں بعد آپ نے ان باطنی اسرار کو انکشاف فرمایا جیسا کہ محرم راز خواجہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

سرّ خدا کہ عارف سالک بہ کس نہ گفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

الغرض سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ سے فرقۂ صوفیا کو باطنی اسرار کی تعلیم پہونچی۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود حسینی کتاب خیر المجالس میں لکھتے ہیں کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ صدق حال فرقۂ صوفیا کی صورتاً و معناً اتباع کو عین آنحضرت علیہ السلام کی اتباع جانے لہذا سالک طالب کو لازم ہے کہ صوفیاء کے احوال و افعال و عقائد کو پوری طرح جانے اور صراط مستقیم پر ان کے قدم بقدم چلے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں صراط مستقیم کی تشریح فرمائی ہے اور اسی طریقہ کو بلا کم و کاست حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی نے کتاب عروۃ الوثقیٰ کے

چھٹے باب میں نہایت عمدہ طور پر بیان کیا ہے ان دونوں کے بیانات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ جملہ انبیاء اور اولیاء کا طریقہ ایک ہی نہج پر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے

لا نفرق بین احد من رسلہ

حضرت شیخ اکبر نے وجود حق کو وجود مطلق بتایا جس سے حضرت علاء الدولہ نے ابتداءً اختلاف فرمایا صاحب لطائف اشرفی اور مولانا عبد الرحمٰن جامی نے لکھا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان حقیقت توحید کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے صرف لفظی نزاع تھی نہ کہ معنوی نزاع کیونکہ وجود کے تین اعتبارات ہیں ایک "بشرط شئے" جو وجود مقید ہے دوسرا "بشرط لاشئے" جو وجود عامہ ہے۔ تیسرا "لابشرط شئے" جو وجود مطلق ہے۔ شیخ اکبر نے حق کو وجود مطلق بمعنی آخر کہا اور شیخ نے اس کو وجود عامہ پر محمول کیا اور اس کی نفی و انکار میں مبالغہ سے کام لیا حالانکہ وجود مطلق بمعنی آخر کی جانب خود اشارہ کیا جیسا کہ بعض رسائل میں موجود ہے اور حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی جو شیخ علاء الدین سمنانی کے ہم عصر تھے لطائف اشرفی میں اس طرح فرماتے ہیں کہ اصحاب تصوف کے عقائد کا نچوڑ مسئلہ وحدت الوجود ہے۔ شیخ عبد الرزاق کاشی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی کے مابین اس مسئلہ میں کچھ نزاع پیدا ہوئی تھی جو اوائل حال میں رہی جب آخری صحبتوں میں ان سے شرف ملازمت حاصل ہوا اور اکابرین کی ایک جماعت کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک درویش علاء الدولہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ شیخ اکبر نے حق کو جو وجود مطلق کہا ہے تو کیا اس لفظ کی بناء پر قیامت میں ان سے مواخذہ ہوگا۔ علاء الدولہ نے فرمایا مجھے اس قسم کی گفتگو قطعاً پسند نہیں جو اپنی زبان پر لاؤں کاش وہ بھی اس طرح نہ فرماتے کیونکہ مشکل کلام کا کہنا روا نہیں لیکن جب کہدی گئی ہے تو اس کی تاویل کرنی چاہیئے تاکہ ان کی باطنی شان میں شک و شبہ نہ ہوسکے اور ہمارے بزرگوں کے بارے میں بے اعتقادی راہ نہ پاسکے۔ بظاہر شیخ اس کلام سے چاہتے تھے کہ وحدت کو کثرت میں ثابت کریں جو وجود حق کو مطلق کہا تاکہ معراج دوم کو بیان کرسکیں اسلئے کہ معراج دو ہیں ایک یہ کہ کان اللہ ولم یکن معہ شئی اس کو معلوم کرنا آسان ہے۔ دوسرا یہ کہ لو ھو الآن کما کان اور اسکی تشریح دشوار ہے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ مخلوقات کی کثرت سے وحدت میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی اس امر کے اظہار کے لئے وجود مطلق کی اصطلاح ان کے ذہن میں آئی اس کی ایک شق ان معنوں میں درست ہونے کے باعث ان کو پسند آئی لیکن دوسری شق سے جس سے

نقصان لازم آتا ہے انہیں غفلت ہوگئی چونکہ ان کا مقصد وحدانیت کا اثبات تھا حق سبحانہ تعالےٰ نے اس سے درگزر فرما دیا ہوگا ان کی مراد کمال حق تھا لہذا وہ اہل نجات سے ہوں گے مولانا عبدالغفور شاہ علی فراہی جو شیخ علاء الدولہ کے اصحاب کبار سے تھے صراحتاً بہ صحت تمام نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ علاء الدولہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک طفل کی طرح نادانی سے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی نسبت اس طرح ظاہر کیا تھا بالآخر اپنے قصور فہم کو جان کر اس قسم کے اعتقاد سے انحراف کو واجب سمجھا اب بصیرت اور دانائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس جس مقام پر میری اس قسم کی تحریر نظر سے گذرے تو اس کو میٹ دیا جائے اور یہ نقل بھی تواتر کے ساتھ مشہور ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے ابتدائے سلوک میں جب فصوص الحکم کا مطالعہ کیا تو فرمایا کہ اس کتاب کو وہی شخص پڑھے گا جو زندیق ہے اور کمال سلوک کے بعد جب فصوص الحکم کو دیکھا تو فرمایا کہ اس کتاب کو وہی شخص پڑھے گا جو صدیق ہے بہرحال اس طرح انجام کار اس گروہ کے درمیان سے اختلاف رفع ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہ معرفت امیر المومنین سیدنا علی علیہ السلام ارشاد اور تلقین کے ذریعہ سے پہونچا ہے اور آنحضرت سے اب تک مسلسل اس جماعت کا معمول ہے اور اس کی حقیقت سلوک کے آخری منزل پر منکشف ہوتی ہے اختلاف کی اخلاص میں گنجائش نہیں۔ آمدم بر سر مطلب صراط مستقیم کا طریقہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی نے کتاب عروۃ الوثقیٰ کے چھٹے باب میں تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن فقیر نے اسکو مجملاً بیان کیا۔

واضح باد کہ میں اپنی طفلی سے جویائے حق تھا مکتب سے نکلنے کے وقت میری عمر پندرہ سال تھی اس کے بعد جب میں نے علم عقلی و نقلی میں دستگاہ حاصل کر لی تھی اور میری عمر چوبیس سال تھی تمام مقاصد دنیوی سے میرا دل سرد ہوگیا اپنے تمام املاک و اموال کو تقسیم کر کے بیوی اور بچوں کا حق ادا کر دیا بعد تحصیل علوم دینی اور سلوک کو بمطابق کتاب قوۃ القلوب تصنیف شیخ ابوطالب مکی خود پر لازم کر لیا اس نوبت پر شیطان نے وسوسہ اندازی شروع کی اور قسم قسم کے دلائل پیش کئے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زاید آئے تم کو کیا معلوم کہ ان میں سے کس کی اتباع بہتر ہے کیونکہ ہر ایک کی شریعت مختلف رنگ کی تھی یہ سن کر میں نے دریافت اور مجاہدہ شروع کیا تاکہ اس کا باطن سے جواب ملے اور در معرفت کشادہ ہو۔ یکایک چہرہ بچہرہ سے آثار الہام ظاہر ہوئے اور ندا آئی کہ ان وساوس شیطانی کی جانب التفات نہ کرو اور بالیقین جانو کہ انبیاء علیہم السلام

کا طریقہ الوالعزم پیغمبروں کے طریقہ پر منحصر ہے ان میں ایک آدمؑ دوسرے نوحؑ تیسرے ابراہیمؑ چوتھے موسیٰ پانچویں داؤد چھٹے عیسیٰ ساتویں محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ ان میں ہر ایک نے اپنی امت کو اس زمانہ کے مروّجہ طریق شریعت کی رہبری کی اب تم کو اس کی اتباع کرنی چاہیئے جسکی شریعت آسان، طہارت تام اور عبادت کامل اور مختصر ہو لیکن جس کا ثواب زائد ہو۔ پس میں نے غور کرنا شروع کیا کہ کس نبی کی شریعت میں یہ خصوصیتیں ہیں یہاں تک کہ میں غور کرتے کرتے امّت مرحومہ تک پہونچا جس کو حق نے خیر الامّت فرمایا ہے۔ لہذا میں اس شریعت کا مطیع ہو گیا اور اس سے مجھے ایمان شہودی حاصل ہوا۔ شیطان نے دوسری بار پھر وسوسہ ڈالا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستفرق امتی علےٰ ثلثۃ و سبعین فرقۃ والناجیۃ منہا واحدۃ والباقون فی النار یعنی قریب ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی فرقے آتش دوزخ میں ہوں گے۔ تم کو کیا معلوم کہ ان فرقوں میں کونسا فرقہ ناجی ہے جس کی تم پیروی کرسکو یہ سننے کے بعد نفس نے بارگاہ ایزدی میں تضرّع و زاری شروع کی کہ الٰہی ایسی راہ بتا جو صواب پر مبنی ہو اور میرا قدم حق و صداقت کے مطابق اٹھے۔ اس نوبت پر غیبی مدد شامل حال ہوئی اور یہ بات ظاہر ہوئی کہ امت مرحومہ باوجود تفرقہ سات گروہوں پر مشتمل ہے۔ جبریہ قدریہ۔ معتزلہ۔ مشبہہ۔ خارجیہ۔ رافضیہ۔ سنیہ پس اس فرقہ کی متابعت کرنی چاہیئے جو افراط و تفریط سے مبرّا ہو۔ میں نے غور کیا تو تمام اہل مذہب غلو کرنے والے نظر آئے۔

جبری توحید میں غلو کرتے ہیں۔ قدریہ توحید میں تقصیر کرتے ہیں۔ معتزلہ تنزیہ میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ مشبہہ وصف باری تعالیٰ میں بے ادب ہیں۔ خارجی طعن اہل بیت میں سفیہ اور بد دیانت ہیں ان کی طہارت و مودّت کے قائل نہیں حالانکہ حق سبحانہ تعالےٰ انکی شان میں فرماتے ہیں۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ نیز ارشاد باری ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ روافض حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام پر اپنی جہالت و حماقت سے الزام تراشی کرتے ہیں لیکن اہل سنت کے چاروں ائمہ کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں اور جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ عقل و نقل کے مطابق ہیں۔ مگر ان کے سیرو ایک دوسرے

کی غیبت اور دوسرے مذہب کے امام پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ حنفی شافعی پر، شافعی حنفی پر زبان تشنیع دراز کرتے ہیں میں نے غور کیا تو چاروں آیمہ کو اپنے اپنے مسائل میں محقق لیکن انکے متبعین کو متعصب پایا چاروں ایمہ کے اقوال و دلائل مطابق آیات و احادیث نظر آئے تو میں ان کی اتباع کی جانب مائل ہو گیا تھا لیکن ان کے پیروؤں کے جنگ وجدال اور تعصب کو دیکھ کر برداشتہ خاطری ہوئی اس کے باوجود ان کا راستہ تمام راستوں سے سیدھا اور زیادہ نزدیک پایا۔ بریں ہم بمطابق الوحدۃ خیرٌ من جلیس السوء میں نے خلوت نشینی کو ترجیح دی لیکن حق تعالے سے امید رکھا کہ وہ مجھے اس طرح اکیلا نہ چھوڑے گا اس انتظار میں میں نے صبر سے کام لیا یہاں تک کہ حق تعالی نے میرے دل سے حجابات اٹھا دیئے۔ بطور واقعہ مجھے عالم غیب میں اہل صفا کا ایک گروہ نظر آیا جس کی بوئے محبت سے مشام جاں معطر ہو گئی اور ان کے دیدار سے جان و دل کو نئی زندگی ملی۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے تعظیم کے ساتھ اس کا جواب دیا۔ میں نے پھر پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم خدا کے بندے ہیں اور صورتاً اور معناً تین شرائط سیاست، عبادت اور طہارت کی پابندی اور بجاآوری کرتے ہیں۔ متابعت دین محمدی و ملّتِ حنفی ہمارا مشرب ہے لیکن طریق و مذہب یہ ہے کہ ہم افراط و تفریط نہیں کرتے جو چیز قرین احتیاط ہو اسکو اختیار کرتے ہیں جو شخص کلمہ توحید کا اقرار کرے اسکو ہم کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرے میں نے پھر ان کا نام و نشان پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم صوفیاء کہلاتے ہیں اور ہمارے طبقہ کے سات اقسام ہیں طالبان۔ مریدآن۔ سالکان۔ سایرآن۔ طایرآن۔ واصلان، ساتواں قطب ارشاد کہ اسکا دل حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر ہوتا ہے اور وہ ایک ہوتا ہے۔ ہر روز زمانے کے کام میں لگا رہتا ہے۔ جیسا کہ قطب ابدال بھی ایک ہوتا ہے اور اسکا دل اسرفیل کے دل پر ہوتا ہے قطب ارشاد آنحضرت کے علم لدنی کا وارث ہوتا ہے۔

طالب اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفہ قالبی ہو اور مرید اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ قلبی ہو۔ سالک اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ نفس ہو۔ سایر اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفہ روحی ہو اور طایر اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ سرّی ہو اور واصل اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب لطیفۂ خفی ہو کہا جاتا ہے کہ لطیفۂ قالبی سے لطیفہ سرّی تک ستر ہزار

حجابات ہیں اور ہر لطیفہ اور دوسرے لطیفہ کے درمیان دس ہزار حجابات ہیں اور ان سات طبقوں کے تین سو ساٹھ اسامی ہیں مانند ایام شمس۔ جب میں پیدا ہوا اور ان کے وجود شریف کا مشتاق ہوا تو مجھے کوئی شخص عالم شہادت میں دکھائی نہ دیا اگرچہ صاحب خرقہ بہت تھے۔ لہٰذا مجھے ان کے کتابوں سے انس پیدا ہوا اور عالم شہادت میں ان صوفیانِ اہل صفا کی صحبت میسر ہوئی جس سے دل میں وسوسہ اندازی کرنے سے شیطان مایوس ہو گیا اور سلوک میں شبہات ڈالنے سے اس نے راہِ فرار اختیار کی۔ اس طرح میں نے تفرقہ ظاہر اور ترددِ باطن سے نجات پائی اور مجھ پہ صحبت طریق اور تحقیق نفس سے واضح ہو گیا کہ یہ گروہ صراط مستقیم اور راہ اعتدال پر ہے اور اس افراط و تفریط سے یہ مجتنب ہیں جس میں دیگر فرقے مبتلا ہیں۔ یہ لوگ خدا اور رسول، خلفاء اور ائمہ کے چاہنے والے اور متبعین شریعت غرّہ ہیں۔ لوح عقیدہ کو لوث تعصب سے انہوں نے پاک وصاف کیا ہے اور زنگ نائی تقلید محض سے تماشہ گاہ تحقیق خالص کی سیر کی ہے۔

زتقلید تعصب برطرف باش   زلوحِ دل خیالِ ہر دو تبراش
تعصب از ہوائے نفس خیزد   زتقلید آں بروئے خلق لایزد
تعصب سالکاں را بند راہست   رہِ تقلید ہم راہِ تباہست
خدایا نفس سرکش را زبوں کن   تعصب از نہادِ ما بروں کن
مرا تحقیق بنما سوئے توحید   رہائی بخش از زندان تقلید

تذکرۃ الاولیاء کی جلد ثانی میں ہے کہ خواجہ ابو الحسن حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے جو خواجہ ابوبکر شبلیؒ کے خلیفہ اجل تھے خلیفہ وقت نے سوال کیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے فرمایا مذہب ابو حنیفہ رکھتا تھا اور کبھی مذہب شافعی کی پیروی کرتا تھا لیکن اب بجز ایسی چیز میں مشغول ہوں کہ کوئی مذہب یاد نہیں آرہا ہے خلیفہ نے پوچھا وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا تصوف پھر خلیفہ نے پوچھا تصوف کیا ہوتا ہے تصوف وہ ہے کہ جس کے بغیر دونوں عالم کی کسی چیز کو سکون و آرام نہ ملے جیسا کہ محرم راز حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ   چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری شرح آداب المریدین میں امام عبداللہ قشیریؒ سے نقل کرتے

ہیں کہ مرید کے لئے یہ بات قبیح ہے کہ وہ خود کسی مذہب سے منسوب کرے۔ صوفیاء کو مختلف مذاہب کے منجملہ کسی مذہب سے خود کو منسوب کرنا بجز اہل تصوف کے مذہب کے مناسب نہیں کیونکہ اہل تصوف کے براہین ان کے مسائل میں دوسروں کے دلائل اور براہین سے زیادہ روشن اور ان کے مذہب کے قاعدے دوسروں کے مذہب کے قاعدوں سے قوی تر ہیں اسلئے کہ یہ لوگ یا اصحاب نقل و اثر ہیں یا ارباب عقل سے ہیں اور گروہ صوفیاء کی فکر ان سب سے آگے ہے جو دوسروں کے لئے غیب ہے وہ ان کے لئے حاضر ہے دوسروں کے لئے استدلال ہے ان کے لئے کشف ہے جیسا کہ اس طایفہ کی کتابوں میں مسطور ہے کہ تمام مشائخ جو اہل طریقت و فقر رہے ہیں وہ اپنے شیخ کے مذہب میں رہے ہیں۔ جیسا کہ سلطان العارفین ابو یزید بسطامی حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے مذہب میں تھے۔ طریقت میں یہ درست نہیں کہ مرید اپنے شیخ کے مذہب کے سوا دوسرے مذہب میں رہے۔ جاننا چاہیئے کہ چودہ خانوادوں کے تمام اولیاء اپنے پیروں کے مذہب میں رہے اگرچہ معاملات میں حضرت امام ابو حنیفہ یا امام شافعی وغیرہما کی اقتداء کیا کرتے تھے لیکن عبادات اور عقاید اور ہر امر صوری و معنوی میں اپنے پیروں کے قدم بقدم رہے۔ اپنے پیروں کے علاوہ کسی کی ہرگز اقتداء نہ کرتے تھے چنانچہ حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی جو اولیائے کامل سے تھے لطایف اشرفی میں فرماتے ہیں ؎

بداں کاندر جہاں از روئے مشرب　　گرفتہ ہر کسے پاکیزہ مذہب
ہمہ اصحاب از وجدان و عرفاں　　تفاخر می کنند باہم ز منصب
دگر دانند ذوق از مشرب ما　　یقیں میداں ہمیں گیرند مشرب

سیر الاولیاء میں ہے کہ اس جماعت کے تمام افعال دار و مدار و انجام کار اپنے پیروں کی اتباع پر ہے۔ بحکم الصوفی لامذہب لہ ان لوگوں کا کوئی مذہب و مشرب بجز انکے پیروں کے مذہب و مشرب کے نہ ہوتا تھا۔

پیروں کا ذکر موجب عبادت ہے لہذا میں نے بطور انکے تذکرہ کے یہ مجموعہ **مشکوٰۃ النبوت** کے [illegible] مرتب کیا جو کتب صوفیاء سے ملخص ہے ہرچند اس عاصی کو ایسا علم نہیں کہ ایسی عبارت آرائی کرے [illegible] بزرگوں کے احوال کے شایان شان ہو اور نہ اسکی صلاحیت ہے کہ ان کے کلام کی

کنہ تک پہونچے لیکن ان کی محبت میں بے اختیار ہوکر بحکم من احبّ قوماً اکثر ذکرہ ان کے حالات بلاکم وکاست متعدد کتب سے مثل ۔

جواہر التفسیر ۔ تفسیر حسینی ۔ شرح مشکوٰۃ شریف ۔ روضۃ الاحباب ۔ کشف المحجوب ۔ انیس الارواح دلیل العارفین ۔ قواعد السالکین ۔ راحت القلوب ۔ افضل الفوائد ۔ فوائد الفواد ۔ سیر الاولیاء بحر المعانی ۔ معدن المعانی ۔ معدن الجواہر ۔ شرح آداب المریدین ۔ صفات العارفین ۔ تکملہ یافعی فتوحات مکی ۔ فصوص الحکم ۔ ترجمہ عوارف ۔ کلمات الصادقین ۔ مناقب الاولیاء ۔ مناقب غوثیہ اوراد غوثیہ ۔ مناقب الاصفیاء ۔ لطایف اشرفی ۔ لطایف قادریہ ۔ تذکرۃ الاولیاء ۔ جامع العلوم خزانہ جلالی ۔ مراۃ العارفین ۔ تاریخ یافعی جسکو روضۃ الجنان بھی کہتے ہیں ۔ شواہد النبوت نفحات ۔ رشحات ۔ وسیلۃ الاولیاء ۔ روضۃ الصفا ۔ روضۃ الریاحین ۔ عروۃ الوثقیٰ ۔ تجلیات رحمانی ۔ تاریخ نظامی ۔ منتخب التواریخ ۔ منتخب شیخ احمد کھٹو ۔ ملفوظ شیخ احمد عبدالحق رودلی ملفوظ حبیب الہی ۔ سیر محمدی ۔ مبصرۃ الخوارق ۔ تاریخ حسینی ۔ اوراد غوثیہ شیخ غوث گوالیاری بہجۃ الاسرار ۔ تاریخ فیروز شاہی ۔ تصنیف شیخ ضیاء برنی ۔ تاریخ مراۃ اسکندری ۔ رسالہ جام حق نما رسالہ ذکر الاذکار ۔ نظم الاعراس ۔ مخازن اعراس ۔ رسالہ وصال ۔ تابوت سکینہ ۔ وعظ المجانین فتاوے العشاق ۔ دیوان موسوی ۔ انوار الاخیار وغیرہ نقل کئے ۔

اس مجموعہ میں مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ تین گیارہ کے اعداد پر جو مقبول قادریہ عالیہ ہے اس تالیف کو (۳۳) مشکوات پر جو مطابق اسماء طیبہ مجربہ اعدادیہ مولف کے ہیں اور ہر مشکوٰۃ کی ابتداء اپنے جد سے کرکے اسکے بعد ان کے معاصرین کا ذکر کیا گیا ہے ۔

پیش لفظ ختم ہوا

مُقدّمۃُ الکتاب

ذکر خلافت الٰہی حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلوٰۃ علیہ اکمل السّلام

عطائے خلافت بآنحضرت

حضرت سلطان المشائخ نے راحت القلوب میں روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کو منجانب خدائے عز وجل شب معراج میں خرقہ خلافت سرفراز ہوا جب آپ معراج سے واپس ہوئے تو صحابہ کو طلب کرکے فرمایا کہ مجھے خرقہ خلافت ملا ہے اور یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں تم میں سے کسی ایک کو عطا کردوں جو مناسب حال بیان کرے۔ پھر آنحضرت نے اپنے خیر الرفیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ اگر میں یہ خرقہ تم کو عطا کروں تو تم کیا کام کروگے۔ حضرت صدیق نے جواباً عرض کیا کہ اگر آپ مجھے یہ خرقہ دیں گے تو میں راستبازی اختیار کروں گا اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت کروں گا۔ پھر آنحضرت نے یہی سوال زین الاصحاب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کیا حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ خرقہ مجھے ملے تو میں عدل کروں گا اور انصاف کو پیش نظر رکھوں گا۔ پھر حضور انورؐ نے جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ انہوں نے گذارش کی کہ میں اتفاق اور سخاوت سے کام لوں گا۔ اسکے بعد آپ نے اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب سے پوچھا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ میں ستّاری کروں گا یعنے بندگان خدا کی عیب پوشی کروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جوابات سننے کے بعد خرقہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور فرمایا یا علی انت لہا وھی لک مجھے یہی حکم دیا گیا تھا جو اسطرح جواب دے اسکو خرقہ عطا کردوں۔

دوسری روایت

حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی لطایف اشرفی میں روایت کرتے ہیں

بڑے بڑے صوفیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جبرئیل علیہ السلام درگاہ احدیت سے خرقہ لائے تو آنحضرت علیہ السلام نے اس کے چار قطعات کئے اور ایک ایک قطعہ ان چاروں خلفاء کے منجملہ ایک ایک کو دیا اور وصیت فرمائی کہ اس کی حفاظت کریں اور وقت ضرورت لائیں۔ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لباس کو طلب فرمایا تینوں اصحاب مذکور لانے کے لیے گئے مگر اس کو نہ پایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا آنحضرت نے فرمایا یا علی مبارک ہو اسکو بوسہ دو اور چومو۔

خلافت کبریٰ
خلافت صغریٰ

ملفوظ شیخ مینا چشتی اور جامع الکلام ملفوظ سید یوسف حسینی گیسو دراز میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی خلافت کے دو اقسام ہیں۔ کبریٰ و صغریٰ۔ خلافت کبریٰ خلافت باطن ہے اور خلافت صغریٰ خلافت ظاہر ہے۔ خلافت کبریٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص ہے اور یہی وجہ ہے کہ چودہ خانوادوں کے شیوخ اپنے سلسلوں کو بتوسط حضرت امیر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بے واسطہ بقیہ خلفائے راشدین آنحضرت علیہ السلام تک پہونچاتے ہیں۔ حدیث یکون من بعدی اثنی عشر خلیفتی سے اسی خلافت کی جانب اشارہ ہے اور خلافت صغریٰ امت کے درمیان مختلف فیہ ہے اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اس خلافت کی نسبت صحابہ کا اجماع ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرمائے تو مہاجرین اور انصار میں اختلاف ہوا انہوں نے منا امیر ومنکم امیر کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور انصار سے کہا خلافت قریش کی ہے تم ان دونوں میں کسی کو اختیار کر لو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امور دنیا کے لئے ہم اس شخص پر کیوں راضی نہ ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے معاملہ میں یعنی نماز سے راضی ہوئے۔ بالآخر سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا۔ صحیح بخاری کی حدیث الخلافۃ من بعدی بالمہاجرین الاولین اسی جانب اشارہ کرتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی اسکی دلیل ہے کہ لقد امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر ان یصلی بالناس وما انا بغائب ومالی مرض فرضینا لدنیانا ما وصنیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لم ینہنا عن امامتہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اپنی امامت سے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا حالانکہ میں موجود تھا اور مجھے کوئی مرض نہ تھا لہذا ہم نے اپنی دنیا کے لئے جو خلافت ہے اس پر راضی ہوئے جس پر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کے لئے جو نماز کی امامت ہے راضی ہوئے اور وہ سترہ نمازیں ہیں۔ اور شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راست خلیفہ ہیں اور سید جلال الدین محدث سے سند لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روضۃ الاحباب میں صحیح مسلم اور بخاری سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع ادا فرمایا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اثنائے مراجعت میں منزل غدیر خم پر جو جحفہ کے نواح میں ہے صبح کی نماز اول وقت پڑھنے کے لئے ٹھیرے اس کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایہا الناس الست اولی بالمومنین من انفسہم یعنی اے لوگو کیا میں مومنوں سے ان کی جان سے اولی نہیں ہوں اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ یعنی میں جس کا مولی ہوں یہ علی اس کے مولی ہیں۔ اسی وجہ سے مولانا مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

آں کسے را کہ ولی باشم ودوست ابن عم من علی مولائے اوست

پس جملہ اصحاب واہل بیت کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مبارک باد دی چنانچہ قدوۂ اصحاب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای مولی کل مومن ومومنۃ (رواہ احمد) یعنی اے ابن ابی طالب آپ کو خوشی ہو کہ آپ نے اس حال میں صبح کی میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔

اسکے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موضع غدیر خم سے روانہ ہوئے اور مدینہ پہونچ گئے اس واقعہ کے ۸۴ چوراسی روز کے بعد عالم فنا سے عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ لہذا حضرت علی کی خلافت وقت غدیر سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام طور سینا کو جانے کے وقت قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ہارون علیہ السلام کو اپنا وصی اور خلیفہ بنایا تھا اسی طرح آنحضرت علیہ السلام نے حضرت علی کے بارے میں فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون اور امام نے جو تعطیل سے کام لیا وہ رفع فساد اور مسلمانوں کی خون ریزی روکنے کے لئے تھا حاصل کلام فریقین متفق ہیں کہ امام خلافت صغری بمصداق حدیث

اخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر بعدھا ملکا عضوضا۔ یعنی میرے بعد خلافت تیس سال ہے اس کے بعد خلافت نہیں بلکہ جابر ملوکیت ہے یہ تیس سال امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت پر ختم ہوتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ چھ ماہ رہ گئے تھے جس میں حضرت امیر المومنین حسن علیہ السلام خلیفہ تھے اور آپ کی شہادت پر یہ مدت خلافت ختم ہوگئی لہذا معاویہ بن ابی سفیان خلیفہ نہیں بلکہ ملوک و امراء سے ہیں۔ تمام تمام اہل حق متفق ہیں کہ معاویہ پہلے بادشاہ تھے نہ کہ خلیفہ تھے بالخصوص اگر خلیفہ کہا جائے تو یہ خلافت مجازی معنے میں ہے جیسا کہ خلفائے بنی عباس کو باعتبار مجاز خلیفہ کہا جاتا ہے اس خلافت سے مراد ان کی امارت ہے خلافۃ المعاویۃ ثابتۃ سے یہی خلافت بمعنی امارت مراد ہے۔

خلافت کبریٰ کے اقسام

رجعت الی المقصود خلافت کبریٰ کے بھی دو اقسام ہیں۔ خاصہ و غیر خاصہ خلافت خاصہ خلافت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے یکون من بعدی اثنی عشر خلیفتی کلھم قریش اور اس خلافت کے خاتم حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

خلافت غیر خاصہ صوفیان صفا مشرب کی خلافت ہے اس خلافت کا سلسلہ امام الصوفیہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے آخر طبقہ مشائقین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک ہے۔ حدیث من احیا سنتی فھو خلیفتی اسی سے عبارت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت صغریٰ کے اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ چوتھے خلیفہ ہیں جیسا کہ عقائد اہل سنت والجماعت میں مذکور ہے لیکن خلافت کبریٰ کے لحاظ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول ہیں تمام اہل اللہ کا عقیدہ اس پر شاہد ہے چنانچہ حضرت عطار فرماتے ہیں کہ میں تمام اہل سنت والجماعت سے متفق ہوں کہ حضرت علی کو میں اصحاب کبار سے مقام شریعت اور جہانداری میں خلیفہ چہارم جانتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ میں طبقہ صوفیاء سے ہوں ان کو اہل بیت کرام سے اور طریقت اور دینداری میں خلیفہ اول جانتا ہوں ؎

با نبوت ہم نشین چوں کف بدست
در خلافت چوں نبی آخر نشست

چار پیر چودہ خانوادے

صاحب رسالہ مکاشفہ لکھتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؑ کے بعد خلافت کبریٰ چار اشخاص کو پہونچی جن کو چار پیر کہتے ہیں۔

اول پیر امام حسن علیہ السلام دوسرے پیر حضرت امام حسین علیہ السلام۔ سوم پیر خواجہ حسن بصری۔ چہارم پیر خواجہ کمیل بن زیاد ہیں رضی اللہ عنہم

بعض متعارف رسائل میں اس طرح مرقوم ہے کہ خرقہ خلافت امیر المومنین تنہا حسن بصری کو پہنچا اور ان سے چودہ خانوادے ظاہر ہوئے یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ ہر دو صاحبزادوں کی امامت و خلافت کا ثبوت اکثر معتبر کتابوں سے ہوتا ہے صاحب نفحات مجد الدین بغدادی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کا خرقہ خلافت دو اشخاص کو پہونچا ایک حسن بصری کو دوسرے خواجہ کمیل بن زیاد کو لیکن صاحب اشرفی و مصنف تذکرۃ الاولیاء اور اکثر مشائخ کبار اس پر متفق ہیں کہ چار اشخاص کو خرقہ پہونچا جیسا کہ مذکور ہوا۔ مگر لطائف میں مرقوم ہے کہ حضرت حسن بصری کی ارادت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کو امیر المومنین حضرت امام حسن علیہ السلام سے ارادت تھی اور بعض کہتے ہیں کہ خواجہ کمیل بن زیاد سے ارادت تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کو بے واسطہ ارادت اور خلافت امیر المومنین علی علیہ السلام سے حاصل تھی۔ صوفیاء کا اتفاق ہے کہ خواجہ حسن بصری کی عمر اٹھارہ سال کی تھی جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شربت شہادت نوش فرمایا آپ کی شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام مسند خلافت پر بیٹھے خواجۂ صوفیا حسن بصری نے ان کی اقتدا کی اور اس طریق کے اکثر فوائد امام دوم سے حاصل کئے جیسا کہ کشف المحجوب میں مرقوم ہے اور خواجہ کمیل ابن زیاد کی صحبت میں بھی رہے حق تعالیٰ نے بہ سبب نظر قبول اسد اللہ الغالب حسن بصری کو مقتدائے مشائخین کر دیا کہ آپ کے وسیلے سے اکثر سلاسل حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے جا ملتے ہیں چنانچہ توسل خانوادہ ہائے اصلی و فرعی مجملاً ضبط تحریر میں آئیں گے۔

خانوادہ اول

زیدیاں۔ یہ خانوادہ خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے آپ خواجہ حسن بصری کے مرید اور خلیفہ تھے اور خواجہ کمیل ابن زیاد کی

خدمت میں تربیت پائی اور خرقہ خلافت پایا سیر سلوک کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے حضرت عبداللہ بن عوف کی اولاد سے پانچ ہزار اشخاص آکر مرید ہوئے کمال اخلاص اور وجد میں انہوں نے شہر چھوڑ دیا ہمیشہ صحرا و بیابان میں رہنے لگے گوشہ گوشہ منزلت اختیار کیا مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہتے تین چار روز کے بعد باہر آتے اور صحرا کے پھلوں اور پودوں سے افطار کرتے۔ شہر یا قریہ میں داخل نہ ہوتے کسی جاندار کو نہ مارتے کسی سے نذر نہ لیتے یہ لوگ زیدیان کہلانے لگے اور اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا۔ جب خواجہ عبدالواحد کا آخری وقت قریب ہو چکا تو خواجہ حسن بصری سے آپ کو جو خرقہ ملا تھا آپ نے خواجہ فضیل عیاض کو عطا فرمایا اور جو خرقہ خواجہ کمیل زیاد سے ملا تھا وہ خواجہ ابو یعقوب موسیٰ کو عطا فرمایا اور اس طرح ان دو بزرگوں سے اس خانوادہ کا سلسلہ جاری ہوا رضی اللہ تعالیٰ علیہما

خانوادہ دوم

اس خانوادہ کے عیاضیان خواجہ فضیل ابن عیاض سے خود کو وابستہ کرتے ہیں جو خواجہ عبدالواحد ابن زید کے خلیفہ تھے کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ فضیل نے اکثر مشائخین وقت سے فیض حاصل کیا تھا ترک و تجرید اور مریدوں کی تربیت میں آپ کی بڑی شان تھی جو کوئی آپ کی خدمت اور ارادت میں آتا تو وہ اپنے آباواجداد کی نسبت اور شہر سے بے تعلق ہو جاتا اور خود کو آپ سے منسوب کرتا اس خانوادہ سے تعلق رکھنے والے ہمیشہ مسافر اور تنہا اور مجرد رہتے گھر بار اہل و عیال نہ رکھتے لباس نہ پہنتے بلکہ پڑے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑوں کو خرقہ کے ساتھ جوڑ دیتے کسی سے سوال نہ کرتے جو کچھ غیب سے بلا طلب مل جاتا اس پر قناعت کرتے اکثر مہمان کے ساتھ کھانا کھاتے خلق سے میل جول نہ رکھتے تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ سوم

یہ ادہمیاں کا خانوادہ ہے جو خود کو خواجہ ابراہیم بن ادہم سے منسوب کرتے ہیں آپ کو تین بزرگوں سے خرقہ خلافت ملا تھا۔ پہلا خرقہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملا جنکی صحبت میں مدت تک رہے اور دنیا کو ترک کر دیا دوسرا خرقہ خواجہ فضیل بن عیاض سے ملا اس کے بعد سیر و سلوک کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تکمیل کی اور دولت خلافت خاص سے ممتاز ہوئے اس کے بعد ایک عالم نے آپ سے ہدایت پائی آپ کے حلقہ ارادت میں آنے کے بعد اپنے آباواجداد کی نسبت اور شہر کو ترک کر دیا اور آپ سے منسوب ہو گئے۔ اس

وقت سے خانوادہ ادہمیان ظاہر ہوا یہ لوگ ہمیشہ حالت سفر میں رہتے اور ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے۔ شجرہ آدہمیان بواسطہ خواجہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ دوسرا شجرہ بواسطہ خواجہ فضیل بن عیاض خواجہ حسن بصری تک پہونچتا ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

خانوادہ چہارم

یہ ہبیریوں کا خانوادہ ہے جو خواجہ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے خواجہ مذکور خواجہ حذیفۃ المرعشی کے مرید و خلیفہ تھے اور وہ خواجہ ابراہیم ادہم کے مرید و خلیفہ تھے۔ خواجہ ہبیرۃ البصری کو ارشاد مریداں میں قبولیت تام حاصل تھی جو آپ کی خدمت و ارادت میں آتا وہ سب تعلقات کو فراموش کر جاتا ہبیریاں بھی قریہ یا شہر میں سکونت پذیر نہ ہوتے ہمیشہ بحالت وضو بیابان میں عالم تجرید میں بسر کرتے نماز حضور قلب سے ادا کرتے کسی سے نذر نہ لیتے تین چار روز کے بعد صحرائی میووں اور ساگ پات سے افطار کرتے ہمیشہ دل کی پاسبانی کیا کرتے رحمۃ اللہ علیہم۔

خانوادہ پنجم

یہ چشتیاں کا خانوادہ ہے وہ خواجہ ہبیرۃ البصری کے مرید و خلیفہ تھے جو خواجہ حذیفۃ المرعشی کے مرید و خلیفہ اور وہ خواجہ ابراہیم بن ادہم کے مرید و خلیفہ تھے۔ ہر نعمت و امانت جو خواجہ ابراہیم کو حضرت خضر سے اور امام محمد باقر علیہ السلام اور خواجہ فضیل کی خدمت سے ملی سب خواجہ حذیفہ المرعشی کو ملی اور تا حال یہ امانت بطریق سلوک صوفیاء میں معمول ہے۔ چشتیاں کا مبداء خواجہ ابو اسحاق سے ہے جو ملک شام سے بہ نیت ارادت خواجہ علو دینوری کی خدمت میں پہونچے۔ خواجہ نے پوچھا کیا نام ہے، جواب دیا کہ میرا نام ابو اسحاق شامی ہے۔ خواجہ نے فرمایا آج سے تم کو چشتی کہا جائیگا۔ تم خواجہ چشت ہو چشت میں اسلام کا فروغ تم سے ہوگا۔ بعد تعلیم و تربیت خرقہ خلافت دیکر چشت کو روانہ کیا۔ خواجہ ابو احمد چشتی جو رئیس و اشراف چشت سے تھے وہ خواجہ ابو اسحاق چشتی کے مرید ہوئے اس دیار کی تمام خلقت آپ سے رجوع ہوئی کہتے ہیں کہ جب آپکا آخری وقت آیا تو ابو احمد ابدال چشتی کو خلافت دیکر اپنا جانشین کہا اور ان سے خواجہ محمد چشتی کو اور ان سے خواجہ یوسف چشتی کو اور ان سے خواجہ مودود چشتی کو خرقہ خلافت ملا۔ یہ سب اصحاب ریاضت و مجاہدہ و سماع تھے یہ شہر و قریہ میں قیام کرتے اور ہر فرقہ کے ساتھ تواضع

سے پیش آتے مریدوں کی تربیت میں آپ کی عجیب شان تھی صاحب قوی نفس تھے چنانچہ انیس الارواح میں خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہمارے خانوادہ میں ایک شب و روز مجاہدہ ہے اور زیادہ تر شوق و مشاہدہ ہے لطائف اشرفی میں ہے کہ چشت دو ہیں۔ اس نام کا ایک شہر خراسان میں ہرات کے نواح میں ہے اور دوسرا قریہ ہے جو ہندوستان کے ملتان کے علاقہ میں واقع ہے خواجگان چشت خراسان کے چشت سے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ ششم

یہ خانوادہ حبیبیاں ہے جو خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہے خواجہ مذکور خواجہ حسن بصری کے خلیفہ عظیم القدر تھے مقام ترک و تجرید اور استجابت میں آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔ سرحلقہ مشائخ وقت تھے جو آپ کے حلقہ ارادت میں آجاتا وہ دوسری نسبتوں سے مجرّد ہو جاتا۔ لباس القدر ستر عورت پہنا کرتے اور سات روز کے بعد ایک کھجور یا کھجور کے پانی سے افطار کرتے وحوش و طیور کو ان سے انس تھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ ہفتم

یہ طیفوریوں کا خانوادہ ہے یہ لوگ سلطان العارفین خواجہ ابو یزید بسطامی سے وابستگی ظاہر کرتے ہیں ان کو طیفور کہا جاتا ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ نے ایک سو گیارہ بزرگوں کی صحبت پائی تھی اور بارہ سال تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت کی اور ان سے خرقہ خلافت پایا لیکن سید شریف جرجانی اور دیگر ارباب سیر کہتے ہیں کہ حضرت بایزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ظاہری صحبت نہیں پائی تھی بلکہ آپ کی روحانیت سے باطنی تربیت حاصل کی تھی۔ الغرض ہر دو طرح آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے مقبول نظر تھے۔ لطائف اشرفی میں ہے کہ خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب سلطان العارفین نے سیر سلوک تمام کیا اور مسند ارشاد پر متمکن ہوئے شیخ مسعود، شیخ محمد، شیخ ابراہیم اور شیخ احمد یہ چاروں اشخاص آپ کے شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور کمال اعتقاد و صدق سے آپ سے اس طرح وابستہ ہو گئے کہ اپنے آبا و اجداد کو فراموش کر دیا۔ اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا۔

خانوادہ ہشتم یہ کرخیوں کا خانوادہ ہے اس خانوادہ کے لوگ خواجہ ابو المحفوظ معروف کرخی

سے وابستہ ہیں جو قدمائے مشائخ سے تھے آپ کی کنیت ابو المحفوظ اور آپ کے والد کا نام فیروز ہے ایک روایت کے لحاظ سے علی نام تھا۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے خادم تھے حضرت امام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور سالہا سال تک ان کے حجرہ خاص کے دربان رہے اور ان کی تربیت پائی آپ کے کمال صدق اور با اخلاص خدمت کی بدولت بالآخر آپ کو امام موصوف کا شرف خلافت حاصل ہوا اور امام کی اجازت سے بغداد کے موضع کرخ میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے حق تعالیٰ نے آپ کو مقتدائے وقت اور پیشوائے مشائخ کر دیا سات خانوادوں کے مشائخ کا سلسلہ آپ کے واسطہ سے حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ خواجہ ابو نصر داؤد طائی نے بھی خواجہ حبیب عجمی کے مرید اور خلیفہ تھے خواجہ معروف کرخیؒ کو خرقہ خلافت دیا ہے تمام مشائخ وقت خواجہ معروف کرخی کے طریقہ کو پسند کرتے ہیں۔ مریدوں کی تربیت میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا جو شخص آپ کے سلسلہ ارادت میں منسلک ہو جاتا تو اپنے پیر کی متابعت کے باعث خود کو کرخ سے منسوب کرتا۔ اس وقت سے یہ خانوادہ عالیہ ظاہر ہوا۔ یہ لوگ اکثر ترک و تجرید اور خلوت میں اپنے اوقات گذارتے تلاوت قرآن اور ذکر خفی میں بہت مشغول رہتے خشیت الٰہی سے رویا کرتے اور خود کو سب سے کمتر سمجھتے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ نہم

سقطیاں:- یہ لوگ حضرت خواجہ سری سقطیؒ سے جو حضرت معروف کرخیؒ کے مرید و خلیفہ تھے منسوب تھے، معاملات ترک و تجرید اور ریاضت اور مجاہدہ و علم باطن میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ سیر و سلوک کے بعد مریدوں کے ارشاد اور تعلیم و تربیت میں مصروف ہو گئے پہلے ابنائے ملوک سے تین اشخاص آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے کمال اخلاص سے ان تینوں نے خود کو اپنے پیر سے منسوب کیا اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا سقطیان ہمیشہ صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے تھے کسی سے نذر قبول نہ کرتے تین روز کے بعد خلوت سے باہر نکلتے شام کے وقت دس گھروں پر دریوزہ گری کر کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ افطار کرتے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ دہم

جنیدیان :۔ یہ خانوادہ سید الطائفہ خواجہ ابو القاسم جنید بغدادیؒ سے وابستہ ہے جو خلیفہ ابو الحسن سری سقطی کے مرید اور خلیفہ تھے اسی سے حضرت سید الطایفہ کی عظمت شان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ بالاتفاق مقتدائے مشائخ ہیں اکثر شاہ بازان سلوک آپ سے منسلک ہیں ان سب نے اپنے آبا و اجداد سے اپنی نسبت محو کر کے کمال عشق سے اپنا تعلق جوڑا اس وقت سے یہ خانوادہ شائع ہوا۔

جنیدیاں متوکل اور ریاضت اور مجاہدات میں کامل تھے جو کچھ ان کو غیب سے مل جاتا اس سے افطار کر لیا کرتے رحمۃ اللہ علیہم۔

خانوادہ یازدہم

اسحاقیان :۔ خواجہ ابو اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ اس خانوادہ کے امیر کارواں ہیں۔ آپ خواجہ ابو عبد اللہ خفیف کے مرید تھے جنہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے ابو اسحاق ہم نے تم کو دنیا بھی دی اور دین بھی دیا لہٰذا تم علم و فضل کو اشاعت کرو۔ خواجہ ابو عبد اللہ خفیفؒ خواجہ محمد رویمؒ کے مرید اور خلیفہ تھے اور وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی کے مرید اور خلیفہ تھے الغرض جب اکثر لوگ خواجہ اسحاقؒ کے حلقہ ارادت میں آ گئے تو کمال شوق و ذوق میں خود کو ان سے منسوب کیا اس وقت سے یہ خانوادہ ظہور میں آیا یہ لوگ خلق کے درمیان میں رہ کر بھی مشغول بحق رہتے اسمائے اعظم اور دعائے ثابت القدر کی زیادہ تلاوت کرتے۔

خانوادہ دوازدہم

طوسیان :۔ اس خانوادہ کے افراد شیخ علاء الدین طوسیؒ سے منسلک ہیں جو اکابر طوس سے تھے۔ شیخ نجم الدین کبریٰؒ جو طوس کے بڑے بزرگ تھے اور آپ میں باہم اخوت دینی تھی۔ دونوں مل کر شیخ ضیاء الدین ابو النجیب ابو القاسم سہروردیؒ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ عمر بسر ہو گئی لیکن ہمارا کام نہ نکلا۔ شیخ نے فرمایا مجھے بھی اس کا داغ ہے تا وقتیکہ دست ارادت کسی خدا کے دوست کے ہاتھ میں نہ دیں کشود راہ ممکن نہیں پس یہ تینوں مل کر شیخ وحید الدین ابو حفص کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ بزرگوار نے شیخ علاء الدین اور شیخ ابو النجیب کو مرید کیا ان دونوں کی تربیت کی اور خرقہ خلافت دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ تم دونوں اپنے ماوی و مسکن پہ جا کر ارشاد خلق میں مصروف ہو جاؤ اور شیخ نجم الدین کو شیخ ابو النجیب

کے حوالے کیا کہ وہ انکی تربیت کریں ۔ یہ سہروردہ روانہ ہوئے اور شیخ علاؤ الدین طوس روانہ ہوکر مسند ارشاد پر بیٹھے تمام لوگوں نے ان کی اقتدار کی ۔ الحاصل ان دونوں کے حلقہ ارادت میں بے شمار اشخاص داخل ہوئے اور کمال اخلاص سے خود کو حضرت علاؤ الدین طوسی سے ارادت کا باعث طوسی کا لقب اختیار کیا اس طرح یہ خانوادہ وجود میں آیا طوسیوں اور فردوسیوں کا سلسلہ چھ واسطوں سے خواجہ جنید بغدادی پر منتہی ہوتا ہے ۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ سیزدہم

سہروردیان : یہ لوگ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہیں وہ شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے مرید و خلیفہ تھے جن کا سلسلہ چاروں واسطوں سے سید الطائفہ تک پہونچتا ہے ۔ شیخ ابو نجیب سہروردی شیخ وجیہ الدین کے حلقہ ارادت میں آنے سے قبل دس سال تک ریاضت کر چکے تھے ارادت اور خلافت کے بعد تیس سال تک سخت ریاضت کی اس مدت میں خود پر آپ نے نیند حرام کر لی تھی ' آپ کے کمال ریاضت کا یہ اثر تھا کہ جو شخص آپ کے دامن سے وابستہ ہو جاتا تو اس کی نظر سے فرش سے عرش تک کوئی چیز پوشیدہ نہ رہتی تھی کئی مشائخ آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور ان کا خانوادہ سہروردی خانوادہ کے نام سے مشہور ہوا ۔

خانوادہ چہاردہم

فردوسیان :- یہ لوگ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک تھے جو اکابر فردوس سے تھے شیخ وجیہ الدین ابو حفص کے ایما سے شیخ ابو نجیب سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا ۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کا چونکہ فردوس سے تعلق تھا اس لئے آپ کے وابستگان فردوسیوں کے نام سے مشہور ہوئے اور اس طرح خانوادہ فردوسیان شائع ہوا ۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کی شان کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپکے جیسے آپ کے ستر مرید تھے حاصل کلام یہ کہ فردوسیاں ، سہروردیاں ، طوسیاں اور گازرونیاں یہ چاروں خانوادے ، خانوادہ جنیدیاں ' سے اور یہ سقطیاں سے اور یہ کرخیاں سے اسطرح یہ ساتوں خانوادے حضرت خواجہ ابو نصر داؤد طائی سے منسلک ہیں بجز خانوادہ قادریہ عالیہ جو حضرت معروف کرخی تک پہونچ کر سیدنا امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام تک پہونچتا ہے اور خواجہ داؤد طائی سے بھی جا ملتا ہے ۔

چار پیر اور چودہ خانوادۂ اصلی کا بیان ختم ہوا

دوسرے چالیس خانوادۂ فروعی ان اصلی خانوادوں سے مستخرج ہیں باندیشۂ طوالت تفصیل سے ذکر نہیں کیے گئے ہیں لیکن ان کے منجملہ بارہ خانوادے جو مشہور ہیں ان کا یہاں اجمالاً بیان کیا جاتا ہے۔

بارہ فرعی خانوادے

خانوادۂ اوّل قادریہ عالیہ

اس خانوادہ کا مبدء حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے آپ خواجہ ابوسعید ابوالخیر مبارک مخزومی کے مرید اور خلیفہ تھے حضرت ابوالخیر خواجہ ابوالحسن علی الہنکاری کے اور وہ خواجہ ابوالفرح یوسف طرطوسی کے اور وہ خواجہ ابوالفیض عبدالواحد العزیز الیمنی کے اور وہ خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی کے اور وہ سید الطائفہ خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے رحمۃ اللہ علیہم الی آخرہ۔

دراصل خانوادہ قادریہ عالیہ جنیدیہ ہے جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے وقت سے قادریہ کہلانے لگے۔ روایت صحیح میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سید الطائفہ نے اپنے زمانے میں فرمایا تھا کہ مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ہمارا یہ خانوادہ قرنِ خامس میں امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادہ سے رونق پائے گا۔

صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو ایک خرقۂ اجازت حضرت امام حسن علیہ السلام سے بطریق سلسلہ اجدادیہ بھی پہونچا ہے جو خانوادۂ عالیہ میں رائج ہے وہ اس طرح کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ چودہ سال کی عمر میں اپنے پدر بزرگوار سید نورالدین ابی صالح موسیٰ جنگی دوست کے مرید ہوئے اور وہ اپنے والد سید عبداللہ جیلی کے اور وہ اپنے والد سید یحییٰ الزاہد کے اور وہ اپنے والد سید محمد سیف اللہ کے اور وہ اپنے والد سید امام داؤد کے اور وہ اپنے والد سید امام موسیٰ الثانی کے اور وہ اپنے والد سید امام عبداللہ

الثانی کے اور وہ اپنے والد سید امام موسیٰ الجون کے اور وہ اپنے والد سید امام عبداللہ المحض کے اور وہ اپنے والد سید امام حسن المثنیٰ سے اور وہ اپنے والد امیر المومنین امام حسن المجتبیٰ سے اور وہ اپنے والد امیر المومنین امام الائمہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے مرید تھے

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو حق سبحانہ تعالیٰ نے بڑی شان عطا کی تھی آپ کے کمالات وکرامات کے سب قائل ہیں مرتبہ غوثیت و قطبیت و ولایت سے ترقی کرکے آپ مقام محبوبیت پر فائز ہو گئے اور اس مقام عالی میں قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ و ولیۃ اللہ فرمایا ؎

سر بر قدمت می نہم و می نازم　　چشم بد دور کہ امشب شب معراج منست

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

خانوادہ دوم
یسویہ

اس خانوادہ کا منبع خواجہ ابو یوسف ہمدانی ہیں رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ علی فارمدی کے اور وہ خواجہ ابو القاسم گرگانی کے اور وہ خواجہ ابو عثمان مغربی کے اور وہ خواجہ ابو علی کاتب کے اور وہ خواجہ ابو علی رودباری کے اور وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی الی آخرہ کے مرید و خلیفہ تھے حضرت احمد یسوی حسب ارشاد شیخ علی فارمدی ملک ترکستان میں جا کر مسند ارشاد پر بیٹھے ایک عالم کو اپنے فیض و ہدایت سے بہرہ ور فرمایا۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے امام محمد حنیف ابن امیر المومنین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ سوم
نقشبندیہ

اس خانوادہ کا ظہور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے ہوا۔ آپ سید علی المعروف بہ امیر کلال کے اور وہ خواجہ علی رامشی کے اور وہ خواجہ محمود الخیر فغفوی کے اور وہ خواجہ عارف ابو کری کے اور وہ خواجہ عبد الخالق غجدانی کے اور وہ خواجہ ابو یوسف ہمدانی الی آخرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

رشحات میں ہے کہ ایک سلسلہ ابو القاسم گرگانی کا از روئے باطن بحسب روحانیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ اس طریقہ میں آپ کی باطنی تربیت حضرت ابو الحسن خرقانی کی روحانیت سے ہوئی اور انکو باطنی تربیت خواجہ ابو یزید بسطامی سے اور ان کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہوئی اور امام برحق کو خرقہ کی دو نسبتیں تھیں ایک حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور دوسری حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے جو حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ کے پدر بزرگوار تھے اور جنہیں ارادت باطن سلمان فارسی سے حاصل تھی جن کو شرف صحبت رسالت اور باطنی نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل تھی۔

الغرض خواجہ بہاء الدین نقشبند ظاہر و باطن سے آراستہ اور مریدوں کی تربیت میں نفس کبیر تھے جو ساکنان عالم سفلی کو معمولی توجہ سے عالم علوی تک پہونچا دیتے تھے اس خاندان سے اکثر اولیاء ظاہر ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ چہارم نوریہ

حضرت خواجہ ابوالحسن نوری کی ذات بابرکات اس خانوادہ کی مولد و منشاء ہے آپ کا اسم گرامی احمد بن محمود تھا ابن نوری سے مشہور ہوئے آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور خواجہ ابوالحسن سری سقطی سے خلافت پائی اور وہ حضرت سید الطایفہ کے ہمعصر تھے محمد علی قصاب اور ذوالنون مصری کو دیکھا تھا طریقت اور ارشاد میں قبولیت تامہ حاصل تھی۔

خانوادہ پنجم خضرویہ

اس خانوادہ کا مبدء خواجہ احمد خضرویہ ہیں وہ خواجہ حاتم اصم کے اور وہ شفیق بلخی کے اور وہ خواجہ ابراہیم کے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام الی آخرہ کے مرید تھے حضرت ابوحفص حداد سے پوچھا گیا کہ اس جماعت صوفیہ میں آپ نے سب سے بزرگ تر کس کو دیکھا۔ فرمایا کہ احمد سے بزرگ تر میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہتے ہیں کہ انکی عظیم القدر شان تھی اور مریدوں کی تربیت میں ان کا قوی حال تھا۔ رحمۃ اللہ علیہم

خانوادہ ششم شطاریہ

ہند میں اس خانوادہ کا مبدء شیخ عبداللہ شطار ہیں وہ شیخ محمد عارف کے اور وہ شیخ محمد العشقی کے اور وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہری کے اور وہ شیخ ابوالباطن الخراسانی کے اور وہ شیخ ابوالمظفر الطوسی کے اور وہ شیخ بایزید العشقی کے اور وہ شیخ محمد المغربی کے اور وہ سلطان العارفین بایزید بسطامی کے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام الی آخرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

الغرض اس خانوادے میں پہلے شخص جو ملک ہندوستان میں آئے شیخ عبداللہ شطاری تھے

کہتے ہیں کہ وہ اپنے پیر کے حکم کے مطابق جس شہر میں جاتے نقارہ بجاتے اور کہتے کہ کوئی شخص طالب خدا ہو تو آئے میں اسکو خدا تک پہونچا دوں گا۔ دیار جلاپیور میں اکثر لوگوں نے ان سے تربیت پائی ارشاد و تلقین میں ان کو کمال حاصل تھا سند اور دکن میں اکثر ان کا سلسلہ جاری ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ ہفتم بخاریہ

لطائف اشرفی میں ہے کہ اس سلسلہ کی ابتداء حضرت مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتی ہے یہ بھی اس میں مرقوم ہے کہ تمام صوفیہ اور تمام سلاسل عالیہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی علیہ السلام پر منتہی ہوتے ہیں بالخصوص سادات بخاریہ آپ سے وابستہ ہیں اور وہ اس طرح کہ حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ سے ارادت و خلافت حضرت امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہوئی ان سے حضرت سیدنا زین العابدین علیہ السلام ان سے سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام کو ان سے سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کو ان سے سیدنا موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ان سے سیدنا امام موسیٰ رضا علیہ السلام کو ان سے سیدنا امام محمد تقی علیہ السلام کو ان سے سیدنا امام نقی علیہ السلام کو ان سے جعفر مرتضیٰ ان سے سید علی اصغر کو ان سے سید علی عبد اللہ کو ان سے سید احمد کو ان سے سید محمد بخاری کو ان سے سید جعفر بخاری کو ان سے سید علی ابو المؤید کو ان سے سید جلال بخاری معروف بہ مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو شرف ارادت و خلافت حاصل ہوا۔

حضرت مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر خوارق صادر ہوئے کہ کسی طائفہ اور متاخرین سے ظاہر نہیں ہوئے آپ کو خرقہ خلافت و اجازت ایک سو چالیس سے زائد مشائخ اہل ارشاد سے پہونچا ہے۔ آپ کے کمالات اظہر من الشمس ہیں آپ اپنے زمانہ کے غوث اور قطب ارشاد تھے آپ کے بعد یہ کمالات اور خلافت متعددہ حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی کو پہونچا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

خانوادہ ہشتم زاہدیہ

یہ خانوادہ حضرت خواجہ بدر الدین زاہد سے منسوب ہے وہ خواجہ فخر الدین زاہد کے وہ خواجہ شہاب الدین زاہد کے اور وہ خواجہ صدر الدین سمرقندی کے وہ خواجہ عبد السلام کے وہ خواجہ عبد الکریم کے وہ خواجہ قطب الدین عبد المجید کے وہ خواجہ ابو اسحاق گازرونی کے وہ خواجہ

حسین ہروی کے وہ خواجہ ابو محمد آدیم کے وہ سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے یہ خانوادہ بالادست میں بہت شایع ہوا اور مقبولیت حاصل کی رحمۃ اللہ علیہم

خانوادہ نہم انصاریہ

اس خانوادہ کا مبدء شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہیں رحمۃ اللہ علیہ پیر ہرات نے فرمایا کہ وہ خواجہ ابو الحسن خرقانی کے مرید و خلیفہ تھے اور خواجہ مذکور کی تربیت باطن خواجہ ابو یزید بسطامی کی روحانیت سے ہوئی تھی اور ظاہرہ خلافت و اجازت شیخ ابو العباس قصاب سے تھی وہ شیخ محمد عبد اللہ ظہری کے مرید اور خلفائے کبار سے تھے۔ جن کو حضرت جنید کے بعد مسند ارشاد پر بٹھایا گیا یہ خانوادہ دیار ہرات اور خراسان میں خاص طور پر بڑی شہرت رکھتا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ دہم عیدروسیہ

اس خانوادہ کی اشاعت شیخ صفی الدین دہلوی سے ہوئی وہ شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے وہ سید جلال الدین تبریزی کے وہ شیخ شہاب الدین ابہری کے وہ شیخ رکن الدین سجاسی کے وہ شیخ قطب الدین ابہری کے اور وہ ابو نجیب سہروردی کے مرید و خلیفہ تھے ملک عراق اور خراسان میں شیخ صفی الدین سے یہ خانوادہ بہت شایع ہوا اتنے کثیر تعدادی لوگوں نے آپ سے تربیت پائی کہ مشائخ متاخرین سے اس تعداد میں نہیں ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہم

خانوادہ یازدہم صفویہ

اس خانوادہ کے میر کارواں سید عبد اللہ ملکی عندروسی ہیں وہ شیخ ابو بکر کے وہ شیخ عبد الرحمن کے وہ شیخ مولی رومی کے وہ شیخ علی کے وہ شیخ علوی کے وہ شیخ محمد بن علی المقدور کے وہ شیخ ابو مدین مغربی کے وہ چند واسطوں سے سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ سید عبد اللہ عندروسی کو خانوادہ سہروردی سے بھی خلافت تھی آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے بے شمار خوارق عادات اور کمالات آپ سے ظاہر ہوئے دیار عرب اور عدن اور گجرات میں اس خانوادہ کی بہت اشاعت ہوئی آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے شیخ بہاء الدین خراسانی بھی اس خانوادہ میں تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

خانوادہ دوازدہم قلندریہ

ہر خانوادے سے چند فرقے ہیں جو خود کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں چنانچہ خواجہ محمد قلندر اور ان کے بہت مرید ہیں

یہ مشرب عظیم القدر رکھتے تھے پیر شاہ حیدر قلندر شاہ بلخی اور ان کے مریدین اور خواجہ شمس الدین تبریزی اور مولانا علاء الدین رومی اور آپ کے اصحاب اور دیگر اہل اللہ مانند شیخ فخر الدین عراقی و خواجہ ابو اسحاق مغربی و خواجہ حافظ شیرازی وغیرہم جیسے اکثر شاہبازان خانوادہ قلندر مشرب تھے اخبار الاخیار میں ہے کہ ملک ہند میں شاہ خضر رومی سے یہ مشرب پھیلا۔ وہ سلطان شمس الدین دہلی کے زمانہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں رجوع ہوئے خواجہ مذکور نے تربیت کے بعد ان کو خرقہ خلافت عطا فرما کر رخصت کیا۔ انہوں نے لباس قلندری اختیار کیا اور جب دیار جونپور میں تشریف لے گئے تو شاہ نجم الدین قلندر ان کی سلک ارادت سے منسلک ہوئے اب ان کا خانوادہ بہ سبب شاہ قطب الدین بناولی دیار ہند میں جاری ہے شیخ محمود قلندر لکھنوی اور شیخ عبد الرحمن لاہوری اس خانوادہ سے تھے ان کو چشتیہ قلندریہ کہتے ہیں شیخ شرف الدین بو علی قلندر جنہوں نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روحانیت سے بطریق اویسیت تربیت پائی یہی مشرب رکھتے تھے خلفائے شیخ فرید الدین گنج شکر سے شیخ علی صابر و شیخ شمس الدین ترک بھی قلندر مشرب تھے حضرت سید محمد یوسف الحسینی بھی قلندر مشرب تھے چنانچہ اپنے ان ابیات میں فرماتے ہیں ؎

زمین و آسماں ہر دو شریف است   قلندر را دریں ہر دو مکان است
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ   وگرنہ یار من از کس نہان است

میر سید محمد جعفر مکی بھی جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے اعظم خلفا سے تھے یہی مشرب رکھتے تھے یہ ابیات انہی کے ہیں ؎

اندر راہ عشق سرسری نتواں رفت   بے دیدہ رہ قلندری نتواں رفت
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایماں   تا جاں نہ دہی ز کافری نتواں رفت

حضرت میر حیات قلندر جو دیار ہند میں اکابر سلسلہ قادریہ سے تھے وہ بھی قلندر مشرب تھے آپ کو قلندر قادریہ بھی کہا جاتا ہے۔

خواجہ مسعود جو شیخ رکن الدین بن شہاب الدین کے مرید و خلیفہ تھے وہ بھی قلندر مشرب تھے اور سلطان المشائخ بھی قلندر مشرب تھے خانوادہ چشتیہ میں آپ کے مانند مستانہ اور حقائق نما کلام شاید ہی کسی نے کہا ہوگا یہ ابیات آپ ہی کے ہیں ؎

مجرد شو از دین و دنیا قلندر   کہ راہ حقیقت ازیں ہر دو بہتر

شیخ عبد الحق رودولوی بھی اسی مشرب کے تھے اور میر نعمت اللہ ولی رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ صوفی جب مقصد کو پہونچ جاتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

قلندر کے بیاید در عبارت   قلندر کے بگنجد در اشارت

خانوادہائے مذکور کا بہ طریق اجمال بیان ہوا باقی چالیس خانوادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

چہل خانوادہ فرعی

رفاعیہ ۔ مداریہ ۔ رضویہ ۔ اویسیہ ۔ کمیلیہ ۔ حیدریہ ۔ طاؤسیہ جلالیہ ۔ عشقیہ ۔ جعفریہ ۔ طبقاتیہ ۔ بطاویہ ۔ حافظیہ ۔ ساداتیہ قاسمیہ ۔ نظامیہ ۔ ملامتیہ ۔ زکتہ ۔ خلوتیہ ۔ دقاقہ ۔ حمویہ ۔ مرشدیہ ۔ مولویہ ۔ احمدیہ صادقیہ ۔ محققیہ ۔ وغیرہ کہ ان کے علاوہ بہت خانوادے ہیں جن کی تفصیل باعث طوالت ہے لہذا ان ہی پر اکتفا کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

* * *

اقسام صوفیہ

صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ جملہ اصحاب متصوفہ کے بارہ گروہ صاحبان مذہب ہیں انمیں ہرایک کا تصوف میں ایک مخصوص مذہب ہے از اں جملہ دو گروہ ہیں۔ ایک بنولیاں جو بحلول سے منسوب ہیں دوسرے حلاجیاں جو ترک شریعت و اتحاد او رحسین منصور حلاج سے منسوب ہیں۔ اوران کے دہ خاص گروہ مقبول ہیں یہ سب محقق اور اہل سنت ہیں اگرچہ معاملات اور مجاہدات میں مختلف ہیں لیکن اصول و فروع توحید میں موافق ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان میں سے ہرایک کا طریق مذہب اوران کے اوصاف کا اجمالی بیان ہرایک کے بیان کے موقع پر تحریر ہوگا فی الحال معتبر کتابوں سے اسامی رجال اللہ و اقطاب و اغیاث وغیرہم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک ہر زمانہ میں سلاسل مذکورسے منسلک تھے اور ظہور حضرت عیسیٰ و حضرت امام مہدی علی نبینا و علیہما السلام تک ہوں گے۔

ذکر اقطاب وابدال واغیاث

حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں اور شیخ علاء الدولہ سمنانی عروۃ الوثقےٰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک رجال اللہ محافظت عالم کے لئے تھے اور یہ ظہور عیسیٰ و امام مہدی علیہ السلام تک رہیں گے ان کی ذات سے قوام عالم ہے وہ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں عمر صالئیہ قرنی جو اویس قرنی کے چچا تھے قطب ابدال تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت علیہ السلام کبھی کبھی فرماتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے بوئے رحمت حق آتی ہے اسلئے کہ قطب ابدال مظہر تجلی اسم رحمت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خاص تجلی اسم الٰہی ہیں اور مرتبہ الوہیت اسی سے عبارت ہے۔

جب قطب مذکور نے وفات پائی تو ابن عطا احمد عربی ان کی جگہ قطب ابدال ہوئے۔ بلال حبشی اور حذیفۃ الیمنی اس وقت سات ابدال کے منجملہ تھے۔ وقس علیٰ ہٰذا۔ ہر زمانہ میں جب کسی قطب ابدال کا انتقال ہو جاتا ہے خلق سے کسی کو اس کی جگہ قطب ابدال کر دیا جاتا ہے

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قطب ابدال صفات بشریہ میں ہمارے مانند ہوتے ہیں ہماری طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں، بول و براز کرتے ہیں۔ بیمار ہوتے ہیں دوا دارو کرتے ہیں نکاح کرتے ہیں اولاد اور مال و اسباب رکھتے ہیں اور لوگ ان پر حسد کرتے ہیں اور ان کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور ان کو اذیت پہونچاتے ہیں یہ لوگ قوت ولایت معنوی سے ان مقدمات سے بے نیاز ہیں۔

شیخ علاء الدولہ عروۃ الوثقیٰ میں یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ میں نے بچشم سر ان کی کرامات مانند طے ارض، پانی پر بغیر کشتی چلنا، بڑی بڑی دریاؤں کو پار کر جانا لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جانا اور تنگ جگہ میں جمع ہو جانا کہ کوئی اہل ظاہر ان کو دیکھ نہ سکے اور ان کا سایہ تک نظر نہ آسکے وغیرہ۔ دیکھی ہیں۔ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا لوگوں کے سامنے بآواز بلند اشعار پڑھتے ہیں اور درمیان اہل سماع رقص کرتے ہیں اور روتے ہیں لیکن کوئی ان کو نہیں دیکھتا اور ان کی آواز و حرکت کو سمجھ نہیں سکتا۔ یہ علم کیمیا جانتے ہیں جس سے چاندی تیار کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے محتاج نہ ہوں بلکہ ان کی دستگیری کریں۔ یہ جزع فزع نہیں کرتے اور ان کے بہت ایسے خواص و احوال ہیں جن سے حیرت ہوتی ہے پس مرد عاقل کے لیے سزاوار نہیں کہ ان کا انکار کرے یہ اپنی سیرت و صفات، خوبیوں اور آداب میں صوفیوں کے مقلد ہوتے ہیں لیکن یہ بے چارہ سمجھتا ہے کہ صوفیوں نے یہ صفات اور خوبیاں ان سے سیکھی ہیں۔ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ربع مسکون میں گھومتے رہتے ہیں صرف دو موقعوں پر ایک جا جمع ہوتے ہیں ایک دفعہ عرفات میں اور دوسری بار ماہ رجب میں کہ ان دو موقعوں پر جمع ہونے کے لئے یہ مامور ہیں لیکن ان کو کوئی نہیں پہچانتا بجز اس شخص کے جو ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے جب وہ شخص فوت ہو جاتا ہے تو دوسرے کو اسکی جگہ مقرر کیا جاتا ہے بجز اسکے وہ کسی دوسرے سے صحبت نہیں رکھتے۔ حذیفۃ الیمانی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں انہی میں سے ایک شخص تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے وہ آنحضرت علیہ السلام کا پیام و سلام ان کو پہنچاتے اور آنحضرتؐ کو ان کا سلام اور معروضہ پہنچاتے۔ آنحضرت کے ساتھ یہ لوگ نماز پڑھتے اور انفاس نبوی سے مستفید ہوتے لیکن بجز حذیفۃ الیمانی کے کوئی ان کو شناخت نہ کرتا۔

مشہور رہے کہ حضرت زین الاصحاب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز ان سے پوچھا

کہ اے حذیفہ تم صاحب سر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں میرے بارے میں نفاق کا کوئی ذکر تم نے سنا ہے یا نہیں اور ان کو قسم دیکر جواب دینے کیلئے کہا۔ حذیفہ نے کہا کہ آپ کے بارے میں صفت نفاق کے تحقق کے تعلق سے آنحضرت نے کچھ نہیں فرمایا۔ حضرت عمر نے یہ سنکر خدا کا شکر کیا۔

الحاصل ابدال کی جماعت ہر قرن میں اس زمانے کے انبیاء کی متابعت پر مامور ہے انکے احوال باطنی کو اللہ تعالی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھتا ہے ان کی شان میں اولیائي تحت قبائی لا یعرفھم غیری وارد ہے۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ حق تعالے نے اپنے بعض اولیاء کو سرہنگان درگاہ اور نایبان درگاہ خود کیا ہے۔ امور عالم کی اصلاح اور قضائے احکام بنی آدم ان کے تفویض کیا ہے۔ یہ سب دس صفت کے ہیں ان سے دو صفات متعلق احکام عالم اور امور بنی آدم خارج ہیں اس طرح یہ بارہ اقسام موافق تعداد ائمہ اثنا عشر ہیں۔ ہر ایک صفت کا فیض ہر ایک امام سے حاصل کرتے ہیں۔ میر سید محمد مکی رحمتہ اللہ علیہ نے صاحب فتوحات کے اس کلام کا ترجمہ شیخ داؤد قیصری سے بحر المعانی میں نقل کیا ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ میں نے تمام رجال اللہ وقت سے ملاقات کی ہے اور ہر ایک سے نسبت حاصل کی ہے اور ان کے مقامات کا مشاہدہ کیا ہے۔

بحر المعانی میں ان بارہ اقسام کی تفصیل حسب ذیل ہے

اول اقطاب، دوم اغیاث، سوم ائمہ، چہارم اوتاد، پنجم ابدال، ششم اخیار ہفتم ابرار، ہشتم نقبا، نہم نجبا، دہم عمدہ، یازدہم مکتومان، دوازدہم مفردان آخر الذکر دو اقسام ارتباط واحکام عالم سے مبرا ہیں۔ واللہ اعلم

صاحب بحر المعانی اپنے مرید کو محبوب سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اے محبوب، قطب عالم ہر زمانہ میں ایک ہوتا ہے اس سے تمام موجودات دنیا و آخرت یعنے عالم علوی وسفلی کا قیام ہے قطب عالم کو اللہ تعالی سے بے واسطہ فیض حاصل ہوتا ہے قطب عالم کو قطب کبری، قطب ارشاد، قطب الاقطاب اور قطب مدار کہتے ہیں۔

قطب مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں جن کو صاحب فتوحات امامین بتاتے ہیں ایک سیدھے ہاتھ کی طرف رہتا ہے اور دوسرا بائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے۔ جو سیدھے ہاتھ کا ہوتا ہے

جائے اور ہتھیار ملیں تو وہ ہم سے جنگ کرنے میں دریغ نہ کریں گے بالآخر اس امر پر ان کا اتفاق ہوا کہ آنحضرتؐ کو باندھ کر ایک مکان میں قید کر دیا جائے اور ایک سوراخ سے خورد و نوش کی اشیاء دی جائیں اس طرح وہ اسی مکان میں ہلاک ہو جائیں گے پھر نجدی نے کہا یہ رائے ٹھیک نہیں ہے ان کی قوم کو جب اطلاع ہو جائے گی تو وہ آکر ان کو چھڑالیں گے اس کا احتمال ہے کہ تمہاری اور ان کی قوم کے درمیان بڑا مقابلہ ہو۔

دوسرے شخص نے رائے دی کہ ان کو باہر نکال دیا جائے کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔

پھر نجدی نے کہا یہ بھی درست نہیں ہے وہ جہاں جائیں گے لوگ ان کی باتوں پہ فریفتہ ہونگے اور ان سے بیعت کریں گے اور پھر یہ سب ملکر تم سے مقابلہ کرنے آئیں گے۔

ابوجہل نے کہا میری یہ رائے ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک بہادر نوجوان کو ایک تلوار دیجائے اور یہ سب ملکر یکبارگی حملہ کریں اور محمدؐ کو قتل کر ڈالیں۔ چونکہ یہ مختلف قبیلوں کے لوگ رہیں گے لہذا عبدمناف کو تمام قبیلوں سے مقاومت نہ ہوگی بالآخر یہ خون بہا پر رضامند ہو جائیں گے اور ہم یہ خون بہا دیکر چھوٹ جائیں گے۔ پھر نجدی نے کہا مجھے اس رائے سے اتفاق ہے۔ لہذا سب نے یہ رائے قبول کی اور مجلس برخواست ہوئی۔ اور یہ سب لوگ اس مہم کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔

چنانچہ ان کے مکر کے بارے میں آیت نازل ہوئی کہ اذ یمکر بك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك او يخرجوك ۔ ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين القصہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو حقیقت حال سے خبردار کر کے کہا ان اللہ یامرك بالهجرة کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہجرت کا حکم دیتا ہے آج آپ اپنے مکان میں آرام نہ کریں اور کل ہجرت کی تیاری کریں اور بجانب مدینہ روانہ ہو جائیں۔ الغرض کفار اس پروگرام کے مطابق جو انہوں نے مقرر کیا تھا آنحضرتؐ کے مکان کو گھیر لیا اور انہیں یہ توقع تھی کہ آپ سو رہے ہونگے لیکن آنحضرتؐ نے سیدنا علیؓ کو اپنے بستر پہ سلا دیا تھا۔ اور اطمینان دلایا تھا کہ ان کو کفار کوئی نقصان نہ پہونچا سکیں گے۔ اور انہیں دوسرے روز سب کی امانتیں واپس کرنے کے بعد مدینہ کی جانب روانہ ہونے کیلئے ارشاد فرمایا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ ہدایت دینے کے بعد آنحضرتؐ گھر سے باہر نکلے اور سورۂ یٰسین

کی پہلی آیت وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سداً فاغشینٰھم فھم لا یبصرون تک پڑھیں اور ایک مٹھی خاک کفار پر پھینک کر گذر گئے قریش نے آنحضرتؐ کو نہیں دیکھا۔ حضرت علیؑ نہایت اطمینان سے آنحضرتؐ کے بستر پر سو گئے اپنی جان کی کوئی پروانہ کی خدائے تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں میں عقد مواخات باندھا کیا تم ایک دوسرے پر اپنی عمر ایثار کر سکتے ہو تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دیکھو علیؑ نے کس طرح محمدؐ پر اپنی جان فدا کر دی اب جاؤ اور انکی حفاظت کرو۔ امر الٰہی کے مطابق جبرئیلؑ و میکائیلؑ زمین پر اترے جبرئیلؑ علیؑ کے سرہانے اور میکائیلؑ علیؑ کے پائین بیٹھ گئے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے علیؑ تمہارے جیسا کون ہے حق تعالیٰ تم سے فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آیت ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد اسی بارے میں اتری۔

ابوجہلؔ۔ حکم بن العاص۔ عقبہ۔ اور ابولہب وغیرہم ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اس رات میں آنحضرتؐ کے مکان کو آپ کے قتل کے ارادے سے گھیر لیا تھا۔ یہ سب آنحضرتؐ کے گھر سے باہر نکلنے کے منتظر تھے ایک شخص نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم کس کا انتظار کر رہے ہو کہنے لگے کہ ہم محمدؐ کا انتظار کر رہے ہیں اس نے کہا خدا کی قسم وہ تو باہر نکلے اور تمہارے سامنے سے تم پر مٹی پھینک کر چلے گئے جب ان لوگوں نے اپنے چہروں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرا تو خاک آلودہ پایا اور جب دروازہ کی دراڑ سے جھانک کر دیکھا تو ایک شخص کو بستر پر لیٹا ہوا پایا یہ سمجھے کہ آنحضرتؐ ہونگے لیکن جب گھر میں داخل ہوئے اور سوئے ہوئے شخص پر ہاتھ رکھا تو امیر المومنین بیدار ہوئے پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے لاعلمی ظاہر کی اس پر ان لوگوں نے آنحضرتؐ کی تلاش شروع کی اور حضرت علیؑ کو چھوڑ دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ گھر سے نکل کر حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر آئے اور ان سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ رہنا چاہتا ہوں آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ کی مصاحبت قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے دو اونٹ پیش کئے اور ایک روایت کے لحاظ سے آنحضرتؐ نے ان اونٹوں کو خرید لیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عجلت سے سامان سفر اور توشہ وغیرہ کا بندوبست کیا پس اٹھائیس صفر کی رات میں یا غرہ ربیع الاول کو دوشنبہ

کے دن آپ روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ راستہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ ثور دیکھا۔ آپ نعلین مبارک نکالکر برہنہ پا چل رہے تھے تاکہ زمین پر ان کا نشان نہ پڑے ننگے پاؤں چلنے سے آپ کے قدم مبارک مجروح ہوگئے غرض غارِ ثور پر پہونچے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ آپ توقف فرمائیں پہلے غار کو اچھی طرح دیکھ لوں تاکہ آپ کو کوئی آفت نہ پہونچے مشہور تھا کہ یہ غار سانپوں کا مسکن ہے۔ بہرحال غار میں جاکر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑوں کو پارہ پارہ کر کے ان سے ان سوراخوں کو بند کر دیا لیکن ایک سوراخ باقی رہ گیا جس کو بند کرنے کیلئے آپ کے پاس کوئی کپڑا باقی نہ رہا تھا لہذا آپ نے اسکو اپنا پاؤں لگا دیا اور پھر آنحضرتؐ سے اندر آنے کے لئے گذارش کی سانپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں کو ڈس لیا آنحضرتؐ حضرت ابوبکرؓ کے گود میں آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ کہیں آپ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو باوجود شدت تکلیف کے حرکت تک نہ کی لیکن آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے آنحضرتؐ کے رخسار پر جب آنسوؤں کے چند قطرے ٹپکے تو آپ بیدار ہوگئے دریافت کرنے پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہؐ ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا جسکو میں نے ایڑی لگا دی تھی اسکو سانپ نے ڈس لیا ہے آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن زخم کے مقام پر لگا دیا جس سے تکلیف جاتی رہی۔

الغرض اس رات میں آنحضرتؐ نے اس غار میں شب باشی کی غار پر اُمّ غیلان کے درخت کی جسکے بہت کانٹے ہوتے ہیں شاخیں پھیل گئیں۔ مکڑی نے اس پر جالا بن دیا اور کبوتروں نے اپنا گھونسلا بنا کر اس میں انڈے دیئے۔

کفار قریش آنحضرتؐ کے مکان سے حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہونچے اسماءؓ بنت ابوبکرؓ سے دریافت کیا تمہارے باپ کہاں ہیں اسماءؓ نے لاعلمی ظاہر کی۔ مشرکان قریش اپنے ہمراہ ایک قافیہ شناس کو بھی لے گئے تھے جس راستے میں نشان قدم نظر آئے وہ انکو ان نشانات کے مطابق لے گیا لیکن غارِ ثور کے پاس پہنچنے کے بعد آگے نشان قدم نظر نہ آیا۔ قائف نے کہا کہ تمہارا مطلوب اس سے آگے نہیں بڑھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اگر ان میں سے کوئی ہمارا نشان قدم دیکھے گا تو پھر ہم کو دیکھ لے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا اللہ ہے الغرض جب کفار غار کے دہانے پر پہونچے تو دیکھا

کہ مکڑی نے جالا تانا ہے اور کبوتر انڈے دیئے ہیں کہتے ہیں کہ حرم کے کبوتر انہی کبوتروں کی نسل سے ہیں بہر حال کافروں نے خیال کیا کہ اگر آنحضرتؐ غار کے اندر جاتے تو مکڑی کا جالا صحیح و سالم رہتا اور نہ کبوتروں کے انڈے سلامت رہتے لہذا یہ ناامید واپس ہو گئے۔

ابوجہل نے کہا کہ مکہ کے بالائی اور زیریں علاقوں میں منادی کرا دی جائے کہ جو شخص محمدؐ اور ابوبکرؓ کا پتہ چلائے گا اس کو سو اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے۔ حاصل کلام آنحضرتؐ نے اس غار میں تین راتیں گذاریں تیسری رات کو آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ اونٹ پر بیٹھ کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے دن اور رات اور دوسرے دن چلتے رہے حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں پیچھے دیکھتا جاتا تھا کہ کوئی تعاقب تو نہیں کر رہا ہے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں ادھر ادھر دیکھا تو ایک پتھر نظر آیا جس کا کچھ سایہ پڑ رہا تھا میں نے اس پتھر کو صاف کیا اور آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اس پر آپ تکیہ فرمائیں چنانچہ آنحضرتؐ نے اس پر تکیہ فرمایا اور سو گئے اس کے بعد میں نے اس صحرا کے اطراف چکر لگائی تو ایک چرواہا نظر آیا میں نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا کہ قریش سے ہوں اور نام بتایا میں نے اس کو پہچان لیا اور اس سے تھوڑا دودھ مانگا اس نے میرے لئے دودھ نچوڑ کر دیا تو میں دودھ لا کر آنحضرتؐ کے پاس لایا اس وقت تک آپ بیدار ہو چکے تھے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کچھ دودھ پی لیجئے آپ نے پی لیا اس کے بعد عرض کیا کہ کوچ کا وقت ہو چکا ہے پس ہم دونوں اونٹ پر سوار ہو کر نکلے جب منزل قدید پہونچے وہاں ایک بوڑھیا تھی آنحضرتؐ نے اس سے کھجور کا آٹا اور گوشت طلب فرمایا۔ اس عورت نے کہا کہ یہ قحط کا سال ہے اگر میرے پاس کوئی چیز ہوتی تو آپ کی مہمانداری کرتی آنحضرتؐ نے اس کے مکان میں ایک دبلی بکری دیکھی آپ نے اس بکری کو منگوایا اور اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا جس سے اسقدر دودھ نکلا کہ سب سیر ہو گئے اور ام معبد کے برتن لبریز ہو گئے پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ سراقہ کہتے تھے کہ قریش کے پاس سے قبیلہ میں سفراء آئے اور یہ اعلان کرتے کہ جو کوئی آنحضرتؐ کو قتل کرے یا گرفتار کر کے لائے تو اس کو سو اونٹ کا انعام دیا جائیگا ایک شخص نے مجھے آنحضرتؐ کی خبر دی میں اٹھا اور سوار ہو کر سیدھا اس پتہ پر روانہ ہوا اور اتنا نزدیک پہونچ گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرتؐ سے کہا یا رسول اللہؐ یہ دیکھئے ہمارا طالب

پہونچ گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا۔ حضرت صدیقؓ کہتے ہیں کہ سراقہ کے اور ہمارے درمیان ایک تا دو نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اب تو ہمارا طالب اور قریب ہو گیا۔ اور رونے لگے آنحضرتؐ نے سراقہ کی جانب دیکھا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اکفناہ بما شئت کہتے ہیں کہ بمجرد یہ کہنے کے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ کہنے لگا یا محمدؐ دعا کیجئے کہ میرے گھوڑے کو نجات ملے مجھے آپ سے کوئی کام نہیں ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو بھی آپ کے تعاقب میں آئے گا میں اس کو واپس کر دوں گا۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی کہ الٰہی اگر یہ اپنے قول میں سچا ہے تو نجات دے اسی وقت گھوڑا زمین سے باہر آ گیا کہتے ہیں کہ سراقہ نے واپسی میں جو بھی ملا اور آنحضرتؐ کے بارے میں پوچھا اس سے کہا کہ میں نے بہت تلاش کیا مگر ان کو نہ پایا۔ یہی وہ سراقہ ہیں جو بعد میں پاسبان رسولؐ ہو گئے جنگ بدر و حنینؓ سے واپسی کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے اور آنحضرتؐ نے پیشین گوئی فرمائی کہ میں سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے طلائی کنگن دیکھ رہا ہوں چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی فتح ایران کے بعد جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو سراقہ کے حصہ میں کسریٰ کے ہاتھوں کے طلائی کنگن آئے۔

بہر حال سراقہ کی واپسی کے بعد بریدہ اسلمی نے یہ خبر سن کر آنحضرتؐ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ مکہ سے باہر روانہ ہوئے ہیں اور قریش مکہ نے آپ کے قتل یا گرفتاری کے لئے ایک سو اونٹ کے انعام کا اعلان کیا ہے تو وہ اس انعام کی لالچ میں ستر سواروں کے ساتھ آنحضرتؐ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ وہ آپ تک پہنچ گئے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا میں بریدہ ہوں۔ آنحضرتؐ نے ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ خوش ہو کہ کام ٹھیک ہو گیا پھر آنحضرتؐ نے پوچھا تمہارا کس قبیلہ سے تعلق ہے انہوں نے جواب دیا قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتا ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے سلامتی پائی۔ بریدہ آنحضرتؐ کی حلاوت کلام سے بہت شگفتہ خاطر ہوئے اور آنحضرتؐ سے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے جواب دیا محمدؐ بن عبداللہ اور اللہ کا رسولؐ ہوں۔ بریدہ نے یہ سن کر بخلوص تمام کلمہ پڑھا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ اس رات میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہے جب صبح ہوئی تو کہا یا رسول اللہؐ آپ مدینہ میں اس طرح تشریف لے چلیں کہ آپ کا ایک جھنڈا ہو اور اس کو لئے ہوئے ایک شخص آگے آگے چلے۔ پھر بریدہ نے اپنے

عمامہ کو کھولکر نیزہ پر باندھا اور اس کو اٹھائے ہوئے آنحضرتؐ کے سامنے سامنے چلنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے مکان میں قیام فرمائیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں مامور ہوں کہ جہاں میرا اونٹ جاکر رکے گا وہیں اتروں۔ روایت ہے کہ اسی روز شام کی تجارت سے ایک جماعت آرہی تھی راستہ میں یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے، ہر ایک نے پیغمبر خدا اور حضرت ابوبکر صدیق کو سفید کپڑے پہنائے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کے مکہ سے باہر نکلنے اور مدینہ کی طرف متوجہ ہونے کی خبر اہل مدینہ کو پہونچی یہ لوگ ہر روز صبح باہر آکر بیٹھتے اور آپ کا انتظار کرتے جب دن گذر جاتا تو اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے یہ عمل اس وقت تک جاری رہا جبکہ آنحضرتؐ مدینہ پہونچ گئے۔

مدینہ میں ورود

ایک روز ایک یہودی اپنے کام پر بالائے حصار گیا تھا یکایک اسکی نظر دور سے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر پڑی با آواز بلند پکار اٹھا کہ تم جس کا انتظار کر رہے تھے وہ آگئے۔ جب مدینہ کے مسلمانوں کو آنحضرتؐ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو وہ جآء نبی اللہ وجآء رسول اللہ کہنے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے عورتیں دف بجا رہی تھیں اور یہ اشعار گا رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

آنحضرتؐ نے نمان مرکب مدینہ کی سیدھی جانب موڑی اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کی قوم میں اترے اور اس زمانے میں مسجد قبا کی بنیاد رکھی اور اسکی عمارت کی تعمیر میں مصروف ہوئے۔

کہتے ہیں کہ سیدنا علی آنحضرتؐ کی روانگی کے بعد تین روز تک مکہ میں ٹھیرے اور لوگوں کی امانتیں آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق واپس کیں اس کے بعد عازم مدینہ ہوئے۔ آنحضرتؐ کا ابھی قبا میں قیام تھا کہ سیدنا علی وہاں پہونچ گئے پاپیادہ سفر کرنے سے آپ کے تلووں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ان چھالوں پر پھیرا اور دعا فرمائی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صحت یابی کے بعد جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہو کر شہر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب محلہ سالم بن عوف پر پہونچے تو نماز جمعہ کا وقت آگیا تھا۔ آنحضرتؐ نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا لوگوں کو تقوے کی تحریص دی۔ نماز جمعہ سے

فارغ ہونے کے بعد پھر آپ سوار ہوئے نبی سالم نے گزارش کی یا رسولؐ اللہ ہمارے درمیان یہیں ٹھیر جائیے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر قبیلہ کے اشراف داعیان نے مہار پکڑ کر اپنے اپنے قصبہ میں اترنے کیلئے گزارش کی۔ آنحضرتؐ نے ہر ایک کے جواب میں یہ فرمایا: دَعُوا الناقۃ فانھا مامُورۃ" یعنے اونٹنی کو چھوڑ دو کہ وہ محکوم ہے۔ مطلب یہ کہ وہ جس مطابق حکم مقام پر ٹھیرے گی وہیں اتروں گا۔ القصہ ناقہ چلتے چلتے وہاں اس نے زانو ٹیکے جہاں اب مسجد نبوی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ھذا المنزل ان شاء اللہ۔ انصار کی ایک جماعت نے آکر اپنے اپنے مکانوں میں ٹھیرنے کی استدعا کی آنحضرتؐ نے وہی جواب دیا کہ اس ناقہ کو چھوڑ دو کہ یہ مامور ہے۔ چنانچہ اونٹنی زمین سے اٹھی اور چند گام چلکر ایک مقام پر جہاں سے حضرت ابو ایوب انصاری کا مکان قریب تھا بیٹھ گئی۔ آنحضرتؐ اتر پڑے حضرت ابو ایوب انصاری نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میرا مکان سب مکانوں سے زیادہ قریب ہے آپ اجازت دیں کہ سامان سفر وہاں لے چلوں آنحضرتؐ نے اجازت دی اور ابو ایوب انصاری سامان سفر اپنے گھر لے آئے اور آنحضرتؐ نے ان کے مکان میں قیام فرمایا۔ کہتے ہیں کہ سات مہینوں تک آنحضرتؐ ابو ایوب انصاری کے مکان میں سکونت پذیر رہے

مسجد نبوی کی بنیاد و تعمیر

اسی سن ہجرت میں مدینہ میں مسجد کی بنیاد رکھی اس کے قبل جہاں بھی نماز کا وقت آجاتا آپ وہاں نماز پڑھ لیتے تھے کہتے ہیں کہ جس مقام پر پہلے اونٹ نے زانو ٹیکا تھا وہ دو یتیموں کی جگہ تھی وہاں کفار کا قبرستان اور کھجور کے چند درخت تھے۔ آنحضرتؐ نے وہ جگہ ان یتیموں سے خرید لی۔ کفار کے قبرستان کو برابر کرنے کا حکم دیا کھجور کے درخت کٹوا دئے جب زمین ہموار ہوگئی تو آپ نے مسجد کا نقشہ ڈالا اور اسکی تعمیر میں مصروف ہوئے۔ صحابہ اینٹ لاتے تھے۔ آنحضرتؐ بھی ان کے ساتھ اینٹ لایا کرتے تھے بہرحال کچی اینٹوں سے دیوار کھڑی ہوگئی اور مسجد کا چھت کھجور کی شاخوں سے اور ستون کھجور کے درختوں کے تنوں سے تیار ہوئے مسجد کی یہ ہیئت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک برقرار رہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس مسجد کی توسیع کی اور زیادہ کشادہ کیا ولید بن عبد الملک نے اس کو اور کشادہ کیا اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی داخل مسجد کر دیا اس کے بعد

خلیفہ مہدی نے جو خلفائے بنی عباس سے تھا عمارت بنائی اور جب مامون کا زمانہ آیا تو اس نے اسکی تجدید کی۔ موجودہ عمارت مامون کے زمانہ کی ہے۔

مکان کی تعمیر

کہتے ہیں کہ اسی سال اول ہجرت میں آنحضرت ﷺ نے مسجد کی دیوار کے متصل اپنی سکونت کے لئے پختہ مکان تعمیر کیا جس میں ابوایوب انصاری کے مکان سے آپ منتقل ہو گئے۔ زید بن حارث اور ابورافع کو جو آنحضرت کے آزاد کردہ غلام تھے پانچسو درہم اور دو اونٹوں کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا تاکہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ علیہا السلام اور ام کلثوم اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم کا بندوبست کرکے مدینہ کو لائیں چنانچہ دونوں نے تمام بندوبست کرکے انکو مکہ سے مدینہ لائے۔

عقد مواخات

مدینہ کو تشریف آوری کے پانچ یا آٹھ ماہ بعد آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان عقد مواخات قائم کیا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ آپ نے خود اپنا عقد مواخات باندھا اور فرمایا یا علی انت اخی فی الدنیا والآخرہ۔

ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی فرضیت اور اذان

اسی سال ہجرت میں ظہر، عصر، اور عشاء کی فرض نمازوں میں دو دو رکعتوں کا اضافہ ہوا اور نمازوں کے اوقات اور مسجد میں حاضری کے لئے اعلان کے بارے میں مشورہ ہوا۔ بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ بوق کی آواز سے نماز کا اعلان کیا جائے جیساکہ یہود کا طریقہ ہے۔ بعض نے رائے دی کہ مجوسیوں کی طرح آگ جلائی جائے۔ بعض نے کہا ناقوس کا استعمال مناسب ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام طریقوں کو پسند نہ فرمایا اسلئے کہ یہ سب کفار کے طریقے تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا آپ کسی شخص کو کیوں متعین نہیں فرماتے کہ لوگوں کو ندا کے ذریعہ مطلع کرے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رائے پسند فرمائی اور بلال کو حکم دیا کہ نماز کے وقت پہ ندا دیں اذان نازل ہونے کے قبل صرف الصلوۃ جامعۃ کی ندا دی جاتی تھی بعد میں جبرئیل نے کلمات اذان کی تعلیم دی جس کے مطابق اذان دینے کے لئے آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت کے حجرہ کے دروازے ایک دفعہ بلال نے آکر

فجر کی نماز کے لئے آواز دی الصلوٰۃ یا رسول اللہ کہا گیا کہ آنحضرتؐ آرام فرما رہے ہیں اس پر بلالؓ نے بلند آواز کہا الصلوٰۃ خیر من النّوم آنحضرتؐ بیدار ہوئے اور اس کے بعد سے اس کلمہ کو نماز فجر کیلئے اذاں میں شامل فرما دیا۔

تحویل قبلہ

ہجرت کے دوسرے سال تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی۔ اسکی صورت یوں پیش آئی کہ آنحضرتؐ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد سولہ یا سترہ مہینوں تک بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مدینہ کے یہود کہنے لگے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے دین میں مخالف ہیں لیکن ہمارے قبلہ کے موافق ہیں آنحضرتؐ کو جب اسکی اطلاع ملی تو آپ نے جبرئیل سے فرمایا کہ مجھے اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنا کردہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے تحویل قبلہ کی درخواست کریں۔ آنحضرتؐ با جماعت نماز پڑھ رہے تھے اثنائے نماز میں بار بار انتظار وحی میں آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ قد نری تقلّب وجھک فی السّماء فلنولّینّک قبلۃ ترضٰھا کہ اے محبوب ہم آپ کا آسمان کی جانب رخ کرنا دیکھ رہے تھے لہذا ہم آپ کی مرضی کے مطابق قبلہ تبدیل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ ظہر کی دوسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور آپ اسی حالت میں بیت المقدس کی طرف سے کعبۂ ابراہیمی کی طرف پلٹ گئے اور جو لوگ جماعت میں شریک تھے وہ بھی آپ کی اتباع میں کعبہ کی جانب پلٹ گئے اور نماز تمام کی۔ جس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا وہ مسجد قبلتین سے موسوم ہے۔

تزویج فاطمہؓ

اسی سال یعنے ہجرت کے دوسرے سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ عقد ہوا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوا آپ کو سلام کیا لیکن کچھ نہ کہا آنحضرتؐ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا علیؓ تمہاری کیا حاجت ہے۔ میں نے عرض کیا فاطمہ کو مانگنے آیا ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا مرحبا و اھلاً امیر المومنین فرماتے ہیں میں باہر آیا انصار کی ایک جماعت نے مجھ سے پوچھا یا علیؓ کیا آنحضرتؐ اپنی صاحبزادی آپ کو دینے رضامند ہیں میں نے کہا میں نہیں جانتا آنحضرتؐ نے صرف مرحبا و اھلاً فرمایا۔ ان لوگوں نے کہا یہی بس ہے

اسکے بعد آنحضرتؐ نے فاطمہ سے کہا کہ علیؑ تمکو مانگ رہے ہیں۔ فاطمہ نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ زاں بعد آنحضرتؐ نے سیدہ کا سیدنا علیؑ سے عقد فرمادیا۔ فقہاء نے اس بناء پر یہ مسئلہ استخراج کیا کہ ولی کو جبکہ اسکی لڑکی بالغ ہو اسکی مرضی پوچھ لینی چاہیئے اگر وہ سکوت اختیار کرے تو بمنزلۂ اذن ہے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے انسؓ کو بھیجکر حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور انصار کے ایک گروہ کو طلب فرمایا علیؑ بھی آئے اسکے بعد آنحضرتؐ نے بلیغ خطبہ پڑھا۔ چارسو مثقال چاندی مہر مقرر فرمایا۔ ایجاب وقبول کے بعد آنحضرتؐ نے دعا فرمائی۔ جمع اللہ بینکما وبارك علیکما واخرج منکما الکثیر الطیبًا اس کے بعد ایک طبق کھجور لائے گئے آپ نے ان کو تقسیم کرنے کے لئے فرمایا اس کے بعد آنحضرتؐ نے ام سلمہ سے فرمایا کہ میری لڑکی کو علیؑ کے گھر لیجاؤ ان کے حوالے کرو اور کہو کہ عجلت نہ کریں کہ میں آرہا ہوں، عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آنحضرتؐ پانی کا ایک کوزہ لیکر علیؑ کے گھر میں آئے اس کوزہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا معوذتین اور دوسری دعائیں اس پر پڑھیں اس کے بعد فرمایا یا علیؑ یہ پانی پیو اور اس سے وضو کرو اور سیدہ سے بھی فرمایا کہ تم بھی یہ پانی پیو اور اس سے وضو کرو تھوڑا پانی سیدہ کے سر پر اور دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا اور فرمایا۔

اللھم اُعیذھا بكَ وذرّیتُھا من الشَّیطان الرّجیم اس کے بعد اس سے کچھ پانی علیؑ کے سر پر اور دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا اور فرمایا۔ اللھم اعیذہٗ بك وذریتہ من الشیطان الرجیم اور فرمایا اللھم اِنّھما منّی وانا منھما اللھم کما اذھبت عنّی الرّجس وطھرتنی فطھّرھما بوقت عقد سیدہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

سال دوم ہجری کے دیگر اہم واقعات

اسی سال دوم ہجری کے ماہ شعبان میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے نماز عید اور صدقہ فطر کی ادائی واجب ہوئی اسی سال کے اوایل میں جہاد کی ابتدا ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی اُذن للّذین یقاتلون بانّھم ظلموا وانّ اللہ علی نصرھم لقدیر۔ ارباب سیر وحدیث کہتے ہیں آنحضرتؐ جس جہاد میں موجود نہ تھے اس کو بعث یا سریہ کہتے ہیں۔ تمام غزوات کی تعداد بعض اہل سیر انیس 19 اور بعض اکیس 21 بیان کرتے ہیں ایک قول کے لحاظ سے ستائیس غزوات اور چھپن سریہ واقع ہوئے۔ محمد اسحاق کہتے ہیں کہ ایک جماعت کے قول

کے لحاظ سے پہلا غزوہ ابواء کا تھا اس کے بعد بواط کا اس کے بعد عشیرہ کا واقع ہوا لیکن بعض کے نزدیک عشیرہ کا غزوہ ہوا اس کے بعد غزوہ بدر کبریٰ ہوا جس کو بدر قتال بھی کہتے ہیں۔ ہر غزوہ اور سریہ کی تفصیل باندیشہ طوالت ترک کی گئی کتب سیر سے یہ تفصیل معلوم کیجا سکتی ہے۔ الغرض آنحضرتؐ نے غزوۂ بدر کے مال غنیمت کو مساوی طور پر شرکائے غزوہ میں تقسیم فرمایا اور منبہ بن حجاج نے جس ذوالفقار سے امیر المومنین سیدنا علی سے مقابلہ کیا تھا اس کو آنحضرتؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بخش دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ فتح سترہ رمضان جمعہ کے روز ہوئی اس غزوہ میں عقیل اور عباس گرفتار ہو کر آئے۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا۔ بعض سے مشورہ دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت صدیق کی رائے ہوئی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا کرے۔ آنحضرتؐ نے اس رائے سے اتفاق فرمایا اور اصحاب کو اختیار دیا کہ ان قیدیوں سے فدیہ لیکر ان کو رہا کر دیں۔ فدیہ کی مقدار فی کس ایک ہزار درہم سے کم اور چار ہزار درہم سے زیادہ نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ جب عباس بن عبد المطلب کا فدیہ مقرر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں مجھے جبراً باہر لایا گیا ہے مجھ پہ فدیہ کی ادائی لازم نہیں آتی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے اسلام کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے بظاہر تم نے ہم سے جنگ کی لہذا تم کو فدیہ دینا چاہیئے عباس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں کیسے فدیہ ادا کروں آنحضرتؐ نے پوچھا کہ باہر نکلنے سے قبل تم نے جو سونا ام الفضل کے حوالے کیا تھا وہ کہاں گیا۔ عباس نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دی۔ عباس نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں جس وقت یہ سونا ام الفضل کے ہاتھ میں دیا اس وقت ان کے سوا کوئی موجود نہ تھا اور پھر کلمہ طیبہ پڑھا آنحضرتؐ نے فرمایا اب تم مسلمان ہو گئے ان سے فدیہ نہ لیا جائے۔

کہتے ہیں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ فتح غزوہ بدر کے بعد جبرئیل آئے اور کہا کہ اہل بدر کے فضائل کے منجملہ یہ فضیلت ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان الله قد اطلع علی اھل البدر فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم

۳ھ کے اہم واقعات

ہجرت کے تیسرے سال حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے اسی سال غزوہ احد واقع ہوا۔ یہ غزوہ اس طرح پیش آیا کہ قریش کے مشرکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ان کے اشراف ابوسفیان کے پاس آئے اور

اس کاروان مال کو جسے ابوسفیان شام سے لایا تھا اور دار الندوہ میں اسلئے بند پڑا ہوا تھا کہ اس کے مالک غائب تھے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے مصارف طلب کیا۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا سب اس طرح مال خرچ کرنے پر راضی ہیں تو سب نے اپنی رضامندی ظاہر کی ابوسفیان نے کہا کہ پہلا شخص جو اس تجویز پر متفق ہے وہ میں ہوں اور بنو عبد مناف میرے ساتھ متفق ہے پس مال تجارت کو فروخت کر کے اس رقم کو فوج کی تنظیم اور مصارف کے کام میں لایا اس کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ہے ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فلینفقونھا ثم یکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون ان لوگوں نے اپنے ایلچی اطراف اور جوانب روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ انکی اعانت کریں اور عورتوں کو اپنے ہمراہ لے گئے اسکی غرض یہ تھی کہ وہ گانوں کے ذریعہ لوگوں کو جنگ پر اکسائیں اور ان کے درمیان تمام اشراف قریش تھے مانند ابوسفیان عکرمہ بن ابوجہل، خالد بن ولید وغیرہم اس لشکر کا ابوسفیان پیشوا قرار پایا اسکے بعد کفار بجانب مدینہ متوجہ ہوئے یہاں تک کہ قریب پہونچے گئے جب ان کی آمد کی خبر آنحضرتؐ کو ملی تو آپ نے فرمایا۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل اللھم بك احول و بك اصول۔ کہتے ہیں کہ پہلے ارادہ تھا کہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اس بارے میں اصحاب سے آپ نے مشورہ لیا انصار اور مہاجرین نے اس تجویز کی تائید کی انصار کے جوانوں کے ایک گروہ نے جو معرکہ بدر میں شریک تھا عرض کیا کہ مدینہ کے باہر نکلنا چاہیئے تاکہ دشمنوں کو معلوم ہو کہ ہم جنگ سے نہیں ڈرتے۔ القصہ آنحضرتؐ نے عبد اللہ بن مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ساتھ بجانب احد روانہ ہوئے دونوں جانب سے میدان کارساز گرم ہوا بالآخر بعون اللہ اہل اسلام غالب ہوئے مسلمانوں نے کفار پر یکبارگی حملہ کر کے اکثروں کو اسلحہ کے ساتھ گرفتار کر لیا اور باقی کفار نے راہ فرار اختیار کی۔ اس کے بعد مسلمان ان کا تعاقب چھوڑ کر واپس ہو گئے اور اور مال غنیمت لوٹنے لگے۔ کافروں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور سب ملکر پلٹے اور اچانک حملہ کر دیا۔ مسلمان اس خلاف توقع حملہ سے پسپا ہو گئے اور اس طرح لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ شیطان نے بصورت جعل بن مراقہ متمثل ہو کر یہ افواہ پھیلا دی کہ الا ان محمداً قد قتل یعنے آگاہ ہو جاؤ کہ محمدؐ قتل کر دئے گئے اس افواہ سے مسلمان اتنے پریشان

ہو گئے کہ انہوں نے اس پریشانی میں ایک دوسرے پر تلوار چلا دی اور یہ بھی معلوم نہ کر سکے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے کچھ دیر کے بعد ایک صحابی نے گواہی دی کہ آپ بقید حیات ہیں۔ اکثر مسلمان شہید ہوئے اور بہت سوں نے راہ فرار اختیار کی آنحضرتؐ اپنے مقام پر ٹھہرے رہے۔ جبرئیل اور میکائیل آدمیوں کی شکل میں سفید کپڑے پہنے ہوئے سیدھے اور بائیں جانب آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے سامنے صرف چودہ اصحاب باقی رہ گئے تھے جن میں سے سات انصار اور سات مہاجرین تھے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آنحضرتؐ کے پہلو میں ایستادہ رہے اور کئی کفار کو واصل بجہنم کیا۔ کہتے ہیں کہ اس روز کفار قریش کے چار اشخاص نے باہم آنحضرتؐ کو قتل کرنے کا عہد کیا۔ عبداللہ بن شہاب زہری، و عبداللہ بن حمید اسدی۔ اور عتبہ اور ابن قمیہ یکبارگی آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کے رخسارہائے مبارک مجروح اور خون آلود ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے روئے مبارک سے خون صاف کیا اور اپنے سر اور منہ پر مل دیا اور فرمایا کہ کیف یفلح قوم فعلوا ھذا بنبیھم وھو یدعوھم الی اللہ یعنے وہ قوم کیسے نجات پائے گی جس نے اپنے نبی کے ساتھ اس طرح سلوک کیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے کہتے ہیں کہ عتبہ کی سنگباری سے آنحضرتؐ کا دندان مبارک شہید ہو گیا اور زیریں لب بھی زخمی ہو گیا کہتے ہیں کہ جب ابن قمیہ نے آنحضرتؐ کو ضرب لگائی تو آپ ایک گڑھے میں گر گئے اور اس ملعون نے یہ افواہ پھیلا دی کہ اس نے آپ کو قتل کر دیا ہے شیطان نے یہ افواہ لشکر میں پھیلا دی اور مدینہ جا کر وہاں بھی یہ خبر پھیلا دی جو لوگ میدان جنگ سے فرار ہو کر آئے تھے وہ بھی اس خبر سے ناخوش ہوئے۔ اہالی مدینہ اس جماعت کی سرزنش کی اور کہا اتفرون من رسول اللہ یعنے کیا تم رسول اللہ سے بھاگتے ہو۔

قصہ مختصر آنحضرتؐ اسلحہ کے بوجھ اور کمزوری کے باعث گڑھے سے باہر نہ نکل سکتے تھے زخموں کی وجہ سے غشی بھی طاری تھی اس حالت میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پہنچے اور حضرت طلحہ نے آپ کے پاس جا کر آپ کے پاؤں اپنے کاندھے پر لئے اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے گڑھے کے اوپر سے آنحضرتؐ کے ہاتھ پکڑے اور آپ کو اوپر اٹھا لیا۔ آنحضرتؐ اوپر آنے کے بعد جو اہل اسلام متفرق ہو گئے تھے وہ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور کہا ھذا رسول اللہ

حیًا اس کے بعد آنحضرتؐ اُحد کی جانب روانہ ہوئے تا محفوظ رہیں جب آپ شعب اُحد پر پہونچے تو کفار قریش کی عورتیں میدان کو خالی پا کر مقتولان اہل اسلام میں پہونچیں ان کے پیٹ چاک کر دئے ان کے دل و جگر کو باہر نکالا ان کے کان اور ناک کاٹ دئے۔ رسیوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کی لاشوں کو کھینچا۔ اس جنگ میں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے آپ کے قاتل سے جس کا نام وحشی تھا جب دریافت کیا گیا تو اس نے کہا جنگ بدر میں حمزہؓ نے طعیمہ بن عدی، عم جبیر بن مطعم کو قتل کیا تھا۔ جبیر نے مجھ سے کہا کہ اگر میرے چچا کے عوض حمزہ کو قتل کرو گے تو میں تجھے اپنی غلامی سے آزاد کر دوں گا۔ جب اُحد میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو میں نے حمزہ کو دیکھا کہ شیر کی طرح جست لگا رہے ہیں اور لشکر کی صفوں میں داخل ہو کر قریش کی فوج کو درہم برہم کر رہے ہیں جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں ان پر تابڑ توڑ حملہ کر کے ان کے پیٹ اور سر پر ضربات پہونچائے وہ میری جانب متوجہ ہوئے تو میں بھاگنے لگا اور وہ راستہ میں گر پڑے۔ ان کے ساتھی ان کے سرہانے گئے اور یا ابا عمارہ کہہ کر پکارنے لگے انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے سمجھا کہ وہ مر چکے ہیں میں نے توقف کیا تا کہ ان کے لوگ ہٹ جائیں جب وہ چلے گئے تو میں گیا اور ان کا پیٹ چاک کر دیا جگر باہر نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ تمہارے باپ کے قاتل کا جگر ہے۔ ہندہ نے اپنا مقنع اتار دیا کپڑے اور زیور میرے حوالے کئے اور مجھ سے کہا بتاؤ انکی لاش کہاں پڑی ہے اور وہ جگہ بتانے پر وہاں گئی اور ان کے ناک اور کان کاٹ ڈالے اور اپنے ساتھ مکہ لے گئی۔

اس کے بعد آنحضرتؐ بالائے کوہ سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہاڑ کے نیچے پہونچے ابوسفیان اور مشرکوں کی ایک جماعت نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھے اور آنحضرتؐ پر غلبہ حاصل کرے آنحضرتؐ نے دست دعا اٹھا کر کہا اللھم لیس لھم ان یعلونا کہ اے اللہ ان کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ ہم پر غالب آتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا جس سے وہ پہاڑ پر نہ چڑھ سکے اس کے آنحضرتؐ نے ارادہ کیا کہ خود پہاڑ پر چڑھیں لیکن ایک بڑا پتھر سامنے آیا جس سے آپ اوپر نہ چڑھ سکے طلحہ بیٹھ گئے آنحضرتؐ نے ان کے کندھوں پر پاؤں رکھا اور اوپر چڑھ گئے اور فرمایا اوجب طلحۃ الجنۃ یعنی طلحہ نے خود پر جنت لازم کر لی اس کے بعد ابوسفیان نے اپنے لشکر کے ساتھ مکہ واپس ہونے ارادہ کیا لیکن روانگی سے قبل یہ یقین کرنا چاہا کہ آنحضرتؐ زندہ ہیں یا نہیں

لہذا سامنے بڑھکر آواز دی أفي القوم محمد آنحضرتؐ نے فرمایا جواب نہ دو۔ پھر اسی نے پوچھا أفي القوم ابوبکر آنحضرتؐ نے فرمایا اس کا بھی جواب نہ دو۔ پھر پوچھا أفي القوم عمر آنحضرتؐ نے اس کا بھی جواب دینے سے منع کیا۔ ابوسفیان نے اس کے بعد اپنے لوگوں سے متوجہ ہو کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ سب قتل کر دئے گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمرؓ کو ضبط کی تاب نہ رہی کہنے لگے اے دشمن خدا تو نے جھوٹ کہا حق تعالیٰ نے ان سب کو تیری جان لینے کے لئے زندہ رکھا ہے ابوسفیان نے اس کے بعد اپنے بتوں کی تعریف شروع کی اور کہا اعلُ ھبل پیغمبر خدا نے فرمایا اللہ اعلیٰ و اجلّ ابوسفیان نے کہا لنا عُزّیٰ و لا عُزّیٰ لکم آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ مولانا و لا مولا لکم۔

اسکے بعد ابوسفیان نے کہا تمہارے اور ہمارے درمیان دوسرے سال کا وعدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہنے کے لئے فرمایا کہ اسی طرح ہوگا۔ الغرض ابوسفیان مکہ کی طرف واپس ہو گیا۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ یہ سب مکہ چلے گئے تو آنحضرتؐ اور مسلمان میدان میں آئے اور کشتگان جنگ کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا ما حال عمیّ حمزہ کا میرے چچا حمزہ کا کیا حال ہے۔ حارثؓ انکی خبر لائے اور سیدنا علیؓ ان کے پیچھے گئے اور تلاش کیا دیکھا کہ شہداء میں آرام کر رہے ہیں سیدنا علیؓ رونے لگے اور آنحضرتؐ کو اطلاع دی آنحضرتؐ بہ نفس نفیس وہاں تشریف لائے اور حمزہ کے سرہانے اندوہ ناک کھڑے رہے اور خوب رویا۔ ستر دفعہ حمزہؓ کے لئے طلب مغفرت کی اس کے بعد حمزہ کی بہن صفیہؓ آئیں اور انہوں نے بھی اپنے بھائی کو دیکھ کر خوب گریہ وزاری کی حضرت فاطمہ بھی خوب روئیں آنحضرتؐ نے صفیہ اور فاطمہ علیہما السلام سے فرمایا بشارت ہو کہ حمزہ کو ساتویں آسمان میں اسد اللہ اور اسد الرسول کہا جا رہا ہے اس کے بعد حضرت حمزہؓ کی نماز پڑھی اور شہداء کے ساتھ دفن کیا۔ ائمہ اہل سنت کے نزدیک شہداء کو انہی کپڑوں میں بلا غسل دفن کرنا چاہیئے صرف ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ جیسا کہ آنحضرتؐ نے حضرت حمزہؓ اور دیگر شہداء کی صرف نماز جنازہ پڑھی اور عبد اللہ بن جحش کے ساتھ دفن کیا جو حمزہؓ کے بھانجے تھے۔ شہداء کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرتؐ مدینہ واپس ہوئے اور اثنائے راہ میں جس نے بھی آپکو بقید حیات دیکھا آپ کی سلامتی پر خدا کا شکر کیا۔

سنہ ۴ھ کے واقعات

اس سال سریہ ابن جبیع، سریہ ابو سلمہ، سریہ عبداللہ بن انیس واقع ہوئی کتب سیر سے ان کی تفصیل معلوم کیجا سکتی ہے

اسی سال قصۂ اسعدیہ پیش آیا جس میں ستر صحابہ شہید ہوئے۔ آنحضرتؐ چالیس روز تک نماز صبح کی قنوت میں تمام قبائل کے لئے بددعا کرتے رہے اس کے بعد غزوہ بنی نضیر واقع ہوا اسی سال عبداللہ بن عثمان سبط آنحضرتؐ اور فاطمہ بنت اسد والدہ سیدنا علی کی وفات واقع ہوئی۔ اسی سال ام سلمہ کا نکاح ہوا۔ نیز اسی سال بدر صغریٰ واقع ہوا اس کی صورت یوں پیش آئی کہ ابو سفیان احد سے واپس ہوتے وقت مسلمانوں سے کہا تھا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان ایک سال کا وعدہ ہے۔ جب معہودہ وقت آیا تو ابو سفیان نے جنگ کی تیاری شروع کی لیکن دل سے نہیں چاہتا تھا کہ جنگ کرے اس لئے کہ اس سال قحط پڑا تھا اور اہل مدینہ بھی مدینہ سے باہر نکلنا مکروہ سمجھ رہے تھے حضرت ابوبکر حضرت عمر نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ جب وعدہ ہم کفار سے محاربہ کے لئے نکلیں تو مناسب ہے تاکہ ہم کو نئی زندگی ملے۔ آنحضرتؐ بہت خوش ہوئے اسکے بعد آنحضرتؐ نے اپنا جھنڈا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو دیا اور ذی قعدہ کی پہلی شب میں بمقام بدر منزل کی ابو سفیان بھی مکہ سے باہر آیا اور بمقام مجنہ قیام کیا پھر اس نے اپنے دل کی بات کہی کہ مصلحت واپسی میں ہے کہ اس سال قحط ہے۔ چنانچہ وہاں سے واپس ہوگیا اہل مکہ نے اس غزوہ کا نام جیش السویق رکھا اسلئے کہ یہ اپنے ساتھ ستو کی بوریاں لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اصحاب کرام کے ساتھ بدر سے واپس ہوگئے اس واپسی میں ایک یہودیہ کو جس نے زنا کیا تھا رجم کیا گیا اور طعمہ کا چوری کے الزام میں ہاتھ کاٹ دیا گیا کہتے ہیں کہ اس سال شراب حرام ہوئی ارباب سیر کہتے ہیں کہ پہلی آیت جو شراب کے بارے میں نازل ہوئی یہ تھی۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب یتخذون منه سکرا ورزقا حسنا اس زمانہ میں مسلمان شراب نوشی کے شغل میں رہتے اور اسی حالت میں نماز پڑھتے۔ دعائیں کرتے صحابہ جو عقل و دانش میں کامل تھے شراب نوشی کی ممانعت کے حکم کے لئے آنحضرتؐ سے گذارش کرتے آخر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما عقلاء کی ایک جماعت اور صحابہ نے کہا کہ جس چیز میں اثم کبیر ہے اس کا چھوڑنا اولیٰ ہے اور بعض ایسے تھے جو منافع للناس کے پیش نظر

شراب نوشی کرتے تھے چنانچہ ایک روز عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے دوستوں کی ضیافت کی جس میں شراب بھی تھی یہ حالت نشہ میں تھے کہ شام کی نماز کا وقت آگیا اور یہ لوگ نماز میں مشغول ہوگئے مگر نشہ میں آیات غلط سلط پڑھ دیئے اس وقت یہ آیت اتری یاایھا الذین امنو لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلمون ماتقولون اس کے ایک جماعت نے بس اتنی شراب پینی شروع کی کہ نماز کی حالت میں وہ جو آیات پڑھ رہے ہیں وہ سمجھ سکیں یہاں تک کہ عتمان بن مالک انصاری نے صحابہ کی ایک جماعت کو مدعو کیا ان کی ضیافت کیلئے چند اونٹ ذبح کئے تھے جب یہ کھانا کھائے اور شراب پی تو نشہ کا غلبہ ہوا اور اس حال میں ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے یہانتک کہ مارپیٹ کی نوبت آگئی اور سعد وقاص کا سر پھٹ گیا وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور انصار کی شکایت کی اس وقت حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یاایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔

اسکے بعد آنحضرتؐ کے حکم سے مدینہ کے بازاروں میں منادی کردی گئی کہ الاانّ الخمر قد حرمت جس شخص نے یہ ندا سنی تو اس نے اگر وہ شراب نوشی میں مشغول تھا تو اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور شراب نوشی ترک کردی اور گھروں میں جو شراب تھی وہ پھینکدی گئی یہانتک کہ مدینہ کے کوچہ و بازار میں بہنے لگی۔

۵ھ کے اہم واقعات

اسی سال زینبؓ بنت جحش کا عقد ہوا۔ زفاف کے دن آیت حجاب نازل ہوئی اس کے بعد غزوہ بنی مصطلق اور پھر غزوۂ افک پیش آیا یہی غزوہ حضرت عائشہؓ کے عتاب کا سبب ہوا آپ فرماتی ہیں کہ اس غزوہ میں آنحضرتؐ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے تھے جب اس غزوہ سے واپسی ہوئی اور ہم مدینہ کے نزدیک پہونچے تھے کہ ایک رات میں سحر کے وقت روانگی کا اعلان کیا گیا میں لشکرگاہ سے قضائے حاجت کے لئے باہر گئی تھی جب واپس آئی اور اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو دیکھا کہ ہار نہیں ہے پھر اس مقام پر گئی جہاں قضائے حاجت کے لئے گئی تھی اس اثناء میں جن لوگوں نے میرا ہودج بار کیا تھا انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج میں ہوں اور قافلہ روانہ ہوگیا میں اپنا ہار لیکر اپنے ٹھکانے پر واپس آئی وہاں کوئی موجود نہ تھا میں نے اپنے دل میں کہا

مجھے نہ پائینگے تو میری طلبی میں وہ یہاں آئیں گے میں اس انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اپنی چادر لپیٹ کر اسپر تکیہ کیا۔ صبح کو صفوانؓ اس مقام پر پہونچے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اسلئے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے پیشتر وہ مجھے دیکھ چکے تھے ان کے کہنے پر میں اونٹ پر سوار ہوئی اور جب لشکر میں پہونچی تو اصحاب افک نے زبان درازی شروع کی جو منہ میں آیا کہنے لگے۔ آنحضرتؐ کو بھی میں نے متغیر پایا۔ جب ہم مدینہ پہونچے تو آپ نے مجھے میرے والد کے گھر روانہ کر دیا میں اپنے والد کے گھر آنے کے بعد بیمار ہو گئی۔ آنحضرتؐ نے میری جانب التفات نہ کیا اور جب آتے تو اہل خانہ سے پوچھتے کہ بیمار کی کیا حالت ہے اور میرے سامنے نہ آتے لیکن علیؓ سے میرے بارے میں مشورہ فرماتے۔ اُسامہؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ میں سوئے آپ کے اہل کے متعلق بجز بھلائی اور نیکی کے کچھ نہیں جانتا اور علیؓ نے کہا یا رسول اللہ لم یضیق اللہ علیک والنساء سواھا کثیرۃ۔ یعنی خدائے تعالیٰ نے آپ پر کام تنگ نہیں کیا اس حال میں کہ عائشہؓ کے علاوہ بہت ساری عورتیں ہیں۔ القصہ کامل ایک ماہ تک آنحضرتؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور اس دوران میں افترا پردازوں نے خوب ہنگامہ برپا کیا، مجھے دو شبانہ روز نیند نہ آئی میں مسلسل روتی رہی تھی میں اسی حال میں تھی کہ آنحضرتؐ میرے والد کے گھر آئے اور ان سے بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے کہ آثار وحی ظاہر ہوئے جب یہ حالت ختم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ خوشخبری ہو اے عائشہؓ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو مبرا اور تمہاری پاکی کی گواہی دی میرے باپ نے کہا اٹھو اور آنحضرتؐ کے پاس جاؤ اور خدا کا شکریہ ادا کرو اس وقت آنحضرتؐ نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے غصہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا رسولؐ اللہ نے مجھے لپٹا لیا اور واپس باہر گئے مسجد میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور چودہ نازل شدہ آیات اصحاب کو پڑھکر سنائے ان کے منجملہ یہ آیت ہے ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا فی الدنیا و الآخرۃ ولھم عذاب عظیم یعنی جن لوگوں نے محصنہ عورتوں کو تہمت لگائی جو انکی بارہ گوئی سے بے خبر ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور انکے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس سفر میں جس میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا تھا آنحضرتؐ نے اسکی بازیابی کے لئے توقف

فرمایا اس مقام پر پانی نہ تھا اور ساتھ بھی رکھا نہ گیا تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور حضرت عائشہؓ کی شکایت کی کہ ان کی وجہ سے پانی نہ ملنے کے باعث نماز فوت ہو جائیگی۔ صدیق اکبر حضرت عائشہؓ کی جانب متوجہ ہوئے آنحضرتؐ اپنا سر حضرت عائشہؓ کے گود میں رکھکر سو رہے تھے حضرت صدیق اکبر حضرت عائشہؓ پر خفا ہوئے القصہ آنحضرتؐ نے وہیں صبح کی پانی دستیاب ہوا اس پر حق تعالےٰ نے تیمم کی آیت نازل کی جو یہ ہے۔ ان کنتم مرضےٰ او علےٰ سفر او جاء احد من الغائط او لمستم النساء ولم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیباً فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ عفواً غفورا۔

اسی سال غزوہ خندق واقع ہوا ابوسفیان چار ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ آیا آنحضرتؐ نے بنظر احتیاط مدینہ کے اطراف خندق کھدوائی جس میں آپ بھی شریک تھے آخر بعون اللہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار فرار ہوگئے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے فوج کشی کی اور مکہ کو فتح کیا اسکے بعد غزوہ بنی قریظہ اور اسکے بعد غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا جس سے آنحضرتؐ مال غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے۔ اسی سال سعد بن عبادہ کی ماں کا انتقال ہوا آنحضرتؐ نے ان کی قبر پر نماز پڑھی۔ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میری ماں کے لئے کیا صدقہ دوں فرمایا کنواں کھداؤ چنانچہ سعدؓ نے کنواں کھدوایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ھذا لأم سعد۔

سنہ ۶ھ کے واقعات

جمہور اہل سیر کہتے ہیں کہ اسی سال حج فرض ہوا تمام علماء متفق البیان ہیں کہ حج کی فرضیت سنہ ۹ھ میں ہوئی پہلی جماعت کا قول ہے کہ آیت واتموا الحج والعمرۃ للہ چھٹے سال نازل ہوئی دوسری جماعت کا قول ہے کہ فتح مکہ رمضان سنہ ۸ھ میں واقع ہوئی اگر حج فرض ہوتا تو آنحضرت علیہ السلام اسی سال حج فرماتے یا اسکا حکم دیتے جب نواں سال آیا تو آپ نے ابوبکرؓ کو حج کے لئے فرمایا اور دسویں سال خود آپ نے حج بیت اللہ فرمایا پس معلوم ہوا کہ سنہ ۹ھ میں فرض ہوا بعض کہتے ہیں کہ حج کا وقت استطاعت پر موقوف ہے اور امن طریق کی بھی شرط ہے سنہ ۶ھ میں کفار نے راستہ روکا تھا پس اتمام سے مراد اقامت حج و عمرہ ہے نہ کہ ان کا اکمال واللہ اعلم و رسولہ

اسکے بعد غزوہ ذات الرقاع واقع ہوا جسمیں صحابہ کے پاؤں مجروح ہوئے تو انہوں نے اس پر

پیشانی باندھی اسکے بعد غزوۂ بنی لحیان اور پھر سریہ محمد بن مسلمہ، غزوہ ذی قرد یا غابہ سریہ عکاشہ سریہ زید بن الحارث، سریہ عبد الرحمن بن عوف۔ سریہ امیر المومنین علیہ السلام واقع ہوئے۔

اسی سال سنہ ٦ھ میں آنحضرتؐ نے نماز استسقاء پڑھی اور بارش کے لئے دعا فرمائی

ارباب سیر کا بیان ہے کہ رمضان سنہ ٦ھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قحط سالی کی شکایت اور نماز استسقاء کے لئے گذارش کی آنحضرتؐ نے دن اور تاریخ مقرر کر کے فرمایا کہ اس روز سب ملکر صحرا میں نماز استسقاء ادا کریں گے اور بارش کے لئے دعا کریں گے الغرض اس روز آنحضرتؐ طلوع آفتاب کے وقت پرانے کپڑے پہنکر خشوع و خضوع کے ساتھ باہر نکلے اور عیدگاہ میں دو رکعت نماز بغیر اذان کے پڑھائی ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں فرمائیں جس طرح نماز عید میں بمطابق مذہب اما شافعی ادا کی جاتی ہیں پہلی رکعت میں سورہ والضحیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ پڑھی اور زاں بعد بلیغ خطبہ دیا اور دعا کی۔ دعا کے وقت رو بقبلہ ہو کر ردائے مبارک کو منقلب فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ ابھی آپ گھر نہ پہنچے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔

غزوۂ حدیبیہ

ماہ ذی قعدہ سنہ ٦ھ میں آنحضرتؐ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ کعبہ کی زیارت کی عمرہ ادا کیا اور خانہ کعبہ کی کنجی بھی آپ کے دست مبارک میں دیدی گئی جب آپ نے یہ خواب اصحاب سے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور یہ سمجھے کہ اس خواب کی تعبیر اسی سال ظہور میں آئیگی۔ آنحضرتؐ نے اصحاب کو اپنے ارادے کی خبر دی کہ آپ عمرہ کے لئے نکل رہے ہیں اور وہ بھی مستعد اور آمادہ ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے غسل فرمایا نئے کپڑے پہنے اور شتر قصویٰ پر سوار ہو کر بروز دوشنبہ پہلی ذی قعدہ کو مدینہ سے نکلے اور عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنایا اکثر و بیشتر صحابہ نے اپنے ساتھ ہتھیار نہ رکھے البتہ ستر اونٹ ہدی کیلئے ساتھ لے گئے آنحضرتؐ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی اور عمرہ کے لئے حرم باندھا۔ جمہور صحابہ نے بھی آپ کی اتباع میں احرام باندھا ازواج مطہرات سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں جملہ اشخاص کی تعداد ایک لاکھ بیان کیجاتی ہے جو آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ مکہ کی جانب متوجہ ہوئے کی اطلاع مکہ پہونچی تو کفار نے آپس میں مشورہ کیا اور بالآخر یہ رائے ہوئی کہ آنحضرتؐ کو زیارت خانہ کعبہ سے منع کیا جائے۔ اطراف کے قبائل

سے ان لوگوں نے مدد طلب کی اور مکّہ سے باہر نکل کر بلدح لشکرگاہ قرار دیا۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل سالارِ لشکر تھے۔ آنحضرتؐ نے ایک شخص کو مکہ روانہ کیا تاکہ قریش کے حالات معلوم کرے۔ وہ مکّہ سے حالات دریافت کرکے واپس ہوا اور آنحضرتؐ سے تفصیلات بیان کیے۔ آپ نے اعیان صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ مصلحت اس میں ہے کہ ہم ان سے مقابلہ کریں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ زیارتِ خانہ کعبہ کے ارادے سے نکلے ہیں کسی سے مقابلہ کا ارادہ نہ تھا لہذا آپ اپنے ارادے پر قائم رہیے اگر قریش زیارت سے منع کریں تو اسوقت ان سے مقابلہ کریں گے۔ آنحضرتؐ نے اس رائے سے اتفاق فرمایا۔ اور کہا خالد تمیم میں ٹھیرا ہوا ہے تم لوگ سیدھی جانب سے جاؤ تاکہ ہماری خبر نہ پہونچنے پائے اور اس وقت تک ہم ان کے سر پر پہونچ جائیں۔ راوی کہتا ہے قسم بخدا کہ خالد واقف نہ ہوئے جب تک کہ لشکرِ اسلام کے گرد و غبار کو نہ دیکھا۔ اس وقت انہوں نے راہ فرار اختیار کی تاکہ قریش کو مطلع کریں۔ آنحضرت علیہ السلام نے اونٹ بڑھایا یہاں تک کہ وہ مقام حدیبیہ پر ٹھیر گیا اور اپنے زانو زمین پر ٹیک دئے۔ ہر چند اس کو اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھا اور جب آنحضرتؐ کی زجر پر اٹھا تو راستہ سے منحرف ہوگیا آخر اقصائے حدیبیہ میں منزل قرار پائی اور ایک کنویں کے سرے پر جس میں تھوڑا سا پانی تھا اتر پڑے۔ لوگوں نے اس کنویں سے پانی لینا شروع کیا کچھ مدت میں کنویں کا پانی ختم ہوگیا آنحضرتؐ سے انہوں نے تشنگی کی شکایت کی۔ خواجۂ عالم نے دعا فرمائی آسمان سے بارش ہونے لگی اور سب سیراب ہوگئے۔ اس کے بعد بدیل بن ورقہ قریش کی جانب سے آیا اور کہا اکثر قبائل متحد ہوکر حدیبیہ کے پاس اترے ہیں اور آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم کسی سے جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے کی نیت سے نکلے ہیں اگر یہ چاہیں تو ہم ایک مدت متعین کردیں گے کہ اسمیں جنگ نہ کریں گے بدیل نے واپس ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ محمدؐ سے جنگ کرنے میں عجلت سے کام نہ لو وہ جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی نیت سے آئے ہیں اس جماعت نے بدیل کی بات پر بھروسہ نہیں کیا اس کے بعد قریش سے عروہ بن مسعود اٹھے اور کہا کہ اے قوم میرے ذمہ یہ کام کرو میں جا کر محمدؐ سے ملونگا اور ان کا ارادہ معلوم کرونگا

چنانچہ ان لوگوں نے عروہؓ کو آنحضرتؐ کے پاس گفتگو کے لئے روانہ کیا آنحضرتؐ نے ہزلؓ سے جو کہا تھا وہی اس سے بھی کہا لیکن عروہؓ نے جب واپس ہو کر یہ بات بیان کی تو اس کو بھی ان لوگوں نے باور نہ کیا اور بنی کنانہ سے ایک شخص کو اور دوسری روایت کے لحاظ سے علقمہؓ کو روانہ کیا آنحضرتؐ نے اپنا قصد وہی بیان کیا جو ہزلؓ اور عروہؓ سے بیان کیا تھا۔ علقمہؓ واپس آئے اور کہا کہ اے قوم ہمارے لئے سزاوار نہیں ہے کہ ان لوگوں کو زیارت خانہ کعبہ سے منع کریں لیکن کفار نے ان کی بات بھی نہ مانی اسکے بعد آنحضرتؐ نے خراشؓ بن امیہ کو مکہ روانہ کیا تاکہ ان لوگوں کو اپنے ارادہ سے مطلع کریں۔ قریش نے انکو گرفتار کر لیا اور قتل کرنا چاہا۔ ایک قوم نے جو مکہ میں تھی خراشؓ کی حمایت کی۔ پھر آنحضرتؐ نے عمر فاروقؓ سے کہا تم جاؤ اور قریش کو مطلع کرو کہ ہم جنگ کے لئے نہیں بلکہ زیارت خانہ کعبہ اور عمرہ کے لئے آئے ہیں عمرؓ نے عرض کیا کہ قریش کو مجھ سے ایسی دشمنی ہے کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑینگے اور قبیلہ بنی عدی سے مکہ میں کوئی نہیں ہے جو میری حمایت کرے اگر آپ عثمانؓ کو روانہ کریں تو مناسب ہوگا کیونکہ قریش کے پاس وہ عزیز ہیں آنحضرتؐ نے اس مشورہ کے مطابق عثمانؓ کو مکہ روانہ کیا۔ راستہ میں سعد بن العاص ملے اور جب معلوم ہوا کہ ان کو مکہ اس پیام کے ساتھ روانہ کیا گیا ہے تو انہوں نے عثمانؓ کو اپنی امان میں لیا اور خود اپنے ناقہ پر سوار کر کے مکہ لے گئے عثمانؓ نے اشراف قریش سے ملاقات کی اور آنحضرتؐ کا پیام پہنچایا تو پھر واپس ہونا چاہا ان لوگوں نے کہا اگر آپ خانہ کعبہ کا طواف کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی طواف کروں گا اس پر لوگ بپھر گئے اور آپ کو مکہ میں روک لیا جب عثمانؓ کے آنے میں دیری ہو گئی تو مسلمان کہنے لگے چونکہ وہ مکہ میں ہیں ہمارے بغیر طواف کریں گے آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے عثمانؓ سے ایسی توقع نہیں ہے وہ ہمارے ساتھ ہی طواف کریں گے۔ اس اثناء میں سید عالمؐ کو یہ خبر ملی کہ عثمانؓ کو مکہ میں قتل کر دیا گیا۔ آنحضرتؐ یہ خبر سن کر ملول ہوئے اور فرمایا میں یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک کہ قریش سے اس کا بدلہ نہ لوں۔

آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے اصحاب کو طلب کیا اور ان سے بیعت لی کہ اگر جنگ ہو تو یہ ثابت قدم رہیں گے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اسلئے کہ حق تعالیٰ نے سورۂ فتح میں مومنوں کی اس بیعت کا اظہار یوں فرمایا ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَا

يُبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم وانزل عليهم السكينة واثابهم فتحاً قريبا۔ بیعت کی مہم سے فارغ ہوئے تھے کہ خبر ملی حضرت عثمان کو قتل کر دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عثمان خدا اور رسول کی راہ میں گئے تھے میں نہیں چاہتا کہ وہ بیعت کی فضیلت سے محروم رہیں اور اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور عثمان کی جانب سے بیعت کی۔ جب اس بیعت جہاد کی قریش کو اطلاع ملی تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ انہوں نے سہیل بن عمر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور کسی طرح ہمارے اور محمد (صلعم) کے درمیان مصالحت کرا دو۔ سہیل قریش کی ایک جماعت کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس پہنچے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا سَہَّل امرنا یعنے ہمارا کام آسان ہو گیا۔ سہیل نے کہا کہ اے محمد (صلعم) قریش اس شرط پر صلح کے لئے آمادہ ہیں کہ اس سال آپ حج نہ کریں آئندہ سال کریں اگر آپ اس شرط پر راضی ہیں تو صلحنامہ لکھدیا جائے۔ آنحضرتؐ اس شرط پر رضامند ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو طلب کرکے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں نہیں جانتا رحمن و رحیم کون ہے باسمک اللھم لکھا جائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسی طرح لکھو چنانچہ سیدنا علی نے اسی طرح لکھدیا پھر فرمایا لکھو ھذا قضٰے بملّہ محمد رسول اللہ سیدنا علی نے اسی طرح لکھدیا سہیل نے کہا ہم آپ کی رسالت کے مُقِر نہیں ہیں اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے ہوتے تو خانہ کعبہ کی زیارت سے منع نہ کرتے لہٰذا محمد ابن عبداللہ لکھوائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا واللہ انی رسول اللہ وان کذّبتمونی خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھے جھٹلاؤ اور علی سے کہا اس کلمہ کو میٹ دو اور اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھدو۔ سیدنا علی نے عرض کیا خدا کی قسم میں وصف رسالت کو ہرگز نہیں میٹ سکتا بالآخر آنحضرتؐ نے ان کے ہاتھ سے کاغذ لیا اور خود اس کلمہ کو میٹ دیا اسکے بعد فرمایا لکھو محمد ابن عبداللہ علی نے لکھدیا آنحضرتؐ نے فرمایا علی تم کو اس طرح کا واقعہ پیش آئے گا۔ آپ کا یہ ارشاد جنگ صفین کے وقت سیدنا علی اور امیر معاویہ کے درمیان معاہدہ کے متعلق تھا۔ حاکم شام نے کہا کہ اگر علی کو امیر المومنین تسلیم کیا جاتا تو ان سے مقابلہ کیوں ہوتا۔ علی بن ابی طالب لکھا جائے۔ سیدنا علی کو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آیا تو کہا صدق رسول اللہ یعنے رسول اللہ نے

سچ کہا تھا۔ القصہ صلح حدیبیہ کے روز سہیل نے جو شرط بھی پیش کی اس کو آنحضرتؐ نے قبول کر لیا۔ صلحنامہ کا ماحصل یہ تھا کہ دس سال تک مسلمان اور کفار کے درمیان جنگ نہ ہوگی اس سال مسلمان حج نہ کریں گے۔ البتہ دوسرے سال اسکی قضا کر سکتے ہیں لیکن تین روز سے زاید مکہ میں قیام نہ کریں گے ان کے اسلحہ غلاف میں رہیں گے اور دیگر چند مہمل شرائط بھی جن کو آنحضرتؐ نے قبول فرما لیا۔ اس صلحنامہ سے اکثر مسلمان بے دل اور غمگین ہوئے کیونکہ ان کا مدعا یہ تھا کہ آنحضرتؐ کا خواب درست نکلے اسی سال حج ہو اور مکہ فتح ہو جائے بعض کہتے تھے کہ خواب کیوں پورا نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال حج ہوگا۔ الغرض صلحنامہ تحریر پانے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اٹھو اپنے ہدیہ کے اونٹوں کو ذبح کرو سر منڈاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان ہدایات پر عمل پیرا نہ ہوا۔ آنحضرتؐ ام سلمہ کے پاس آئے اور یہ صورت حال بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا اگر یہ مرضی مبارک ہو کہ آپ کے ہدایات کی تعمیل کریں تو ان سے باہر کچھ نہ کہیئے آپ اپنے ہدایا کے اونٹوں کی قربانی دیجئے اور حلق سر کروائیے جب آپ ایسا کریں گے تو سب آپ کی اتباع کریں گے آنحضرتؐ نے خیمہ سے باہر آکر اسی طرح عمل کیا۔ جب اصحاب نے دیکھا کہ سید عالمؐ نے قربانی دی اور حلق سر بھی کروایا تو یہ بھی قربانی دینے اور حلق سر کرانے لگے۔ بعض اصحاب نے بجائے حلق سر کے قصر کروایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللھم اغفر للمحلقین صحابہ نے پوچھا والمقصرین یا رسول اللہ آنحضرتؐ نے پھر وہی دعا کی صحابہ نے پھر مقصرین کے لئے دعا کرنے کی استدعا کی مگر آنحضرتؐ نے تیسری بار بھی محلقین کے لئے دعا فرمائی جب صحابہ نے اسکی وضاحت چاہی تو فرمایا کہ محلقین نے بمقابلہ مقصرین شک نہیں کیا اسکے بعد منزل حدیبیہ سے مراجعت فرمائے۔ اثنائے راہ میں سورت انا فتحنا نازل ہوئی جب آپ مدینہ تشریف لائے تو ابو بصیر کا واقعہ پیش آیا اسکے بعد آپ نے اطراف واکناف کے حکمرانوں کے نام مکتوبات روانہ کئے۔

مکتوبات نبوّی

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ بادشاہان عجم کے نام خط لکھیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ عرض کیا گیا جبتک مکتوبات پر مہر ثبت نہ ہو وہ نہیں پڑھتے اس پر آپ نے طلائی انگشتری بنوا کر پہنی اور جب صحابہ نے دیکھا کہ سید عالمؐ نے انگوٹھی پہنی ہے تو انہوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں

دوسرے روز جبرئیلؑ آئے اور یہ پیام پہونچایا کہ آپ کی امت کے مردوں پر سونا پہننا حرام ہے اسی وقت آنحضرتؐ نے انگوٹھی انگلی سے نکال دی اور صحابہ نے بھی یہی عمل کیا اسکے بعد چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ اور نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کرنے کا حکم دیا اس انگوٹھی کے نگینہ پر تین سطریں تھیں پہلی سطر میں اللہ دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں محمدؐ تھا دوسروں کو اسی طرح انگوٹھی نقش کرنے کی آپ نے مخالفت فرمائی اسکے بعد آپ نے کاتبوں کو طلب کیا اور چھ نامے چھ بادشاہوں کے نام لکھوائے جو یہ تھے۔

۱۔ ملک نجاشی شاہ حبشہ ۲۔ ہرقل اعظم روم۔ ۳۔ کسریٰ حاکم مداین۔ ۴۔ مقوقس بادشاہ اسکندریہ۔ ۵۔ حارث والیٔ دمشق۔ ۶۔ مہوزہ حنفی پیشوائے یمامہ

عمرو بن امیہ کو نجاشی۔ دحیہ کلبی کو ہرقل۔ عبداللہ بن حذافہ کو کسریٰ۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس۔ شجاع بن وہب اسدی کو حارث اور سلیط عامری کو مہوزہ کے پاس ان کے موسومہ ناموں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ بعض لوگ مانند نجاشی ایمان لائے۔ نجاشی نے نامہ کو بوسہ دیا آنکھوں پر رکھا اور بے تحاشہ زبان سے کلمہ شہادت پڑھا اور جب ہرقل کو نامہ پہونچا تو ترجمان کو طلب کرکے پڑھوا کر سنا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرتؐ پیغمبر مرسل ہیں لیکن اندیشہ ہے کہ مجھے رومی ہلاک کر دیں گے ورنہ میں ضرور متابعت کرتا۔ بعض بیان کرتے ہیں کہ زیر پردہ ایمان لایا تھا لیکن علانیہ طور پر باندیشہ ہلاکت اقرار رسالت نہیں کیا اور جب کسریٰ کو مکتوب پہونچا تو مضمون نامہ پر مطلع ہونے کے بعد اسکے پرزے پرزے کر دیے اور اس نامہ کا جواب تحریر نہیں کیا جب اسکی اطلاع سید عالمؐ کو ملی تو فرمایا مَزَّقَ کِتَابِی مَزَّقَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ یعنے اس نے میرے نامہ کو پرزے پرزے کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسکے ملک کے ٹکڑے کر دئے۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی مدت میں شیرویہ نے کسریٰ کو قتل کر دیا اس کے بیٹے کو مسلط کیا اور اس کے پیٹ کو چاک کر ڈالا۔ جب آنحضرتؐ کا مکتوب اسکندریہ پہونچا تو مقوقس نے کوئی نا سزا بات نہ کہی بلکہ کلمہ خیر زبان پر لایا اور آنحضرتؐ کے مکتوب کی تعظیم و تکریم کی لیکن ایمان نہ لایا آنحضرتؐ کے پاس تحفے اور ہدایا روانہ کئے کہتے ہیں کہ سفید اونٹ جسکو دُلدُل کہا جاتا ہے

اور ماریہ قبطیہ کو جن کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اسی نے آنحضرتؐ کے پاس بھیجے تھے۔ اس کے بعد اس نے حاطب کو خلوت میں طلب کیا اور آنحضرتؐ کے اوصاف دریافت کئے اور کہا کہ یہ تمام پیغمبروں کے اوصاف ہیں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم نے آپ کی آمد کی بشارت دی تھی اس کے بعد آنحضرتؐ کے نام مکتوب کا جواب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر باقی رہ گیا ہے وہ ظاہر ہوگا۔ خاتم پیغمبران ہوگا۔ لیکن میرا گمان ہے کہ وہ شام سے ظاہر ہوگا میں نے آپ کے نامہ بر کی تعظیم و تکریم کی اور چند تحفے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں قبول فرمائے جائیں۔ اور جب حارث بن ابی شمر والئی دمشق کو مکتوب پہونچایا گیا تو پڑھنے کے بعد اس کو پھینک دیا اور کہا کہ یہ کون ہے جو مجھ سے میرا ملک چھیننا چاہتا ہے۔ اور اسی قسم کی بیہودہ باتیں کیں اور مجلس سے اٹھ کر حکم دیا کہ گھوڑوں کی نعلبندی کی جائے یعنے آنحضرتؐ کا مقابلہ کرنے کا قصد ظاہر کیا اور ہرقل کے نام خط لکھا کہ میرے پاس ایک مکتوب آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص عرب میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے میرا ارادہ ہے کہ میں اس پر حملہ آور ہوں۔ ہرقل نے جواب دیا کہ یہ ارادہ ترک کرو اور مجھ سے ملو تاکہ دیکھا جائے کہ مقتضائے مصلحت کیا ہے۔ جب ہرقل کا نامہ پہونچا تو شجاع کو طلب کیا اور کہا کہ تم اپنے صاحب کے پاس چلے جاؤ شجاع نے کہا کہ کل واپس ہو جاؤں گا۔ حارث نے چند مثقال طلا بطور انعام دیکر شجاع کو رخصت کر دیا۔ جب ہوزہ کو آنحضرتؐ کا مکتوب پہونچایا گیا تو اس نے اس مکتوب کی تعظیم کی سلیط کے ساتھ بھی احترام سے پیش آیا عمدہ مکان میں اتارا اور جواب نامہ بھی دیا لیکن ایمان نہ لایا۔ سلیط مدینہ واپس ہوئے اور جواب آنحضرتؐ کے روبرو پیش کیا آپ نے فرمایا کہ اس کا ملک اور وہ دونوں ہلاک ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبرئیل نے اسکی وفات کی آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا اس کے بعد یمامہ میں ایک دروغ گو پیدا ہوگا جو نبوت کا دعوی کرے گا۔ اور میرے بعد مار ڈالا جائیگا۔ یہ مسیلمہ کذاب کی جانب اشارہ تھا۔

فتح خیبر اور ۷ھ کے دیگر اہم واقعات

سفر حدیبیہ سے واپسی کے بعد آنحضرتؐ نے بیس روز مدینہ میں توقف فرمایا اس کے بعد اصحاب سے فرمایا کہ لشکر کی تیاری کریں کہ حق تعالیٰ نے سورہ فتح میں جو حدیبیہ سے

مراجعت کے وقت نازل ہوئی۔ خیبر کی فتح کا اشارہ فرمایا ہے انشاء اللہ عنقریب خیبر فتح ہوگا حیث وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجّل لکم ھذہ یعنی خیبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ساتھ صرف وہ شخص آئے جو جہاد کے لئے راغب ہو۔ القصہ آنحضرت نے عزم کارسازی فرمایا اور ایک ہزار چار سو افراد کے ہمراہ مدینہ سے باہر نکلے۔ سباع غفاری کو مدینہ میں بحیثیت خلیفہ چھوڑا۔ امہات المسلمین میں حضرت ام سلمہ آپ کے ہمراہ تھیں بیس مسلمان عورتیں پکوان اور سلائی وغیرہ کام کی نگرانی کے لئے ملازم ہوئیں۔ مقدمہ لشکر عکاشہ کی نگرانی میں میمنہ عمر خطاب کی نگرانی میں، میسرہ سیدنا علی کی نگرانی میں دیا گیا۔ لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ صحیح روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا علی ابتداءً لشکر میں نہ تھے اور جب لشکر سے ملحق ہوئے تو آنحضرت نے لشکر کا جھنڈا ان کے حوالے کیا اور امیر لشکر بنایا۔ اور فتح بھی آپ کے ہاتھ پر ہوئی۔

کہتے ہیں کہ ابن ابی سلول منافق نے یہودیوں کو خبر بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا قصد کرتے ہیں ہوشیار رہو حصار کو مستحکم کرو اور ان سے جنگ کے لئے باہر نکلو۔ تمہاری قوم کے بیشمار لوگ ہیں اور اسباب کی بھی کثرت ہے اور مسلمانوں کے پاس اس کی کمی ہے جب اہل خیبر کو یہ اطلاع ملی تو انھوں نے قبیلہ غطفان سے مدد طلب کی لیکن انھوں نے اہل اسلام سے ڈر کر مدد دینا قبول نہ کیا الغرض آنحضرت ایک ایسی جگہ اپنے لشکر کے ساتھ اترے جہاں سے غطفان ایک رات دن کی مسافت پر تھا آپ نے راستہ بتانے والے کو طلب کر کے فرمایا کہ ہم کو ایسے راستہ سے لے چلو کہ ہم غطفان اور اہل خیبر کے درمیان ہو جائیں تاکہ قبیلہ غطفان خیبر کے یہود کو مدد نہ پہونچا سکے چنانچہ وہ آپ کو مرحب کے راستے سے لے گیا۔ آنحضرت وادی خوضہ کے راستہ سے میدان خیبر میں پہونچ گئے کہتے ہیں کہ اہل خیبر پر خواب غفلت ایسا طاری تھا کہ وہ آنحضرت کی آمد سے واقف نہ ہو سکے حالانکہ ابن سلول خبر دینے کے بعد سے وہ رات دن مسلح سواروں کے ساتھ باہر نکل کر تفحص کیا کرتے تھے لیکن اس روز وہ طلوع آفتاب کے وقت بیدار ہوئے اور جب بیدار ہوئے تو اہل اسلام کے لشکر کو دیکھا سب بھاگے اور حصار بند ہو گئے اور پیشوائے غطفان سلام بن مشکم کو اطلاع دی اس نے کہا کہ میں نے پہلے تم کو جنگ کا مشورہ دیا تھا لیکن تم نے میرے مشورہ کو قبول نہ کیا اب جنگ میں کوتاہی سے کام نہ لو گرفتار ہونے سے قتل ہو جانا بہتر ہے

لہذا اہل خیبر نے مقابلہ کے لئے اپنے دلوں کو مضبوط کیا اپنے اہل و عیال کو قلعہ میں بھیج دیا اور اہل حرب حصار نطات میں جمع ہوئے جب آنحضرت کو یقین ہو گیا کہ اہل خیبر جنگ کریں گے تو آپ نے اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دلائی کہتے ہیں کہ دوسرے روز حصار نطات فتح ہو گیا اور وہاں سے اہل خیبر فرار ہو گئے اور ایک قلعہ میں جمع ہوئے جو نہایت مضبوط قلعہ تھا اور وہاں انہوں نے آلات و سلاح حرب جمع کر رکھا تھا لیکن وہ بھی فتح ہو گیا اسکے بعد حصار ہائے خیبر ناعم بھی فتح ہو گئے اسکے بعد وہ حصار قموص کا محاصرہ کیا گیا۔ آنحضرت کو درد شقیقہ لاحق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپ معرکہ میں نہ رہ سکے ہر روز علم اصحاب میں سے کسی کو دیکر روانہ فرماتے تھے قلعہ نہایت محکم تھا فتح ہونے نہ پایا۔ بالآخر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو علم دیکر روانہ کیا پھر بھی قلعہ فتح نہوا دوسرے روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ علم لے کر جنگ کے لئے نکلے۔ اس دفعہ بھی مقصد حاصل نہوا اور وہ بلانیل و مرام واپس ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں ارشاد فرمایا لاعطین الرأیت غدا رجلاً یحب اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدہٖ یعنے کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سننے کے بعد ہر شخص کو اسکی آرزو تھی کہ علم اس کو دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ اسی روز سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آشوب چشم کے باعث حاضر نہ ہو سکے۔ آنحضرت خیمہ سے باہر آئے اور دریافت فرمایا این علی ابن ابی طالب یعنے علی ابن ابی طالب کہاں ہیں عرض کیا گیا ان کو آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہوا ہے۔ جب علی آئے تو آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ فوراً آشوب چشم زائل ہو گیا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے کبھی آنکھوں میں درد نہیں ہوا اسکے بعد آنحضرت نے خود انکو سلاح پہنائے ذوالفقار کمر پہ باندھی علم جنگ ہاتھ میں دیکر روانہ فرمایا۔ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جو مقابلہ کے لئے قلعہ سے باہر نکلا وہ حارث برادر مرحب تھا۔ سیدنا علی نے اس کے سر پہ ضرب لگائی اور اس ایک ہی ضرب میں وہ جہنم واصل ہو گیا۔ مرحب نے جب اپنے بھائی کا یہ انجام دیکھا تو وہ خود مقابلہ کے لئے باہر نکلا۔ اہل خیبر میں یہ سب سے شجیع تھا کہا جاتا ہے کہ اس کا نیزہ تین من وزن کا تھا اہل اسلام سے کسی کو اس کے مقابلہ کی ہمت نہ تھی یہ حال دیکھ کر سیدنا علی اس کی جانب روانہ ہوئے اور فرمایا انا الذی سمتنی امی حیدرا یعنے میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے کہتے ہیں کہ یہ اشعار پڑھنے کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ مرحب

نے اس رات میں خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر اسکو پھاڑ رہا ہے۔ پس ان اشعار پڑھنے میں یہ مصلحت تھی کہ اس کو اسکا خواب یاد دلایا جائے اور اس کے دل میں خوف پیدا ہو۔

القصہ دونوں بالمقابل ہوئے مرحب تلوار پھرانا چاہتا تھا کہ سیدنا علیؓ نے پیش قدمی کی اور اسکی گردن پر ذوالفقار سے ضرب لگائی جو اسکے سر خود کو چیرتے ہوئے اسکے حلق تک پہونچ گئی جب وہ مارا گیا تو اہل اسلام نے یکبارگی حملہ کر دیا اور کئی یہودیوں کو قتل کیا۔ سیدنا علیؓ نے اس روز یہود کے سات سربرآوردہ اشخاص کو تہ تیغ کیا۔ تمام یہودی قلعہ سے فرار ہوگئے اور سیدنا علیؓ نے ان کا تعاقب کیا اس حالت میں ایک یہودی نے آپ کے ہاتھ پر ضرب لگائی جسکی وجہ سے آپ کے ہاتھ سے سپر گر گئی۔ دوسرے یہودیوں نے فوراً اس کو اٹھالیا۔

آپ نے اسکا تعاقب کیا اور اسپر حملہ کیا یہاں تک کہ فصیل کے دروازہ پر پہونچ گئے اور اسکے ایک آہنی دروازہ کو اپنا سپر بنالیا اہل قلعہ نے جب یہ حال دیکھا تو امان طلب کیا۔ سیدنا علیؓ نے آنحضرتؐ سے استدعاء کرکے ان کو امان دیا بشرطیکہ یہود اپنے اسلحہ اہل اسلام کے حوالہ کردیں اور کوئی ہتھیار پوشیدہ نہ رکھیں اسکے بعد سیدنا علیؓ نے اپنی سپر دور پھینکدی چالیس اشخاص نے اس کو اٹھانا چاہا مگر اٹھا نہ سکے۔ آنحضرتؐ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر قلعہ خیبر فتح ہوگیا۔ آنحضرتؐ آپ کے استقبال کے لئے خیمہ سے باہر آئے اور آپ کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس کے بعد آنحضرتؐ قلعہ قمیص کو تشریف لائے۔

کنانہ بن ابی الحقیق جو یہود کے رؤساء سے تھا آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا آپ نے پوچھا ابی الحقیق کا خزانہ کہاں ہے جواب دیا کہ ہم نے اس کو مصارف جنگ میں صرف کردیا اور کچھ باقی نہ رہا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اسکے خلاف نکلے تو کیا تو امان سے دست بردار ہوجائیگا اسکے بعد جب ثعلبہ بن سلام بن ابی الحقیق سے تفتیش کی گئی تو خزانہ ویرانہ میں پایا گیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے کنانہ کو محمد بن سلمہ کے حوالے کیا کہ اپنے بھائی کے عوض اسکو قتل کردیا جائے آخر خیبر کے یہود کی عاجزی پر اس کا خون معاف کردیا گیا اور انکی عورتوں کو کنیز بنایا گیا۔ حارث کی لڑکی زینب کو جو مرحب کی بھتیجی تھی معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ گوشت رغبت سے کھاتے ہیں تو اس نے ایک بکری کا گوشت پکا کر اس میں زہر ملا دیا اور اس گوشت کو بطور ہدیہ پیش کیا آنحضرتؐ نے اس کا ایک لقمہ منہ میں رکھا اور فرمایا کہ یہ گوشت مجھ سے کہہ

رہا ہے کہ مجھے زہر آلود کیا گیا ہے جب یہ حال زینبؓ کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ واقعی آپ پیغمبر ہیں اور زبان سے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے خیبر کے یہود کو قتل کرنے سے منع کر کے حکم دیا کہ انکو خیبر سے نکال دیا جائے ان لوگوں نے نہایت عاجزی شروع کی اور کہا کہ مسلمانوں کو ایک ایسی جماعت درکار ہوگی جو ان باغات میں کام کریں ہم سے اجرت پر کام لیا جا سکتا ہے۔ آنحضرتؐ نے قبول فرمایا کہ ہر سال نصف آمدنی اجرت میں لیں اور نصف بیت المال میں داخل کریں۔

ہر سال عبداللہ بن رواحہ یہ محاصل وصول کر کے بیت المال میں داخل کیا کرتے تھے۔

اسی سال جب آنحضرتؐ خیبر سے باہر آئے تو وادی القریٰ کا رخ فرمایا اور اس میں ایک منزل تھی جہاں نماز عصر کا وقت آگیا آنحضرتؐ اپنا سر مبارک سیدنا علیؓ کے گود میں رکھے ہوئے تھے کہ وحی کے علامات ظاہر ہوئیں۔ حضرت علیؓ نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ نزول وحی کا وقت اتنا طویل کھنچا کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر فوت ہو گئی جب آنحضرتؐ وحی سے فارغ ہوئے تو آپ نے سیدنا علیؓ سے پوچھا کیا تم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ سیدنا علیؓ نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا الٰہی علیؓ تیری اور تیرے رسول کی طاعت میں تھے آفتاب کو پلٹا دے تا وہ نماز پڑھ لیں۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا غروب شدہ آفتاب پھر طلوع ہوا اور پہاڑ پر چمکنے لگا جسکو سب نے دیکھا۔ علیؓ نے عصر کی نماز پڑھ لی اس کے بعد صہباء فتح ہوا۔ اثنائے مراجعت میں ایک رات میں آنحضرتؐ نے سیر کی آخری شب آپ پر نیند کا غلبہ ہوا آپ نے بلالؓ سے کہا کہ تم بیدار رہنا اور صبح کی نماز کی حفاظت کرنا۔ بلالؓ نے کہا میں اس خدمت پر قائم ہوں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اور اصحاب سو گئے بلالؓ نماز میں مصروف رہے اور جتنی نمازیں ہو سکیں پڑھیں اس کے بعد اپنی پیٹھ راحلہ پر لگا کر مطلع کی طرف دیکھتے رہے نیند نے ان پر بھی غلبہ کیا اور وہ سو گئے یہاں تک کہ آفتاب کی تمازت سے بیدار ہوئے۔ روایت ہے کہ سب سے پہلے آنحضرتؐ اٹھے اس کے بعد بلالؓ اٹھے لوگ۔ ان کو ملامت کرنے لگے۔ سیدِ عالم نے فرمایا اس منزل سے چلو کہ یہ وادی شیطان ہے۔ کچھ دور جانے کے بعد اترے وضو کیا اور جماعت کے ساتھ صبح کی قضا نماز پڑھی۔ جب آپ نے اصحاب کو مضطرب الحال پایا کہ جب سو جائیں اور نماز فوت ہو جائے یا نماز پڑھنا بھول جائیں

تیسیر ادا ہونے کے بعد قضا کرلیں ۔

اس کے بعد سریہ بنو کلاب ، سریہ منقعہ ، سریہ خربہ ، سریہ بنی مرہ ، سریہ بشیر ، سریہ ابن ابی العوجاء واقع ہوئے ۔

اسی سال یعنی ۷ھ میں ماہ ذی قعدہ آنحضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ تیاری کرو تاکہ مکہ جاکر حدیبیہ کے عمرہ کی قضا کریں ۔ اس سفر میں دو ہزار اشخاص آپ کے ہمراہ رکاب تھے ۔ آنحضرت نے ابوذر غفاری کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا ۔ ساٹھ یا ستر اونٹ کی ہدی کے اور اسلحہ ساتھ رکھے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلحنامہ حدیبیہ کی شرط کے خلاف آپ کیسے اسلحہ ساتھ رکھ رہے ہیں ۔ فرمایا کہ یہ غلاف میں رہیں گے اور شہر مکہ میں لیجائے نہ جائیں گے ۔ بنظر احتیاط یہ اسلحہ رکھے جارہے ہیں ۔ کہ اگر قریش عہد شکنی کریں اور ہم کو جنگ کرنی پڑے تو اسلحہ سے مدد لیجاسکے ۔ الغرض سید عالم نے مسجد ذوالحلیفہ میں عمرہ کے لئے احرام باندھا اور تلبیہ شروع کیا ہمراہیوں نے بھی آنحضرت کی متابعت کی جب منزل مرّہ پہونچے تو وہاں قریش کی ایک جماعت تھی جو پریشان ہوگئی یہ لوگ مکہ گئے اور اہل مکہ کو مطلع کیا یہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے ۔ مکرز ابن حفص کو دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ خلاف شرط اسلحہ ہمراہ لانے کی کیا وجہ ہے ۔ آنحضرت نے فرمایا ہم صلحنامہ کے پابند رہیں گے یہ اسلحہ بنظر احتیاط لائے گئے ہیں لیکن مکہ میں ان کو لایا نہ جائیگا ابن حفص نے واپس ہوکر قریش کو یہ جواب سنایا اور وہ مطمئن ہوگئے پس آنحضرت ناقہ پر سوار ہوئے اور مسلمان آپ کے پیچھے بعض سوار اور بعض پیادہ روانہ ہوئے ۔ عبداللہ بن رواحہ آنحضرت کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے ۔ آنحضرت مسجد حرام تشریف لائے تلبیہ اور حجر اسود کا استلام اور طواف قدوم کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور ہدی کے اونٹوں کو مروہ میں قربانی کا حکم دیا اسکے بعد خود مسجد حرام میں آئے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے چھت پر چڑھ کر اذان دیں اور پھر ظہر کی نماز ادا فرمائیے ۔ تین روز گزرنے کے بعد قریش کی ایک جماعت نے سیدنا علی سے ملکر کہا کہ اپنے صاحب سے کہیں تین روز ہو چکے ہیں مکہ سے باہر روانہ ہوجائیں ۔ سیدنا علی نے آنحضرت کے روبرو یہ گذارش پیش کی آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح کریں گے چنانچہ چوتھے روز آپ مکہ سے واپس روانہ ہوئے ابورافع کو مکہ میں چھوڑا کہ وہ میمونہ کو لیکر آئیں الغرض آنحضرت مکہ سے روانہ ہوکر مدینہ پہونچ گئے کہتے ہیں کہ اسی سال عمرو بن العاص ۔ خالد بن ولید ۔ اور عثمان بن طلحہ مسلمان ہوئے ۔

سنہ ۸ھ
غزوۂ موتہ و فتح مکہ

اسی سال غزوۂ موتہ ہوا جس میں خالد بن ولید کو سیف اللہ کا لقب دیا گیا کہ اس غزوہ میں مقاتلہ عظیم کے بعد فتح حاصل ہوئی اور خالد بن ولید نے اپنی شجاعت و جوانمردی کے خوب جوہر دکھائے ۔

سریہ ذات اطلح ۔ سریہ ذات عرق ۔ سریہ ذات السلاسل ۔ سریہ سیف البحر ۔ سریہ محارب سریہ خالد بن ولید ۔ سریہ سعد اشہلی ۔ سریہ عمرو بن العاص بھی اسی سال ہوئے ۔

غزوہ فتح مکہ رمضان ۸ھ میں واقع ہوا ۔ اس غزوہ کی صورت یوں پیش آئی کہ صلحنامہ حدیبیہ کی رو سے یہ طے پایا تھا کہ جو قبیلہ چاہے وہ قریش سے اور جو قبیلہ چاہے وہ آنحضرتؐ سے عہد کر سکتا ہے چنانچہ بنی بکر نے قریش سے اور بنی خزاعہ نے آنحضرتؐ سے عہد کیا ان دونوں کے درمیان قدیم عداوت تھی ۔ ایک روز بنی بکر کے ایک شخص نے آنحضرتؐ کی ہجو کی بنی خزاعہ کے ایک نوجوان نے اس کو منع کیا لیکن جب وہ نہیں مانا تو بنی خزاعہ کے اس نوجوان نے غضبناک ہو کر اس پر حملہ آور ہوا اور اسکی پیشانی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس نے بنی بکر سے فریاد کی ۔ بہرحال بنی بکر نے اس واقعہ کو لڑائی کی بنیاد بنائی اور کفار قریش سے مدد طلب کیا ۔

اعیان قریش سے ایک جماعت جسمیں عکرمہ بن ابو جہل، ابو سفیان بن امیہ اور سہیل بن عمرو وغیرہ تھے ۔ خفیہ طور پر اپنے چہروں پر نقاب ڈالکر ان کی مدد کے لئے گئے اور بنی خزاعہ پر شب خون حملہ کیا ۔ ان دونوں کے درمیان بڑا مقاتلہ ہوا یہاں تک لڑتے لڑتے سرزمین حرم میں آگئے ۔ بنی خزاعہ سے بیس اشخاص مارے گئے ۔ الغرض جب قریش سے یہ حرکت شنیع سرزد ہوئی ابن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ ابو سفیان بن حرب کے پاس آئے اور بولے کہ بڑا فساد ہو گیا اسکے اصلاح کی سخت ضرورت ہے ورنہ محمدؐ اپنے اصحاب کے ساتھ جنگ کھینگے اور اپنے خلفاء کا انتقام لیں گے ۔ ابو سفیان نے کہا کہ واللہ یہ جو کچھ ہوا میرے مشورہ سے نہیں ہوا اور نہ میں اس پر رضامند تھا ۔ مدینہ کو چند اشخاص کو بھیجنا اور محمدؐ کے ساتھ معاہدہ کی تجدید کرنی چاہیئے اور مدت صلح میں بھی اضافہ کرنا چاہئے قبل اسکے کہ اس واقعہ کی محمدؐ کو اطلاع ہو ۔ اس کا یہ گمان تھا کہ ہنوز مکہ سے کوئی شخص مدینہ کو نہ گیا ہوگا ۔ لہذا تدبیر کر کے مکہ سے مدینہ پہونچا ہر چند آنحضرتؐ سے تجدید عہد کیلئے گفتگو کی اس کو جواب نہ ملا نا امید ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا اور ان سے تجدید عہد کی استدعا کی حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ

یہ امر میرے اختیار میں نہیں ہے پس وہاں سے عمر فاروقؓ کے پاس جاکر وہی التماس کیا وہاں بھی اسی قسم کا جواب سنا اس کے بعد اعیان صحابہ کے پاس گیا انھوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے جواب کی طرح جواب دیا بالآخر مایوس ہو کر مدینہ سے ابوسفیان واپس ہوگیا۔ اسکے بعد آنحضرتؐ تیاری میں مشغول ہوئے اور تمام اصحاب سے فرمایا کہ وہ سفر کی تیاری کریں اور اپنے اسلحہ ساتھ رکھیں ان لوگوں نے حسب ارشاد تیاری شروع کی۔ لیکن آنحضرتؐ کا مقصد بطور حزم نہیں جانتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ راستہ بند کر دیا جائے تاکہ کوئی شخص مکہ نہ جا سکے اور ان قبائل اور احیاء کو جو اطراف و نواح مدینہ میں تھے لکھا کہ جسکا خدا پر ایمان ہو اسکو چاہیئے اول ماہ رمضان میں مسلح ہو کر پوری تیاری کے ساتھ مدینہ میں حاضر ہو پس تمام قبائل مدینہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچے۔ آنحضرتؐ نے ابوذر غفاری کو اور ایک روایت کے مطابق ام کلثوم کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کر کے دسویں رمضان بروز چہارشنبہ اور دوسرے قول کے بموجب دوسری رمضان کو مدینہ سے باہر نکلے ازواج مطہرات سے ام سلمہ ہمراہ تھیں۔

آپ چاہ ابوعتبہ پر اترے اور وہاں فوج تیار کی سات سو مہاجر مرد اور ساٹھ گھوڑے تھے۔ انصار چار ہزار تھے اور اسلم سے چار سو تھے ان کے پاس بیس گھوڑے تھے بنی کعب کے پانچسو مرد تھے اسی طرح احیاء کی دوسری جماعتیں تھیں ان کی تعداد نظر سے نہیں گذری جب منزل صلصل پر پہونچے زبیر بن العوام کو چالیس مردوں کے ساتھ بطور طلیعہ روانہ کیا منزل قدید میں علموں اور مہاجر و انصار اور سارے قبائل کو تقسیم کیا اور یہ اعلان کرنے کیلئے فرمایا کہ جو شخص چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے اور خود منزل عسفان میں اترے آپ نے ایک پیالہ پانی طلب کیا اور اس قدح کو اٹھا کر پانی پیا اسطرح افطار فرمایا اور پھر مکہ تک دوسرا روزہ نہ رکھا جب منزل مرۃ الظہر پہونچے جہاں سے مکہ چار فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اترے تو ایک روایت کے لحاظ سے دس ہزار اور دوسری روایت کے لحاظ سے بارہ ہزار لوگ جمع ہو چکے تھے آپ نے فرمایا کہ ہر مرد رات کو آگ روشن کرے کہتے ہیں کہ اس وقت تک قریش کو آنحضرتؐ کے احوال کی خبر نہ تھی لیکن وہ خائف تھے اور جانتے تھے کہ آنحضرتؐ مکہ کا قصد کریں گے۔ ابوسفیان بن حرب سے انہوں نے باہر نکلنے اور تفتیش کرنے کے لئے کہا۔ ابوسفیان مکہ سے باہر نکلا اور ارتوک راستہ سے مرۃ الظہران پہونچا دیکھا کہ تمام وادی پر آگ کی

روشنی چھائی ہوئی ہے کہنے لگا کہ عرفہ کی شب کو بھی اتنی روشنی نہیں ہوتی ۔

بدیل ابن ورقہ جو ہمراہ رہتا تھا ۔ کہا کہ یہ بنی خزاعہ کی آگ معلوم ہوتی ہے ابوسفیان نے خیمے اور گھوڑوں کی آواز سنی تو ڈر گیا اور کہا یہ بنو کعب کے لوگ ہیں جنہوں نے بنی خزاعہ کو جمع کر کے جنگ کی آگ روشن کی ہے بعضوں نے کہا یہ بنی خزاعہ سے زاید ہیں ۔ بخدا ہم نے اس آگ کی مانند ابتک کوئی آگ نہیں دیکھی بجز اس آگ کہ جو عرفہ کی شب میں روشن ہوتی ہے ۔ عباسؓ کہتے ہیں جب اس رات میں آگ نظر آئی تو دریافت کرنے کے لئے مقام اراک تک آیا ۔ یکایک مجھے ابوسفیانؓ کی آواز آئی میں نے آواز دی یا ابا حنظلہ اس نے بھی میری آواز پہچان لی اور کہا یہ ابوالفضل کی آواز ہے اور مجھ سے یہ کہا کہ یہ آگ کیسی ہے میں نے کہا لشکر محمدیؐ معلوم ہوتا ہے میں نے کہا آ میرے اونٹ پر سوار ہو جا تاکہ تجھے آنحضرتؐ کے پاس لیجاؤں اور امان طلب کروں ۔ وہ میرے پیچھے اونٹ پر بیٹھ گیا ۔ میں آنحضرتؐ کے پاس لے گیا اور وہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ تخصیص فرمائیے کہ یہ اہالی مکہ میں سرفراز ہو جائے کیونکہ یہ فخر اور اشراف کو بہت چاہتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا من دخل دار ابوسفیان فھو امن و من اغلق بابہ فھو امن و من دخل مسجد الحرام فھو امن ۔ پھر ابوسفیانؓ آنحضرتؐ سے اجازت لیکر واپس ہوا اور مکہ آیا اور قریش کو آپ کی آمد کی اطلاع دی ۔ قریش نے اس کا دور سے استقبال کیا اور پوچھا کہ یہ تمہارے پیچھے گرد و غبار کیسی اڑ رہی ہے ۔ سفیانؓ نے کہا محمدؐ ایک بڑے لشکر کے ساتھ جو آہنی اسلحہ میں غرق ہے پہونچ گئے اس لشکر میں اکثر دلاور سوار ہیں جن سے کوئی مقاومت کی تاب نہیں لاسکتا اس اثناء میں آنحضرتؐ کا لشکر وادی طویٰ میں پہونچ گیا جہاں سے مکہ صاف نظر آتا ہے آنحضرتؐ نے اپنا سر مبارک جھکا کر سجدہ شکر ادا کیا کہ مہاجرین مکہ کے بالائی حصہ سے آئیں اور علم خاص کو حجون میں بلند کریں اور وہاں سے آگے نہ بڑھیں جب تک کہ آپ خود وہاں پہونچ جائیں ابوذر غفاریؓ سے فرمایا کہ وہ مکہ کے زیرین علاقہ میں داخل ہوں اور ابوعبیدہؓ کو اس جماعت کے ساتھ جن کے پاس اسلحہ نہ تھے فرمایا کہ بطن وادی سے آئیں اور سب کو تاکید فرمائی کہ کوئی مقاتلہ نہ کرے بجز اسکے کہ کوئی تمہارے ساتھ مقابلہ کے لئے آئے جب مقام حجونؓ پر پہونچے پر پہونچے تو وہاں سرخ خیمہ لگائے ۔ عکرمہ بن ابوجہل صفوان بن امیہ سہیل بن عمر وغیرہ نے بنی حارث بن عبد المناف کی جماعت کے ساتھ خالدؓ کے سر راہ آکر مقابلہ

شروع کر دیا۔ خالد نے حسب ضرورت ان سے مقابلہ کیا بہرحال جنگ عظیم واقع ہوئی۔ اور لڑتے لڑتے مسجد الحرام کے دروازہ تک پہونچ گئے۔ بنی بکر کے بیس اور خالد کی فوج کے دو اشخاص ہلاک ہوئے آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا یہ کون ہے کہ میری ممانعت کے باوجود جنگ کر رہا ہے عرض کیا گیا کہ خالد ہیں آنحضرتؐ نے کہلا بھیجا کہ وہ مقابلہ نہ کریں خالد نے گذارش کی کہ ابتداء قریش کی جانب سے ہوئی آنحضرتؐ نے پھر کسی کو بھیجا کہ خالد سے کہے ارفع عنھم السیف یعنی ان پر تلوار نہ اٹھاؤ اس شخص نے کہا آنحضرتؐ فرماتے ہیں ضع فیھم السیف یعنی ان میں تلوار رکھو اور جس پر موقع پاؤ اسکو قتل کر دو۔ یہ سنکر خالد نے ستر اشخاص کو قتل کر دیا آنحضرتؐ نے اسوقت خالد پر عتاب کیا خالد نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو بھیجا تھا اس نے آکر کہا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں ضع فیھم السیف آنحضرتؐ نے اس شخص کو طلب کر کے دریافت فرمایا کیا۔ تم سے میں نے کیا کہنے کے لئے کہا تھا اس نے کہا کہ ارفع عنھم السیف کہنے کے لئے آپ نے فرمایا تھا اور میں نے آپ کا یہ پیام پہونچا دیا لیکن میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر آسمان پر اور اسکے پاؤں زمین پر تھے حربہ ہاتھ میں لئے اس نے مجھ سے کہا خالد سے کہو ضع فیھم السیف اگر ایسا نہ کہوگے تو میں تم کو ہلاک کر دوں گا آنحضرتؐ نے فرمایا صدق اللہ و رسولہ میں نے جس روز میرے چچا حمزہؓ کو قتل کیا گیا تھا میں نے کہا تھا کہ اگر میں قریش پر قابو پاؤں تو اس کا بدلہ لوں گا۔ حق تعالےٰ نے مجھے منع کیا لیکن آج چاہا کہ اپنے پیغمبر کی زبان کو سچ کرے اور وہی ظہور میں آیا۔

القصہ جب عکرمہ۔ صفوان بن امیہ۔ سہیل بن عمرو وغیرہم فرار ہو گئے اور آنحضرت حجون کے مقام پر پہونچے تو وہاں اترے غسل فرمایا اور آٹھ رکعت مخففہ نماز چاشت ادا فرمائی۔ آپ کے اصحاب لشکر حجون سے خزمہ تک صف بنائے ہوئے آنحضرتؐ کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار ہوئے تمام اصحاب ہمرکاب تھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت انا فتحنا تلاوت فرمائی حرم شریف میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کو بوسہ دیا تکبیر کہی۔ مسلمانوں نے بھی آپ کی اتباع میں حجر اسود کا استلام کیا اور تکبیر کہی۔ نعرہ ہائے تکبیر سے دشت و جبل لرز اٹھے مشرکین پہاڑ پر چڑھ کر یہ منظر دیکھ رہے تھے اسکے بعد آنحضرتؐ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور پھر تین سو ساٹھ بت جو خانہ کعبہ کے اطراف واکناف

بٹھائے گئے تھے ان کو نیزہ سے گرا دیا اور فرمایا جاء الحق وزھق الباطل وما یبدی الباطل وما یعید ھبل و نایلہ جو بڑے بت تھے انکو توڑ دیا ایسے بلند بتوں کے متعلق جن تک ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا سیدنا علیؓ نے عرض کیا کہ آپ میرے کاندھے پر پائے مبارک رکھ کر چڑھیئے اور ان کو توڑ دیجئے آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؓ تم میں بار نبوت برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تم میرے کاندھے پر پاؤں رکھ کر چڑھو اور یہ کام کرو۔ سیدنا علیؓ نے امتثال امر میں دوش نبوی پر چڑھکر ان بتوں کو توڑ دیا الغرض تمام بت نکال کر پارہ پارہ کر دیئے گئے اسکے بعد ادبار قریش کی ایک جماعت نے خیرگی کی آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا چنانچہ دوسری نماز کے وقت تک بہت سارے قتل کر دیئے گئے اسکے بعد آنحضرتؐ مسجد الحرام کے ایک گوشہ میں بیٹھے اور بلالؓ سے عثمانؓ بن طلحہ کو کہلا بھیجا کہ خانہ کعبہ کی کنجی لائے سلاقہ عثمان کی ماں نے کنجی نہ دی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ فوری عثمانؓ کے گھر کو گئے اور آواز دی کہ اے عثمان باہر نکلو پیغمبر خدا تمہارا انتظار کر رہے ہیں سلاقہ نے اپنے بیٹے کو کنجی دی اور وہ آنحضرتؐ کے پاس لائے آنحضرتؐ نے عثمان سے کنجی لے کر عمر خطابؓ کو اولاً اندر بھیجا کہ فرشتوں اور انبیاء وغیرہم کے تصاویر کو مٹا دیں۔ کفار قریش نے خانہ کعبہ کی دیواروں پر تصاویر کھینچی تھیں حضرت عمرؓ نے بجز حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ علیہما السلام کی تصاویر کے ساری تصاویر مٹا دیں اسکے بعد آنحضرتؐ اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ دروازہ بند کر دو تاکہ لوگوں کا اژدھام نہ ہو جب آپ نے یہ دو تصاویر دیکھیں تو فرمایا کہ ان کو بھی مٹا دو خدا کی اس قوم پر لعنت ہو کہ جن چیزوں کو انہوں نے پیدا نہیں کیا ان کی تصویر بناتے ہیں آپ نے تھوڑی زعفران طلب فرمائی اور اس کے پانی سے دونوں تصاویر مٹا دیں اور خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے بلالؓ سے دریافت فرمایا کہ آنحضرتؐ نے اندرون خانہ کعبہ کیسے نماز پڑھی تو بلالؓ نے کہا کہ دو ستونوں کو سیدھی جانب اور ایک ستون کو بائیں جانب اور تین ستونوں کو پس پشت رکھکر نماز پڑھی۔ اسی بناء پر علمائے اسلام نے فتویٰ دیا کہ اندرون خانہ کعبہ نماز جائز ہے البتہ فرض نمازوں کے متعلق اختلاف ہے لیکن جمہور کا اسپر اتفاق ہے کہ فرض نماز بھی خانہ کعبہ کے اندر پڑھی جا سکتی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضرتؐ اندرون خانہ کعبہ آئے تو کعبہ کے چاروں طرف آپ نے دعا کی اور باہر آنے کے بعد کعبہ کے دروازہ

کے باہر دو رکعت نماز پڑھیں اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کے تفویض فرمائیں چنانچہ ابتک ان کی اولاد میں یہ کنجی آرہی ہے۔ جب نماز مغرب کا وقت ہوا تو آپ نے بلال کو سقف کعبہ پر چڑھکر اذان دینے کے لئے فرمایا اسکے بعد آنحضرتؐ نے نماز ادا فرمائی۔

فتح مکہ کے دوسرے روز ایک فوجی نے مکہ میں آکر خورش بن امیہ کو تلوار سے قتل کر دیا اس قتل کی جب آنحضرتؐ کو اطلاع ملی تو آپ اُٹھے اور خطبہ بدیں مضمون دیا کہ خانہ کعبہ میں خون ریزی اول روز سے قیامت تک حرام ہے سوائے اس ایک روز کے جسمیں خون ریزی میرے لئے حلال بھی جس کا ذکر گذر چکا ہے اس کے بعد آپ نے بنو کعب سے ایک سو اونٹ دیت (خون بہا) دینے کے لئے فرمایا۔ مخفی باد کہ آنحضرتؐ نے مکہ میں آنے سے قبل حکم دیا تھا کہ گیارہ مرد اور چھ عورتوں کو جہاں کہیں وہ ملیں خواہ حرم میں کیوں نہ ہوں قتل کر دیا جائے ان کے منجملہ عبدالعزیٰ تھا جس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی تھی اس کو وہیں قتل کیا گیا دوسری خویرث بن مفید تھی جس نے آنحضرتؐ کی بہت ہجو کی تھی۔ فتح مکہ کے روز سیدنا علیؓ نے اسکی گردن ماری۔ تیسرا شخص ہبار بن الاسود تھا جس سے آنحضرتؐ کو بہت ایذا پہونچی تھی اس نے ناشائستہ حرکات کے منجملہ ایک یہ تھی کہ اس کے ہاتھ سے زینب بنت رسول کا اسقاط حمل ہوا تھا جس کے باعث وہ بیمار ہو گئیں اور اسی بیماری سے فوت ہوئیں ان میں سے بعض مسلمان ہو گئے تھے مثل عکرمہ بن ابوجہل۔ سفیان بن امیہ۔ کعب بن زہیر جو آنحضرتؐ کی ہجو کیا کرتا تھا فتح مکہ کے روز یہ بھاگ گیا اور فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد قصیدہ بانت سعاد انشاد کیا۔ اور ایک شخص وحشی قاتل حمزہ تھا یہ بھی مسلمان ہو گیا عورتوں میں ایک ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی تھی جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئی اور بیعت کی۔ بیعت کے وقت اس نے آنحضرتؐ سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتی ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ بعض کہتے ہیں پانی کا ایک پیالہ لایا گیا آنحضرتؐ نے اس میں ہاتھ رکھا۔ ہندہ اور دیگر عورتوں نے بھی اسمیں اپنے ہاتھ رکھے۔

الغرض فتح مکہ کا واقعہ تیرہ رمضان کو ہوا اور دوسری روایت کے لحاظ سے مکہ چھ رمضان کو فتح ہوا۔ آنحضرتؐ تمام ماہ رمضان میں اور شوال کے چھ روز مکہ میں قیام پذیر رہے اور ان ایام میں مختلف فیصلے صادر فرمائے ان کے منجملہ یہ فیصلے تھے کہ فاطمہ بنت اسد

کو چوری کے الزام میں پکڑی گئی تھی۔ جرم ثابت ہونے پر آپ نے حکم دیا کہ اسکا ہاتھ کاٹ دیا جائے دوسرا شراب، سور اور مردار جانور کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔ کاہنوں کو کہانت کی اجرت دینے کی ممانعت فرمائی۔

انہی ایام میں خالد بن ولید کو تیس سواروں کے ساتھ بت خانہ عزیٰ کو مسمار کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خالد گئے بت خانہ کو منہدم کر کے واپس ہوئے آنحضرتؐ نے پوچھا تم نے وہاں کوئی چیز دیکھی خالد نے نفی میں جواب دیا آنحضرتؐ نے فرمایا تم نے عزیٰ کو نابود نہیں کیا اور جب تلاشی لی تو ایک کالی عورت برہنہ تن پراگندہ بال ظاہر ہوئی خالد نے تلوار کھینچی اور اس پر ضرب لگا کر اسکے دو ٹکڑے کر دئے جب واپس ہو کر آنحضرتؐ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا وہ عورت عزیٰ تھی جو قریش اور تمام بنی کنانہ کی معبود تھی اور اسکو سب سے بڑا بت تصور کیا جاتا تھا۔

اسی طرح سے عمرو عاص کو سواع کے بت خانہ کو منہدم کرنے کیلئے بھیجا جو منہدم کر دیا گیا سعد بن زید کو بیس سواروں کے ساتھ مشلل روانہ کیا وہاں کے بت خانہ منات کو مسمار کریں سعد وہاں پہونچے اس بت خانہ میں ایک سیاہ فام عورت بال بکھرائی ہوئی نمودار ہوئی جسکو آپ نے دو ٹکڑے کر دیئے۔

غزوۂ حنین

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد تمام قبائل عرب نے اطاعت کر لی مگر ہوازن اور ثقیف کے دو قبیلوں نے سرکشی کی ان کے اشراف جمع ہوئے اور یہ تصفیہ کیا کہ دونوں قبیلہ مل کر آنحضرتؐ سے مقابلہ کرنا چاہیئے آپ کی جماعت کے لوگ علم حرب میں مہارت نہ رکھنے کے باوجود غالب آئے ممکن ہے کہ یہ اب ہمارا قصد کریں قبل اسکے کہ وہ ہمارا رخ کریں ہم کو پیش قدمی کرنی چاہیئے الغرض امیر ہوازن مالک بن عوف اور پیشوائے ثقیف کنانہ بن عبداللہ جنگ کی تیاری کے بعد باہر نکلے چار ہزار لوگ مالک کی زیر قیادت حنین روانہ ہوئے آنحضرتؐ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے بھی جنگ کی تیاری کی عقیلؓ کو حکومت مکہ کے لئے اور معاذ بن جبل کو تعلیم احکام شریعت کے لئے مکہ چھوڑ کر بارہ ہزار اور ایک روایت کے مطابق سولہ ہزار لشکر کے ساتھ باہر نکلے جب نزدیک سواد حنین پہونچے تو مالک نے سبقت کی اور اپنے لشکر کو اس وادی میں بٹھا دیا اور ترغیب دی کہ جب محمدؐ کا لشکر نمودار ہو تو اس پر یکبارگی حملہ کرنا۔ آنحضرتؐ نے بھی سحر کے وقت اپنے لشکر کے لوگوں کو علم دیا اور طلوع صبح کے وقت

وادی حنین میں داخل ہوگئے۔ خالد بن ولید قبیلہ بنی سلیم کے ساتھ لشکر کے سامنے تھے۔ وادی ہوازن میں مالک کے لشکر نے جو گھات میں چھپا ہوا تھا یکایک حملہ کر دیا جسکے باعث خالد فرار ہونے پر مجبور ہوئے اور لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی۔ آنحضرتؐ اس روز اونٹ پر سوار تھے آپکے ہمراہ سات ہزار فوج تھی اور ایک روایت کی رو سے دُلدُل پر سوار تھے آپ ان فرار ہونے والوں کے پیچھے گئے اور آواز دی یا انصار اللہ و انصار رسول اللہ اصحاب اسطرح فرار ہوئے کہ کسی نے پلٹ کر نہ دیکھا اس وقت آنحضرتؐ لشکر گاہ میں کھڑے ہوگئے اور آپ کے ساتھ چند اصحاب ثابت قدم رہے جنکی تعداد اسّی ۸۰ اور دوسری روایت کے لحاظ سے صرف بارہ تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ بجز چار اشخاص جو بنی ہاشم سے تھے علاوہ اور ایک شخص کے ساتھ کوئی نہیں رہا تھا۔ یہ اشخاص عباسؓ۔ علیؑ۔ ابوسفیانؓ اور عبداللہ بن مسعود تھے۔ الغرض جب آنحضرتؐ نے دیکھا کہ سب ساتھی متفرق ہوگئے تو اپنا اونٹ بڑھایا تاکہ کفار پر حملہ کریں۔ ابوسفیان بن حارث اونٹ کی مہار اور عباسؓ رکاب پکڑے ہوئے تھے اور کفار کی جانب جانے سے آپ کو نہیں چھوڑ رہے تھے آنحضرتؐ نے فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب یہ کلام آپ کی انتہائی شجاعت اور کمال دلاوری پر دلالت کرتا ہے اسوقت آیت ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنوداً لم تروھا الخ نازل ہوئی۔ آنحضرتؐ نے عباسؓ سے کہا کہ وہ بآواز بلند ساتھیوں کو آواز دیکر بلائیں۔ عباسؓ کی آواز پر یہ لوگ آنحضرتؐ کے نزدیک حاضر ہوگئے آپ اونٹ سے اترے اور ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور فرمایا شاھت الوجوہ اور اسکے بعد جنگ کے لئے آگے بڑھے۔ جبرئیلؑ نے اسوقت کہا کہ آپ کو آج وہ کلمہ تلقین کیا گیا جو موسیٰ علیہ السلام کو تلقین کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس روز آنحضرتؐ کی مدد کے لئے پانچ ہزار فرشتے بھیجے گئے تھے لڑائی میں کفار کو شکست ہوئی اور ان کا ایک گروہ اوطاس کی جانب اور ایک گروہ بطن نخلہ کی جانب بھاگا۔ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے جس کافر کو قتل کیا تو اس کافر کے مال کا وہ شخص مستحق ہوگا من قتل قتیلا فلہ سلبہٗ کہتے ہیں کہ اس روز مسلمانوں سے چار اشخاص شہید ہوئے اور کافروں سے ستر اشخاص قتل ہوئے اسکے بعد آنحضرتؐ نے سوائے عقد ابو عامر اشعری کو دیا اور انکو امیر بنا کر حنین کے مفروروں کی

جانب روانہ کیا اس کے بعد اثنائے راہ میں طائف کی جنگ ہوئی آپ نے فرمایا انا ناقلون غداً ان شاء اللہ تعالیٰ یعنے ہم کل خدا چاہے تو کوچ کریں گے اور مدینہ واپس ہو جائیں گے چنانچہ دوسرے روز آپ روانہ ہوگئے ماہ ذی قعدہ ۸ھ کے صرف بارہ روز باقی رہ گئے تھے جبکہ آنحضرتؐ نے مقام جعرانہ سے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور پھر مکہ واپس آئے خانہ کعبہ کا طواف کیا اسکے بعد منزل مرالظہران اور جو مال غنیمت باقی رہ گیا تھا اس کو تقسیم فرمایا۔ آخر ذی قعدہ اوائل ذالحجہ میں بجانب مدینہ مراجعت کی۔

اسی سال ماریہ قبطیہ سے آنحضرتؐ کے صاحبزادے ابراہیمؑ تولد ہوئے اسی سال آپکی صاحبزادی زینب کا انتقال ہوا۔

۹ھ کے اہم واقعات

اس سال آنحضرتؐ نے وصولی صدقات کے لئے عمال کو مقرر کیا۔ اسی سال سریہ عتبہ بن حصین بنو تمیم کے ساتھ واقع ہوا۔ اسکے بعد سریہ قطبہ بن عامر قبیلہ خثعم کے ساتھ واقع ہوا اسکے بعد سریہ علقمہ اور سریہ امیر المومنین ظہور میں آئے اس کے بعد غزوہ تبوک جو آنحضرتؐ کا آخری غزوہ تھا واقع ہوا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ اس غزوہ کی وجہ یہ ہوئی کہ اس سال شام سے قافلہ آیا اہل قافلہ نے اہل مدینہ سے کہا کہ بادشاہ روم نے بڑا لشکر جمع کیا ہے اور قبائل بلاد عرب سے ملکر مدینہ پر حملہ کا قصد رکھتا ہے اور اس لشکر کا مقدمۃ الجیش جو چالیس ہزار افراد پر مشتمل ہے مدینہ پہونچ رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ اطلاع ملنے پر تیاری لشکر کا حکم دیا اور اطراف کے قبائل اسلام کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی جلد آنحضرتؐ سے آملیں بہرحال اس طرح تیس ہزار کا لشکر ہو گیا لیکن عسرت کا یہ حال تھا صرف دو اشخاص کے لئے ایک سے زیادہ اونٹ نہ تھا اور بجز کھجوروں کے کوئی غذا نہ تھی ان حالات کے پیش نظر اس غزوہ کو غزوہ جیش العسرت سے موسوم کیا گیا۔ آنحضرتؐ نے ساتھیوں کو تحریص دی کہ وہ صدقات اور اعانت سے دریغ نہ کریں جسکی بناء پر ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق کارسازی لشکر میں حصہ لیا اور مال دیا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں مالدار تھے انہوں نے کہا آج میں ابوبکر پر سبقت لے جاؤں گا لہذا آدھا مال اپنے لئے رکھ کر آدھا مال آنحضرتؐ کے پاس لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس جو کچھ تھا وہ حاضر کر دیا اور دوسرے صحابہ بھی اپنی حیثیت کے موافق کچھ نہ کچھ لائے آنحضرتؐ

نے وہ مال ارباب حاجت کو مرحمت کیا اور فرمایا کہ اپنے ساتھ بہت نعلین رکھو اسلئے کہ لوگ جب تک نعلین پہنے رہیں گے ان پر سواروں کا حکم ہوگا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر لشکر بنایا اور سیدنا علی کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا سیدنا علی نے عرض کیا کہ کبھی غزوہ میں مجھے چھوڑا نہیں گیا اس دفعہ آپ خود جنگ کے لئے کیسے باہر جا رہے ہیں اور علم بھی آپ نے ابوبکر کو دیدیا آنحضرت نے انصار سے کہا کہ وہ علم درست کریں اور فلاں منزل پر لشکر سے آملیں اس لشکر میں دس ہزار گھوڑے اور دس ہزار اونٹ تھے۔ خالد بن ولید کو مقدمۃ الجیش طلحہ کو میمنہ پر عبدالرحمٰن کو میسرہ پر امیر مقرر کیا گیا بہرحال یہ لشکر اس مقام سے مقام جرف پہونچا۔ عبدالرحمٰن بن سلول اپنے خواص کے ساتھ واپس ہوگیا جب آنحضرت کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا اگر اس میں کوئی خیر ہوتی تو ہمارے ساتھ رہتا شکر کرو کہ اس سے نجات ملی منافقوں کی ایک جماعت مال غنیمت کی لالچ میں ہمراہ ہوئی لیکن ان سے وہی نفاق کی علامات ظاہر ہوئیں۔ ان کے نفاق کا طویل قصہ ہے جو مطول کتابوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے ان کو اصحاب عقبہ کہتے ہیں یہ چودہ اشخاص تھے آنحضرت نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب میں بارہ منافق ایسے ہیں جو بہشت کا منہ بھی نہ دیکھیں گے اور جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کی سوراخ سے نکل جائے گا الغرض ان میں سے آٹھ اشخاص زحمت اور حریلہ سے گرفتار ہوکر مرے۔ انکو اصحاب عقبہ اسلئے کہتے ہیں کہ بوقت مراجعت عقبہ (گھاٹی) سامنے آیا اور آنحضرت نے منادی کروادی کہ جب تک میں اس گھاٹی سے گذر نہ جاؤں کوئی اس کے اوپر نہ چڑھے۔ پھر آپ حذیفہ اور عمار کے ساتھ عقبہ پر آئے۔ حذیفہ آپ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور عمار اونٹ کے پیچھے تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ بارہ سوار اور ایک روایت کے لحاظ سے چودہ سواروں کو میں نے دیکھا کہ ہماری جانب متوجہ ہوئے آنحضرت کو میں نے اس کی خبر دی ان میں سے ایک کے ساتھ سب بھاگ گئے اسکے بعد آپ نے فرمایا تم نے ان لوگوں کو پہچانا میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ لوگ، اپنے چہروں کو کپڑوں سے چھپائے ہوئے تھے فرمایا یہ جماعت قیامت تک منافق رہے گی کیا تم جانتے ہو کہ ان کے دلوں میں کیا بات تھی میں نے کہا جی نہیں۔ فرمایا کہ وہ اس گھاٹی میں مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کو ان کے سروں کو لانے کے لئے کیوں نہیں بھیجا۔ فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عرب

یہ کہیں کہ محمدؐ نے قومی تعصب سے اپنے دشمنوں سے مقاتلہ کیا تاکہ ان پر غلبہ پائے اور پھر ان کو قتل کر دے اس کے بعد فرمایا خدایا ان کو زحمت دبیلہ میں گرفتار کر۔ میں نے پوچھا دبیلہ کیا ہے فرمایا وہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو انکو دلوں میں پڑے گا اور ان کو ہلاک کر دیگا پھر آپ نے انکے اور انکے باپ کے نام حذیفہؓ اور عمارؓ کو بتائے اور تاکید کی کہ لوگوں سے یہ نام پوشیدہ رکھو اسی وجہ سے اصحاب رسول حذیفہ کی شان میں کہتے تھے ھو صاحب السر الذی لا یعلمہ غیرہ اور اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے بعد جب کوئی جنازہ آتا تو عمر فاروقؓ حذیفہؓ کی طرف دیکھتے اگر وہ اس پر نماز پڑھتے تو عمرؓ بھی پڑھتے اور موجود رہتے۔ الغرض جب آنحضرتؐ حجر کے مقام سے کوچ کر کے وادی القریٰ پہونچے اور وہاں سے دیار حجر پہونچے اور وہاں سے تبوک پہونچے تو بیس روز تک ٹھیرے رہے ان ایام میں آپ کے کئی فیصلے اور کئی معجزات ظہور میں آئے۔ ہرقل کو اپنی مملکت کے زوال کا خوف پیدا ہوا اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اور آنحضرتؐ نے اس سے مصالحت فرمائی چنانچہ صلحنامہ لکھا گیا جو تا حال اس قوم میں باقی ہے اس کے بعد آنحضرتؐ عازم مدینہ ہوئے کہتے ہیں کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو صحابہؓ نے غزوۂ تبوک کے بعد اپنے اسلحہ فروخت کر دئے اور کہنے لگے جہاد منقطع ہو گیا جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ملی تو آپ نے انکو منع فرمایا اور کہا لا ینقطع الجہاد حتی ینزل عیسیٰ ابن مریم۔

اسی سال نجاشی کی وفات واقع ہوئی آنحضرتؐ نے فرمایا ایک نکوکار مرد مر گیا اور صحابہ سے فرمایا اٹھو اسکی نماز جنازہ پڑھو چنانچہ صحابہ نے آنحضرتؐ کے پیچھے صفیں باندھی اور نماز جنازہ ادا کی اسی بناء پر امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور جمہور سلف کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے ان کا قول ہے کہ جنازہ کا امام کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے آنحضرتؐ کے روبرو نجاشی کا جنازہ حاضر تھا کوئی چیز حائل نہ تھی اسلئے یہ آپ کے خصائص سے ہے۔ اسی سال ام کلثومؓ کی وفات واقع ہوئی۔

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ اواخر ذی قعدہ میں آنحضرتؐ کا حج کا ارادہ ہوا لیکن آپ کو اطلاع ملی کہ مشرکین ایام حج میں حاضر ہو کر خانہ کعبہ کا بحالت برہنگی طواف کرتے ہیں آپ کو یہ مکروہ معلوم ہوا اور حج کے لئے اپنی روانگی میں تاخیر فرمائی آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر لشکر کیا اور فرمایا کہ مراسم حج قائم کریں اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیں اور اوائل سورہ برأت سے تیس تا چالیس

آیات پڑھ کر سنائیں۔ صحابہ کی ایک جماعت جو تقریباً سو افراد پر مشتمل تھی اور جسمیں سعد وقاص عبدالرحمٰن بن عوف، جابر انصاری اور ابو ہریرہ وغیرھم شریک تھے حضرت ابوبکر کے ساتھ ہو گئے آنحضرتؐ نے بیس اونٹ بھی ہدیہ کیلئے مقرر کر کے وہ بھی ابوبکر کے ساتھ کر دیئے۔

القصہ خیر الرفیق مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر روانہ ہوئے اسکے بعد جبرئیل آئے اور کہا یہ کام آپ کیجئے یا اپنے رشتہ داروں میں کسی کے تفویض کیجئے۔ آنحضرتؐ نے سیدنا علی کو طلب کر کے صورت حال سے مطلع کیا اور فرمایا کہ ابوبکر کے پیچھے جاؤ اور ان سے اوائل سورۂ برات لے کر موسم حج میں لوگوں کو پڑھکر سناؤ اور یہ چار باتیں بھی انہیں پہونچا دو۔ اول یہ کہ بہشت میں بجز مومن کے کوئی داخل نہ ہوگا۔ دوسری یہ کہ کوئی برہنہ طواف نہ کرے۔ تیسری یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ جس کسی نے اللہ اور رسول سے عہد کیا ہے وہ اسپر اسکی مدت گذرنے تک ثابت قدم رہے۔ اور اگر عہد نہ کیا ہو یا عہد کی مدت مقرر نہ ہو تو وہ چار ماہ کی مدت تک امان میں رہے گا اسکے بعد اگر مسلمان ہو جائے تو اس کا مال اور خون حرام ہوگا۔ الغرض اسکے بعد اپنے ناقہ کو سیدنا علی کی سواری کیلئے دیا اور وہ حضرت ابوبکر کے پیچھے روانہ ہوئے اور ان سے راستہ میں جا ملے۔ حضرت صدیق نے پوچھا یا علی امیر بن کر آئے ہو یا مامور کی حیثیت سے آئے ہو سیدنا علی نے فرمایا مامور بنکر آیا ہوں لیکن سورۂ برات کی پہلی آیات مجھے دیجئے کہ حکم ایسا ہی ہوا ہے حضرت ابوبکر نے وہ آیات دیدیں جب مکہ پہنچے تو حج بجالایا حضرت ابوبکر نے ایام حج میں حسب طریق مقررہ خطبہ دیا اور مناسک حج کی تعلیم فرمائی اسکے بعد سیدنا علی نے حسب ارشاد نبوی سورت برات لوگوں کو پڑھکر سنایا اور وہ چار امور بھی حسب ارشاد آنحضرتؐ بیان کر دیئے اسکے بعد حضرت ابوبکر اور جناب امیر دونوں صحابہ کے ہمراہ مدینہ واپس ہوئے۔

اسی سال سیدنا علی کو آنحضرتؐ نے یمن کی جانب روانہ کیا۔ سیدنا علی یمن گئے اور اسلام کی دعوت دی اہل یمن نے کلمہ تمام قبیلہ ہمدان مسلمان ہو گیا کہتے ہیں کہ سیدنا علی یمن ہی میں تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کے لئے احرام باندھا اور حضرت علی کو مطلع کیا کہ وہ راستہ میں آپ سے ملیں۔

حج وداع

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہی ایک حج کیا جسکو حج وداع

کہا جاتا ہے اسلئے کہ آپ نے خطبہ حج میں اپنے اصحاب کو الوداع فرمایا اور کہا أیّھا النّاس خذوا منّی مناسککم فانی لا احج بعد عامی هذا اطراف کے تمام قبائل عرب کو آپ نے خبر بھیجی کہ میں نے حج کا عزم کیا ہے جس کسی کا حج کا ارادہ ہو اس کو چاہئے کہ وہ نکلے اور ہم سے ملحق ہو جائے یہ خبر سن کر بہت لوگ مدینہ میں جمع ہوئے تاکہ ابتداء سے آنحضرتؐ کے کے ہمراہ رہیں اور تمام مناسک حج آپ کے ساتھ ادا کریں پچیس ذی قعدہ ہفتہ کے روز آنحضرتؐ نے غسل فرمایا۔ سر میں تیل ڈالا خوشبو لگائی نئے کپڑے پہنے جسم مبارک پر چادر ڈالی اور پھر باہر نکلے ظہر کی چار رکعت مدینہ میں پڑھی اسکے بعد ذو الحلیفہ تشریف لائے کہ دوسری نماز قصر سے پڑھی۔ ہدی کے اونٹ ہمراہ رکھے سیدہ فاطمہ الزہرا اور تمام امہات المومنین ہودج میں ہمراہ رہیں ادائی نماز کے بعد ناقہ پر سوار ہوئے ہمراہیوں کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایت کے لحاظ سے ایک لاکھ بیس ہزار تھی اسکے بعد اسطرح تلبیہ فرمائے لبیک اللھم لاشریک لک لبیک انّ الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک چوتھی ذی حجہ سہ شنبہ کو آپ ذی طوی میں اترے اور وہاں صبح کی نماز پڑھی اسکے بعد مکہ کے بالائی جانب سے تشریف لائے جب خانہ کعبہ کو دیکھا تو یہ دعا پڑھی اللھم زد هذا البیت تعظیما وتشریفا وتکریما پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے حجر اسود کا استلام کیا پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور ہر طواف میں حجر اسود کا استلام کیا اور رکن یمانی کو مس فرمایا ان دونوں کے درمیان یہ فرمایا ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار طواف پورا ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس آئے اور یہ آیت پڑھی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور دو رکعت نماز پڑھی پھر حجر اسود کے پاس آئے اور استلام کیا اور باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلکر بجانب کوہ صفا روانہ ہوئے اور آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ پڑھی اور کوہ صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کی تین بار جست کرتے ہوئے اور چار دفعہ چلتے ہوئے اور پھر فرمایا کہ جو قربانی کے جانور لایا نہ ہو تو وہ احرام کھول دے اور جو لایا ہو وہ احرام روز نحر تک باقی رکھے اس اثناء میں سیدنا علیؑ یمن سے واپس ہوئے اور چند اونٹ بہ نیت ہدی آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کئے آنحضرتؐ نے پوچھا تم نے کیا نیت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے اپنی نیت آپ کی نیت سے وابستہ کر دیا ہوں۔ اور

اور کہتا ہوں ۔ اللھم اھلّل کاھلّل نبیاک آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے حج کا احرام باندھا ہے اور قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں ۔ حضرت علی نے عرض کیا آپ اپنے احرام میں رہیئے اور مجھے ہدی میں شریک فرمالیجئے الغرض آنحضرتؐ یکشنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہارشنبہ ٹھہرے رہے پنجشنبہ کو یعنی ۸ ذی حجہ کو لوگوں کے ساتھ باہر نکلے اور منیٰ آئے اس روز منیٰ میں نماز ظہر و عصر و عشاء پڑھیں وہ رات وہیں گذاری ۔ نماز فجر بھی وہیں پڑھی طلوع آفتاب کے بعد متوجہ عرفہ ہوئے ۔ آپ کے لئے بمقام نمرہ خیمہ لگایا گیا تھا جب آپ عرفہ پہونچے تو اس خیمہ میں اترے آفتاب ڈھلنے کے بعد آپ نے اونٹ پر رحل باندھنے کے لئے فرمایا اور پھر سوار ہو کر بطن وادی میں آئے اور بلیغ خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک قرآن دوسری میری اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں گے اور دیگر ارشادات کے بعد خطبہ تمام کیا اور پھر اسی اونٹ پر اپنی قیام گاہ کو واپس ہوئے اور فضائل روز عرفہ بیان کئے اسی حالت میں الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اس آیت کے فحوا سے جان گئے کہ آپ کے دار البقا کو منتقل ہونے کا وقت قریب ہے آپ عرفہ میں آفتاب ڈوبنے تک ٹھہرے رہے اس کے بعد مزدلفہ پہونچے اسامہ بن زید آپ کے ساتھ بطور ردیف اسی اونٹ پر سوار تھے ۔ مزدلفہ میں نماز مغرب اور نماز عشاء ملا کر پڑھی اور فجر تک وہیں رہے ۔ صبح کی نماز اول وقت ادا فرمائی اور مشعر الحرام میں رو بہ قبلہ ہو کر دعا میں مشغول ہوئے امت کی مغفرت حق تعالیٰ سے چاہی اور ان کے گناہوں کی معافی کی درخواست کی جب صبح ہوئی تو جبرئیل نازل ہوئے اور اجابت دعا کی خوشخبری دی ۔ پھر آپ مشعر الحرام سے روانہ ہوئے اور جمرہ پہونچے اور پھر منحر (قربان گاہ) پر آ کر تریسٹھ اونٹ مطابق تعداد عمر شریف اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور باقی سینتیس اونٹ سیدنا علیؑ نے ذبح کئے اس کے بعد سر کے بال کٹوائے اور ان کو تقسیم فرمایا اپنے سر کے آدھے بال ابو طلحہ انصاری کو اور باقی نصف سر کے موئے مبارک ازواج مطہرات، اہل بیت اور صحابہ میں تقسیم فرمائے ازواج مطہرات کی جانب سے بھی قربانی دی ۔ کہتے ہیں کہ اس روز آپ نے دو بکرے بھی ذبح کئے گوشت کے تین حصے کئے دو حصے تقسیم فرمائے اور ایک حصہ گوشت کا پکوایا ۔ سیدنا علیؑ کے ساتھ آپ نے کچھ شوربا ملاحظہ فرمایا اسکے بعد سوار ہو کر مکہ پہونچے ظہر کی نماز پڑھی خانہ کعبہ کا طواف کیا چاہ زم زم کے پاس آئے اور زم زم نوش

فرمایا ہفتہ سے منگل تک منیٰ میں قیام پذیر رہے ان ایام کو ایام تشریق کہتے ہیں اس کے بعد پھر مکہ تشریف لائے اور چہارشنبہ کو طلوع آفتاب کے قبل طواف وداع کر کے متوجہ مدینہ ہوئے اثنائے مراجعت میں جب منزل خم غدیر پر پہونچے جو نواح جحفہ میں ہے تو ظہر کی نماز اول وقت پڑھی اور باوجود پانی کی قلت کے وہاں ٹھیرے اور وحی کے منتظر رہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

سرفرازی سیدنا علی

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے منادی کرنے کے لئے فرمایا کہ سب لوگ جمع ہو جائیں اور جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے حمد الٰہی کے بعد اصحاب سے مخاطب ہو کر دریافت کیا ایہا الناس الست اولی بالمومنین من انفسہم اے لوگو کیا میں مومنین سے ان کی جانوں سے زیادہ اولیٰ نہیں ہوں سب نے اثبات میں جواب دیا پھر آپ نے سیدنا علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں جسکا مولیٰ ہوں علی اسکے مولیٰ ہیں۔ حافظ ابن مردویہ راوی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کہتے تھے ہم رسول کے زمانہ میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین۔ آنحضرتؐ کے حکم پر علی خیمہ میں آئے اور لوگ جوق در جوق آکر سیدنا علی کو مبارکباد دینے لگے چنانچہ حضرت عمر فاروق نے فرمایا بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ یعنی اے ابن ابی طالب آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے اس طرح صبح کی کہ میرے اور ہر ایماندار مرد اور ہر ایماندار عورت کے آقا ہو گئے اس کے بعد آنحضرتؐ ذوالحلیفہ آئے اور ایک رات وہاں شب باشی کی دن میں معرس کے راستے سے مدینہ پہونچے۔

جیش اسامہ اور مرض الموت

مدینہ آنے کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے جب آپکی بیماری کی اطلاع اطراف و جوانب میں پھیلی تو بعض مدعیان نبوت پیدا ہو گئے مثل مسیلمہ کذاب۔ طلحہ بن خویلد۔ اسعد بن کعب سجاح بنت صحرآت جو عورت تھی۔ ان کا قصہ دیگر کتب مطولہ سے معلوم ہو سکتا ہے اسکے بعد آنحضرتؐ چھبیس صفر بروز دوشنبہ اسامہ بن زید کو روم کے لئے امیر لشکر بنایا اور

ستائیس صفر بروز چہار شنبہ آپ پر مرض طاری ہو گیا لیکن باوجود مرض کے اپنے دست مبارک سے اُسامہ کو علم باندھا اور فرمایا اُغزِ بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ اُسامہ نے علم لیا اور رخصت ہوئے اعیان مہاجر و انصار مثل ابوبکرؓ صدیق و عمرؓ فاروق و عثمان ذو النورین وغیرہم مامور ہوئے کہ اُسامہ کے لشکر میں رہیں۔ بعض لوگوں کو یہ بات گراں گذری کہ اُسامہ کو مہاجرین اور انصار پر امیر کیا گیا جب یہ بات آپکی سماعت میں آئی تو باوجود بخار اور صداع کے دولت سرا سے باہر نکلے سر مبارک پر آپ پٹی باندھے ہوئے تھے منبر پر چڑھکر حمد الٰہی کے بعد اس طرح خطاب کیا کہ لوگو میرے یہ سننے میں آیا کہ اُسامہ کی امارت پر تم طعن کر رہے ہو بخدا وہ سزاوار امارت تھے لہذا اسکی امارت قبول کرو وہ تمہارے نیک لوگوں میں ہے اس کے بعد آپ منبر سے اترے اور گھر میں تشریف لے گئے یہ دس ربیع الاول روز شنبہ کا واقعہ ہے جن افراد کا لشکر کے لئے تعین ہوا تھا وہ حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ نے ان کو وداع کیا اسکے بعد اُسامہ بعزم وداع حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیا باہر نکلے اس رات میں لشکر گاہ میں رہے سویرے انکا لشکر لے کر نکلنے کا ارادہ تھا کہ انکی والدہ اُم ایمن نے کسی کے ذریعہ ان کو اطلاع دی کہ آنحضرتؐ نزع کی حالت میں ہیں یہ اطلاع پاکر اُسامہ اور اکابر صحابہ واپس ہو گئے عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ پیشتر خواص اصحاب کو ام المومنین حضرت عائشہؓ کے گھر میں طلب فرماکر اپنی وفات کی اطلاع دی اور سب کو تقویٰ اور خوف الٰہی کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا کہ میں تم سب کو حق تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے مرض کی ابتدا میرے مکان میں ہوئی آپ باوجود بیمار ہونے کے باری باری سے ازواج مطہرات کے گھروں کو جایا کرتے تھے آپ حضرت میمونہ کے گھر میں تھے جبکہ مرض نے شدت اختیار کی ازواج مطہرات وہاں جمع ہوئیں آپ نے پوچھا این انا غدا یعنی میں کل کہاں رہوں گا ازواج مطہرات سمجھ گئیں کہ آنحضرتؐ کا منشا حضرت عائشہ کے مکان میں رہنے کا ہے لہذا آپ سے عرض کیا کہ ہم سب عائشہ کے گھر میں رہیں گے آپ وہیں قیام فرمائیں۔ بہرحال آپ حضرت میمونہؓ کے گھر سے حضرت عائشہؓ کے گھر منتقل ہوئے اور بستر علالت پر لیٹ گئے مرض نے اور شدت اختیار کی آپ نے ام بشر سے پوچھا کہ میرے مرض کے متعلق کیا کہا جا رہا ہے ام بشر نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ کو ذات الجنب کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ کے الطاف کے یہ سزاوار نہیں کہ اسکے پیغمبر پر مسلط کرے ذوات الجنب ہمزات شیطان سے ہے اور اسکو مجھ پر غلبہ حاصل نہیں ہوسکتا ۔ میرا یہ مرض اس زہر آلود گوشت کے ایک ٹکڑے کی وجہ سے ہے جو یہودیا نے خیبر میں تیرے لڑکے کے ساتھ کھایا تھا ۔ کہتے ہیں کہ تمام بیماریوں میں آنحضرتؐ خدائے تعالیٰ سے عافیت اور شفا کے طلبگار ہوتے تھے لیکن مرض موت میں آپ نے شفا کی درخواست نہیں کی جبرئیل اس مرض میں خدائے تعالیٰ کے پاس سے آئے اور کہا یا محمدؐ حق تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور یہ کہلا بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں شفا دیکر اس مرض سے آپ کو نجات دوں گا اگر آپ موت چاہتے ہیں تو موت دوں گا اور آپکو بخش دوں گا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اپنے معاملے کو خدا پر چھوڑتا ہوں ۔

ارباب سیر کا ایام مدت مرض میں اختلاف ہے اکثر کا یہ کہنا ہے کہ آپ تیرہ روز بیمار رہے دوسرا قول ہے کہ چودہ روز علیل رہے بعضوں نے بارہ روز علالت کی مدت بتائی ہے اور ایک گروہ نے صرف دس روز کی علالت بتائی ہے ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس علالت میں آنحضرتؐ نے فاطمہؑ کو طلب کیا جب وہ آئیں تو اپنی داہنی جانب بٹھایا اور کچھ کان میں بات کی وہ رونے لگیں پھر آپ نے اسی طریقہ سے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد میں نے فاطمہؑ سے پوچھا کہ پہلے کس بات پر روئیں اور پھر کس بات پر ہنسنے لگیں ۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا پہلے آنحضرتؐ نے اپنی اجل کی خبر دی تو میں رونے لگیں پھر آپ نے کہا میرے اہل بیت سے تم بہت نزدیک میرے آجاؤ گی تو میں ہنسنے لگی ۔

صحاح ستہ میں حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ جمعرات کو جب آنحضرتؐ کے مرض میں افاقہ ہوا تو آپ نے اصحاب سے دوات اور کاغذ لانے کے لئے کہا اور فرمایا میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھ دوں گا کہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہوں ۔ اصحاب کے مابین اس بارے میں اختلاف ہوا کہ دوات اور کاغذ لایا جائے یا نہیں ۔ بعض نے کہا کہ لانا چاہیئے اور بعض نے کہا مناسب نہیں کہ ہم اس حالت میں آنحضرتؐ کو تکلیف دیں ۔ جب انصار نے آنحضرتؐ کی حالت دیکھی تو تاب ضبط نہ رہی اور وہ مسجد نبوی کے ارد گرد سراسیمگی کی حالت میں پھرنے لگے عباس رضی اللہ عنہ نے انصار کے اس حال سے آنحضرتؐ کو مطلع کیا آنحضرتؐ اٹھے ایک ہاتھ سیدنا علیؑ کے کاندھے پر اور دوسرا ہاتھ

فضلؓ کے کاندھے پر رکھا اور عباسؓ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اس طرح مسجد میں آئے اور منبر کے پہلے زینہ پر بیٹھ گئے اور حمد و ثناء الٰہی کے بعد فرمایا لوگو مجھے اطلاع ملی کہ تم میری موت سے خائف ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انک میت وانھم لمیتون کوئی پیغمبر اپنی قوم میں ہمیشہ نہیں رہا جو میں تم میں ہمیشہ رہوں آگاہ ہو جاؤ کہ سب کو خدائے تعالیٰ کے پاس واپس جانا ہے اس کے بعد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے ساتھ نیک سلوک کریں اور مہاجرین کو بھی تاکید کرتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں۔ عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ قریش کے بارے میں بھی وصیت فرمائیے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ الخلافۃ للقریش یعنے لوگ قریش کے پیرو ہیں اسکے بعد فرمایا لوگو میرا تم سے باہر جانے کا وقت قریب پہونچ گیا جس شخص کو میں نے تکلیف پہونچائی ہے وہ مجھ سے بدلہ لے لے اگر میں نے کسی سے کچھ مال چھینا ہے تو وہ مجھ سے چھین لے اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو تو وہ اسکا مجھ سے مطالبہ کرے اسکے بعد منبر سے نیچے اترے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر منبر پہ گئے اور ان کی باتوں کا اعادہ فرمایا کہتے ہیں کہ بیماری کے زمانے میں بلالؓ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کو اطلاع دیتے اور آپ باہر آکر نماز ادا فرماتے لیکن مرض کے آخری تین دنوں میں باہر نہ آسکے۔

ایک روایت میں ہے کہ سترہ نمازیں جماعت سے فوت ہوئیں الغرض نماز عشاء کا وقت تھا کہ بلالؓ نے حجرہ کے دروازہ پر آکر الصلوٰۃ یا رسول اللہ لیکن آنحضرتؐ باہر نہ آسکے فرمایا ابوبکرؓ سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ رقیق القلب اور کثیر الحزن ہیں آپ کی جگہ وہ نماز پڑھانے کھڑے ہوں گے اور قرات کرنا چاہیں گے تو ان پر گریہ طاری ہو جائیگا اور وہ نماز نہ پڑھ سکیں گے آپ عمرؓ سے فرمائیں تو اچھا ہوگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا لوگ نہ چاہیں گے کہ نماز میں کوئی قائم مقام پیغمبر ہو اسلئے میں نے ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے کہا کہ کام ان سے ہوگا۔ عائشہؓ نے مکرر وہی گذارش کی آنحضرتؐ نے مکرر وہی جواب دیا القصہ جب بلالؓ سے کہا گیا کہ حکم نبوی یہ ہوا ہے کہ ابوبکرؓ امامت کریں تو بلالؓ روتے ہوئے واپس ہوئے اور سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا واغوثاہ انقطع رجائی واکسر ظہری کاش مجھے میری ماں نہ جنی ہوتی اور جنی تھی تو یہ حال دیکھنے کے پہلے مر جاتا اس کے بعد وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللہؐ نے آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے ابوبکرؓ اٹھے اور جب انکی نظر خالی محراب پر پڑی جس میں رسول اللہ

قیام فرماتے تھے تو بے ساختہ رونا شروع کیا اور اتنا روئے کہ گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے اور لوگ بھی چیخنے چلانے لگے۔ آنحضرتؐ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا شور وغل ہے فاطمہ نے کہا یا رسول اللہ لوگ آپکی مفارقت پر رو رہے ہیں آنحضرتؐ نے سیدنا علیؓ کو بلایا اور انکے دوش پر تکیہ کرکے باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی اسکے بعد فرمایا لوگو تم کو میں خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں وہی تمہارا حافظ ہے تقویٰ اختیار کرو خدا سے خوف کرو۔ عائشہؓ کہتی ہیں جب آنحضرتؐ کا مرض سنگین ہو گیا عشاء کی نماز کا وقت آیا تو لوگ آپکا مسجد میں انتظار کر رہے تھے آپ نے پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں میں نے کہا جی نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے پانی لانے کے لئے فرمایا میں پانی لائی اور آپ نے اپنے بدن پر پانی ڈالا جسم دھویا اور پھر چاہا کہ اٹھیں لیکن بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں پھر پانی طلب کیا اور جسم دھویا اور اٹھنا چاہے پھر بے ہوش ہو گئے اس طرح تین بار ہوا۔ اسکے بعد کہلا بھیجا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ دوسرے روز مرض میں تخفیف ہوئی ابوبکرؓ نماز فجر پڑھا رہے تھے آنحضرتؐ دو اصحاب کے دوش پر سہارا دیکر جن میں ایک عباسؓ تھے باہر تشریف لائے اور ان سے کہا کہ ابوبکرؓ کے پہلو میں آپ کو بٹھا دیں چنانچہ آپ کو اسی طرح بٹھا دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرتؐ نے اشارہ فرمایا کہ وہ اپنے مقام پر رہیں اور آپ بیٹھے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنی وفات کے پانچ روز پیشتر فرمایا لعنۃ اللہ علی الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائهم مساجد اور تاکید کی کہ یہود و نصاریٰ کی طرح میری قبر کو مسجد نہ بنانا اور ایک روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے لئے کسی جگہ سے چند دینار آئے تھے۔ چند دینار آنحضرتؐ نے فقراء میں تقسیم کر دئے چھ یا سات یا آٹھ دینار حضرت عائشہؓ کے سپرد کئے جبکہ آپ انکے سینہ پر سر رکھے ہوئے تھے پھر بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو ان سے پوچھا وہ دینار کیا کئے حضرت عائشہ نے کہا میرے سامنے ہیں فرمایا ان کو بھی خیرات کر دو اور پھر بے ہوش ہو گئے ہوش میں آنے کے بعد پھر پوچھا کہ کیا تم نے وہ دینار صدقہ کر دئے حضرت عائشہ نے کہا کہ میں آپ کی خدمت گذاری میں ہوں صدقہ کرنے کا موقع نہیں ملا آپ نے ان سے وہ دینار اپنے ہاتھ میں لئے اور شمار کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ

مناسب نہیں کہ محمدؐ رخدا کے پاس اس حالت میں جائے کہ اس کے پاس دینار ہوں لہذا وہ دینار سیدنا علیؓ کے حوالے کر دیئے وہ فقراء میں تقسیم کر دیں اور فرمایا مجھے اب سکون ملا۔

کہتے ہیں کہ آپ کی وفات کے روز ملک الموت آکر دروازہ پر ٹھیرے اور اذن طلب کیا۔ آپ نے اجازت دی۔ اذن ملنے پر وہ اندر آئے سلام کیا اور عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کا حکم بجالاؤں اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کی روح قبض کروں۔ ورنہ واپس ہو جاؤں۔ آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ واقعی حق تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آنحضرتؐ نے ملک الموت سے کہا کہ تم جو کام کے لئے آئے ہو وہ کام بجالاؤ۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اب میں بار دیگر زمین پر نہ آؤں گا اسلئے کہ دنیا میں میرے آنے کا سبب آپ تھے اب میرا دنیا میں کوئی مقصود نہیں اسکے بعد ملک الموت آنحضرتؐ کی روح مبارک قبض کرنے میں مصروف ہوئے۔ سکرات موت آنحضرتؐ پر اتنی سخت تھی کہ کبھی سرخ اور کبھی زرد پڑ جاتے کبھی سیدھے ہاتھ کبھی بائیں ہاتھ کو کھینچتے پسینہ پسینہ ہو جاتے پانی کے پیالے میں ہاتھ ڈال کر اسکو منہ پر پھیر لیتے اور کبھی فرماتے لا الٰہ الا اللہ ان للموت سکرات ایک روایت میں ہے کہ آپ یہ فرماتے جاتے تھے کہ اللھم اعنّی علے سکرات الموت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حالت نزاع میں آنحضرتؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور اسی حالت میں چھت کی طرف دیکھنے لگے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا الرفیق الاعلیٰ کہ یکایک ہاتھ شل ہو گیا اور آپ عالم بقا کو تشریف لے گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

جب آپ کی روح بدن مبارک سے مفارقت کی تو چاروں طرف خوشبو پھیل گئی۔ صحابہ مسجد میں جمع تھے جب گھر کے اندر سے گریہ وزاری کی آواز آئی تو ان پر اضطراب طاری ہو گیا معلوم ایسا ہوتا تھا کہ ان کی عقل سلب ہو گئی ہے بعض گفتگو کرنے کے قابل نہ رہے اور بعض بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عمرؓ مسجد کے دروازہ پر کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ آنحضرتؐ وفات پا گئے تو اس تلوار سے اسکو دو ٹکڑے کر دوں گا۔ لوگ یہ بات سن کر آنحضرتؐ کی وفات کے تعلق سے شک میں پڑ گئے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابوبکرؓ آ گئے دیکھا کہ سب لوگ مسجد میں متفرق الحال ہیں آپ نے کسی کی جانب توجہ نہ کی سیدھے حضرت عائشہؓ کے گھر میں چلے گئے آنحضرتؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا وا نبیاہ اور پھر آپ کے قدموں کو بوسہ دیا اور

کہا واصفیاہ اسکے بعد پھر پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا واخلیلاہ روتے جارہے تھے اور کہتے جاتے تھے بابی انت وامی طبت حیًا ومیتًا پھر کہا اگر اختیار ہوتا تو آپ کی جان کے بدلے ہم اپنی جان قربان کر دیتے اسکے بعد گھر سے باہر نکلے حضرت عمر اسی طرح لوگوں میں کلام کر رہے تھے حضرت صدیق منبر رسول پر برآمد ہوئے اور سب سے مخاطب ہو کر کہا من کان یعبد محمد فان محمدًا قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حیٌ لا یموت اور یہ آیت پڑھی ماکان محمدا باحدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الخ۔ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق کے اس کلام سے سب کو آنحضرتؐ کی وفات کا یقین ہوگیا اسکے بعد حضرت صدیق نے اہل بیت کو تعزیت دی اور فرمایا غسل اور تجہیز وتکفین کی مہم کا آپ سے تعلق ہے اور خود اکابر مہاجرین و انصار کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کو روانہ ہوئے تاکہ خلافت کا تصفیہ کریں۔

حضرت عباس حضرت علی اور حضرت عباس کی صاحبزادی اور اُسامہ نے آنحضرتؐ کو اٹھا کر بُرد یمانی پر لٹایا اس کے بعد اس بارے میں اختلاف ہوا کہ آپ کو کپڑے اتار کر غسل دیا جائے جیسا کہ عام طور پر ہوا کرتا ہے یا کپڑے رکھ کر غسل دیا جائے۔ یکایک ان سب کو اونگھ آگئی اور سب کی ٹھوڑیاں سینہ کی جانب جھک گئیں اس وقت ایک شخص نے مکان کے ایک گوشہ سے آواز دی کہ برہنہ نہ کرو اور اسی پیراہن میں غسل دو سب سمجھ گئے یہ ندائے غیب ہے چنانچہ آپ کا پیراہن رکھ کر سیدنا علی نے نہلانا شروع کیا اور عباس نے فرمایا دروازہ بند کر دیا جائے تاکہ لوگ اندر داخل نہ ہوں البتہ اندر جو مہاجرین تھے باہر سے انصار آواز دینے لگے کہ اہل بیت ہماری خدمات، ہماری روش اور ہمارا ایثار سب کو معلوم ہے کم از کم ہم میں سے ایک شخص کو رکھا جائے تاکہ یہ شرف ہم کو بھی حاصل ہو۔ اس وقت حضرت سیدنا علی نے اوس انصاری کو اندر آنے کی اجازت دی لیکن غسل دینے میں شریک نہیں کیا۔ سیدنا علی نے آنحضرتؐ کو سینہ پر لے لیا خرقہ کو ہاتھ پر لپیٹ لیا اور پیراہن کے اندر ہاتھ ڈالکر غسل دینا شروع کیا اُسامہ پانی ڈال رہے تھے اور فضل بن عباس پیراہن کو بدن کے اوپر اٹھا کر پکڑے ہوئے تھے تاکہ سیدنا علی آسانی سے بدن مبارک کو دھوئیں اور عباس آپ کو پلٹا رہے تھے۔ کوئی نجاست آنحضرتؐ کے جسم سے ظاہر نہیں ہوئی۔ غسل تمام ہونے کے بعد تین کپڑوں کا کفن دیا گیا دو سفید کپڑے تھے اور تیسرا کپڑا بردیمانی تھا

مشکات حنوط آنحضرتؐ کے کفن اور سجدہ گاہ پر چھڑکا گیا۔

کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے لئے بہشت سے حنوط لائے تھے اسکے بعد سیدنا علیؑ نے کچھ حنوط امین کو دیا اور وصیت کی کہ اسکو میرے کفن میں رکھنا یہ آنحضرتؐ کے حنوط سے بچا ہوا ہے بہرحال تمام امور سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرتؐ کو سریر پر لٹا کر سیدنا علیؑ باہر نکلے اور اسکے بعد لوگ جوق در جوق حجرہ میں داخل ہو کر یکے بعد دیگرے نماز پڑھنے لگے سیدنا علیؑ نے فرمایا کہ کوئی امامت نہ کرے اسلئے کہ آنحضرتؐ خود تم سب کے امام ہیں اسکے بعد سیدنا علیؑ آنحضرتؐ کے جنازہ کے سرہانے کھڑے ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہؐ حق تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر ہوں الٰہی میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے رسول نے جو کچھ تو نے ان پر نازل کیا تھا وہ ہم کو پہونچا دیا۔ اسکے بعد اس بارے میں اختلاف رائے ہوا کہ آپ کو اس حجرہ میں دفن کیا جائے یا بقیع میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ ہر پیغمبر کو اسی مقام پر دفن کیا جاتا ہے جہاں اسکی روح قبض کی گئی ہو۔ سیدنا علیؑ نے فرمایا روئے زمین میں اس مقام سے زیادہ افضل کوئی مقام نہیں ہے جہاں آنحضرتؐ کی روح قبض کی گئی ہے پس یہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ دفن سے فارغ ہونے کے بعد جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر جا کر سب نے تعزیت دی۔ اسکے بعد حضرت فاطمہ پدر بزرگوار کی زیارت کے لئے آئیں اور مزار پاک کی خاک کو مٹھی میں لیکر اپنی آنکھوں پر رکھا اور رونے لگیں اور فرمایا۔

ماذا علی من شمّ تربۃَ احمدٍ   ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صُبَّت علیَّ مصائبٌ لو انہا   صُبّت علی الایّام صرنا لیالیا

انس بن مالک کہتے ہیں کہ کوئی روز اس روز سے زیادہ جسمیں آنحضرتؐ کی وفات ہوئی ہم پر سخت نہ گذرا ہنوز دفن سے فارغ ہوئے تھے کہ ہمارے دل متغیر ہو گئے ایک جماعت نے مدینہ کی اقامت اختیار کی تاکہ آنحضرتؐ کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف اور اپنے دل کو تسکین دیتے رہیں اگر ان کے دلوں میں کوئی بات ہوتی تو آنحضرتؐ کی مزار مبارک کے مقابل کھڑے ہوتے اور عرض حال کرتے اور بعض بگوش دل اور بعض بگوش سر اسکا جواب سنتے۔ آنحضرتؐ کی قبر بکمال درجہ پرنور تھی ہرچند کہ کوئی آنحضرتؐ کو نہ دیکھا ہو لیکن آپکی قبر کو وہ دیکھتا تو گواہی دیتا کہ صاحب قبر پیغمبر ہیں چنانچہ ایک روز ایک کافر آپکی مزار کی طرف سے گذرا

جب اسکی نظر مزار پر پڑی تو کلمہ شہادت پڑھنے لگا۔ پوچھا گیا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر خدا کی قبر ہے اس نے جواب دیا کہ اسکے قبل میں نے یہ قبر نہ دیکھی تھی نہ جانتا تھا کہ رسول خدا کی قبر ہے لیکن میرے دل میں خدا نے یہ بات ڈالی۔

مختصر یہ کہ زیارت قبر انور آنحضرت اعظم طاعات سے ہے تمام علماء کا اجماع ہے کہ یہ سنت مندوب فضیلت مرغوب ہے اور بعض علماء نے اس کو واجب قرار دیا ہے بدلیل حدیث من لم یزر قبری فقد جفانی دوسری حدیث میں آیا ہے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔

مولانا شاہ عبدالحق دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جب آپ بموجب حکم الٰہی آنحضرتؐ حضرت عائشہ کے حجرے میں مدفون ہوئے تو حضرت عائشہ بھی اس حجرے میں رہتی تھیں اسکے بعد جب لوگ دروازوں سے اندر آنے لگے اور قبر شریف کی مٹی لینے لگے تو آپ نے درمیان میں ایک دیوار اٹھا دی جسکی ایک جانب سے آپ کا مسکن تھا اور دوسری جانب قبر منور تھی۔ حضرت عمرؓ کی اس حجرے میں اسوقت تک تدفین نہیں ہوئی تھی وقتاً فوقتاً آپ جب موقع ملتا آنحضرتؐ کی قبر انور پر حاضر ہوتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کی وہاں تدفین کے بعد آپ نے حجاب کرنا شروع کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس حجرے کو کچی اینٹوں سے تعمیر کروایا تھا جو ولید ابن حجرہ کے زمانہ تک اسی طرح رہا عمر بن عبدالعزیز نے بحکم ولید اس کو منہدم کر کے دوسرا حجرہ تعمیر کیا کہتے ہیں کہ اس تعمیر کے وقت حضرت عمرؓ کا پاؤں باہر نمودار ہوا تھا۔ اس تعمیر کے بعد سے آج تک لوگوں کا اندر داخلہ ممنوع ہو گیا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ وبارِک وسلّم

خلفائے راشدین

قدوۃ للمهاجر والانصار ثانی اثنین اذ هما فی الغار خیر الرفیق

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم شریف عبداللہ بن ابی قحافہ۔ صاحب جاہ کبیر و مال کثیر اور اپنی قوم کے رؤساسے تھے علم انساب و تعبیر و عروض و قافیہ میں ماہر تھے آپ پہلے شخص ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہونچنے کے بعد جب آپ نے اسلام پیش کیا تو فوراً مشرف باسلام ہوگئے۔ خود آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس پر اسلام پیش کیا تو اس نے توقف و تردد کیا مگر ابوبکر نے پس و پیش نہیں کیا بلکہ میں جس وقت ان پر اسلام پیش کیا تو اسی وقت وہ مسلمان ہوگئے اور بعثت کے زمانے سے آنحضرتؐ کی وفات تک سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے۔ کسی حال میں آپ کی متابعت نہ چھوڑی اور انجام کار سالار قوم ہوگئے اور آنحضرتؐ کی وفات کے بعد باجماع صحابہ بجائے آنحضرتؐ مسند خلافت صغریٰ پر متمکن ہوگئے آج تک آپ کو خلیفہ اول کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

خلافت کے لئے آپ کا انتخاب اس طرح عمل میں آیا کہ آنحضرتؐ کی وفات کے روز مہاجرین اور انصار کے اکابر سقیفہ بنی سعدہ میں جمع ہوئے تاکہ مسئلہ خلافت طے کریں۔ اس بارے میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اختلاف رونما ہوا منّا امیر و منکم امیر کہنے لگے حضرت ابوبکر نے عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا اور انصار سے کہا کہ امامت قریش کا حق ہے کسی کو اس کا منصب نہیں کہ وہ اس کا دعویٰ کرے ان دونوں اشخاص سے تم جسکو چاہو اختیار کرلو۔ اسپر عبداللہ بن مسعود اٹھے اور کہا کہ ہم دنیا کے امور کے لئے اس شخص پر کیوں راضی نہ ہوں جس پر امور دین کیلئے جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضامند تھے یہ سنکر تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا۔ اسی بناء پر امیر المومنین

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ واقعی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو نماز میں لوگوں کی امامت کے لئے حکم دیا تھا حالانکہ میں موجود تھا لیکن آپ کی مرضی پر ہم راضی ہوگئے لہذا امر دنیا کے لئے بھی جو خلافت ہے ہم رضامند ہیں لیکن بعض انصار اور مہاجر نے قدرے اختلاف کیا جس میں سے چند نے اسی روز اور باقی نے تیسرے روز تک حضرت ابوبکر کی بیعت قبول کرلی جیساکہ جلد دوم روضۃ الاحباب میں تفصیل سے یہ قصہ مذکور ہے۔

الغرض تمام اکابر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھتے تھے آپ کے فضائل اور کمالات کا احصار ناممکن ہے۔

آپ کی وفات ۲۲ر جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ کو واقع ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہیں۔

قدوۂ احباب زین الاصحاب متکلم بالحق والصواب

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوحفص ہے نبوت کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ ابوجہل کے اغواء پر آپ نے آنحضرت کے قتل کے لئے کمر ہمت باندھ کر نکلے راستہ میں سعد بن وقاص ملے اور پوچھا کہاں جارہے ہو عمر نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جارہا ہوں سعد بن وقاص نے کہا پہلے اپنی بہن اور انکے شوہر سعد بن زید کی تو خبر لو کہ وہ دونوں مسلمان ہوچکے ہیں عمر نے کہا کہ میں تمہارے بیان کو کس طرح سچ سمجھوں۔ سعد نے کہا کہ اسکی علامت یہ ہے کہ وہ تمہارے ذبیحہ کا گوشت نہ کھائیں گے یہ سنکر عمر راستے سے اپنے بہن کی گھر کی طرف لوٹے۔ وہ اس وقت سورہ طٰہٰ پڑھ رہی تھیں عمر ٹھیر گئے اور کان لگا کر قرأت سورہ طٰہٰ سننے لگے۔ اسکے بعد عمر نے دروازہ کھٹکھٹایا جب معلوم ہوا کہ عمر ہیں تو دروازہ کو کھول کر سورہ کو چھپا دیا۔ عمر گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی جو میں سن رہا تھا کہنے لگے کہ ہم آپسمیں گفتگو کر رہے تھے اسکے بعد آپ کے کہنے پر بکرا لایا گیا۔ آپ نے ذبح کرکے اسکو پکانے کیلئے کہا جب اسکو بریان کرکے لایا گیا تو عمر نے کھلنے

کے لئے کہا۔ ان دونوں بہن اور بہنوئی نے کہا کہ ہم نے نذر کی ہے کہ تمہارے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھائیں گے۔ عمرؓ نے جب ان کو اسلام پر ثابت قدم دیکھا تو کہا کہ وہ کاغذ بتاؤ۔ جو تم پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس کے ساتھ بے ادبی کروگے۔ عمرؓ نے قسم کھائی بہن نے کہا پہلے غسل کرو کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے تم شرک کی حالت میں ہو۔ عمرؓ نے غسل کیا اور اس کے بعد جب وہ صحیفہ دیا گیا تو اس کو پڑھ کر رونے لگے اور کہا کہ کیا اچھا کلام ہے اور پوچھا پیغمبر کہاں ہیں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ کہا گیا کہ وہ حمزہؓ کے گھر میں ہیں۔ قصہ مختصر جب عمر حمزہؓ کے گھر پہونچے تو آنحضرتؐ ان کے استقبال کیلئے بڑھے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کلمہ توحید پیش کیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ۔ عمرؓ نے کلمہ پڑھا۔ آنحضرتؐ نے مسرت سے تکبیر فرمائی اور اصحاب نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کا غلغلہ قریش تک پہونچا۔ کفار قریش نے تعجب کیا اور اندوہ ناک ہو کر کہنے لگے کہ یہ بڑا حادثہ ہے جس سے ہم دوچار ہوئے ہیں کیونکہ عمرؓ اکابر قریش سے تھے۔ ایام جاہلیت میں قریش کا منصب رسالت و مفاخرت ان کے تفویض تھے۔ عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد اسلام کو قوت ملی۔ ہمیشہ یہ سفر و حضر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ رکاب رہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خلافت کیلئے انکو نامزد کیا چنانچہ حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اسکی یہ صورت ہوئی کہ جب [redacted] ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض میں شدت پیدا ہوئی تو انہوں نے جھانک کر لوگوں کو دیکھا اور فرمایا۔ ایہا الناس میں نے جو عہد اور وصیت کی ہے کیا تم اس پر رضامند نہیں ہو۔ سب نے کہا ہم راضی ہیں اس وقت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ اس مجلس میں حاضر تھے آپ اٹھے اور فرمایا لا ارضِ الا ان یکون عمر یعنے میں راضی نہیں ہوں بجز اسکے کہ یہ عہد عمرؓ کے حق میں ہو۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ فانہ عمر ہاں وہ عمرؓ ہیں کے حق میں ہیں۔ پس اسی روز سے عمرؓ کار خلافت کے لئے متعین ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں ازاں جملہ شام۔ عراق۔ فارس۔ روم۔ مصر۔ اسکندریہ اور مغرب کی فتوحات ہیں۔ آپ کے کمالات اور شان کا اندازہ اس سے کیا جاتا ہے کہ بعض آیات قرآنی آپ کے

رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مساجد تعمیر ہوئیں۔ چار ہزار کلیسا تباہ ہوئے نو سو منبر نماز جمعہ کے لئے نصب ہوئے آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام میں امیر المومنین کے خطاب سے موسوم ہوئے۔

کہتے ہیں کہ ۲۳ھ میں آپ حج کی ادائی کے بعد مدینہ منورہ آئے ایک روز مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھکر فرمایا۔ اے مسلمانو میری موت نزدیک ہے میرے بعد ان چھ اشخاص میں کسی کو باہمی مشاورت سے اپنا خلیفہ بنالینا۔ چھ اشخاص یہ ہیں۔

عثمانؓ ۔ علیؓ ۔ سعدؓ ۔ طلحہؓ ۔ زبیرؓ ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف ۔

اس کے تین روز بعد مغیرہؓ کے ہاتھ سے شربت شہادت نوش فرمایا اور حضرت عائشہؓ صدیقہ کی اجازت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں حضرت صدیق اکبر کے پہلو میں دفن ہوئے آپ کی شہادت پہلی محرم ۲۳ھ میں واقع ہوئی رضی اللہ عنہ ۔

جامع القرآن کامل الایمان ذوالنورین

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمر بھی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اہل قریش کے بہترین افراد میں شمار ہوتا تھا۔ مقتدائے بنی امیہ تھے ۔ آنحضرت علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی آپکے حبالۂ عقد میں دی تھی کہتے ہیں کہ آنحضرت کی ولادت کے چالیسویں سال آپ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اپنے ساتھیوں اور دوستوں کو دعوت اسلام دی اور انہوں نے قبول کی ازآں جملہ عشرہ مبشرہ سے پانچ افراد تھے یعنی عثمانؓ بن عوف زبیر بن عوام۔ طلحہ بن عبداللہ ۔ سعد بن وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف جنکو آنحضرت کی مجلس میں لاکر مشرف باسلام کروایا ۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امیر خلافت کے لئے چھ مہاجرین کی مجلس شوریٰ بنائی اور خود عالم بقا کو رحلت فرمائی تو آپ کی وفات کے بعد تین روز بھی نہ گذرے تھے کہ لوگ

سرائے فاطمہ خواہر اشعث بن قیس میں جمع ہوئے اور خلافت کے بارے میں باہم مشورت کیا ان کے درمیان بہت گفتگو ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اے گروہ مہاجر و انصار میں دیکھ رہا ہوں کہ خلافت کے بارے میں نزاع پیدا ہو گئی ہے ہر شخص اس بارے میں اپنی غرض پیش نظر رکھ رہا ہے جب کسی بات میں خود غرضی شامل ہو جائے تو حق کا راستہ نہیں ملتا۔ مناسب یہ ہے کہ یہ کام ایک کے سپرد کیا جائے تا مقصود حاصل ہو۔ جملہ صحابہ نے عبدالرحمٰن بن عوف کی رائے سے اتفاق کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف اٹھے اور کہا ابوالحسن اس کام کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ آ گئی اور اگر نہ آئے کسی دوسرے کے ہاتھ آئے تو آپ کیا کہیں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا صبر کروں گا اور مسلمان جو مشورہ دیں میں بھی رضامند ہوں گا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عثمانؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور وہی تقریر کی اسکے بعد کہا کہ اے مسلمانو میں نے تمام جماعتوں کو آزمایا اور ان کا حال معلوم کیا تمام عثمانؓ کی خلافت پر راضی ہیں ان سب کا یہ حال ہے تو میں بھی ان کی خلافت پر راضی ہوں اور ان کی بیعت کرتا ہوں پھر عثمانؓ سے کہا اے ابو عمر ہاتھ بڑھاؤ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی پھر جملہ اکابر صحابہ نے بیعت کی اس طرح سنہ ۲۳ھ میں حضرت عثمان کی خلافت کے دور کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری کو جو حضرت عمر فاروق کے زمانے سے بصرہ کی امارت پر مامور تھے معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا جو انکے ماموں کے فرزند تھے اور ولایت شام پر معاویہ بن سفیان کو علی حالہ برقرار رکھا۔ اسی طرح تمام عمال بنی امیہ کے مقرر کئے اور باقی عمال کو معزول کر دیا۔

اپنے دور میں خاص و عام پر شفقت اور عدل و انصاف کے طریقہ کو ملحوظ رکھا لیکن ایک سال کے بعد مروان بن الحکم کے مشورے سے بعض ایسے امور سرزد ہوئے جن سے مسلمان برگشتہ ہو گئے اور بالآخر وہ انہیں خلافت سے معزول کرنے پر مستعد ہو گئے۔ اسکے بعد مصر کے معارف و اشراف عاملوں کی شکایت لے کر مدینہ پہونچے اس خصوص میں انکے اور خلیفہ کے درمیان بہت گفتگو ہوئی آخر یہ طے پایا کہ عبداللہ بن سعید کو مصر بھیجا جائے لیکن جب وہ وہاں پہونچے تو اہل مصر نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر کو ہمارا والی مقرر کیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے اس تجویز کو قبول کر کے ایک مکتوب مشتمل بر امارت محمد بن ابوبکر لکھ کر جس پر سیدنا علیؓ، ابو طلحہؓ

زبیر اور عبداللہ بن عمر کی گواہی تھی۔ مصر کے اس وفد کے حوالے کی اور وہ خوش خوش واپس ہوئے اثنائے راہ میں انہوں نے ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا جو اونٹ پر سوار ہو کر نہایت عجلت سے جا رہا ہے ان لوگوں نے اسکو پکڑ لیا اور دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ میں عثمانؓ کا غلام ہوں انہوں نے مجھے امیر مصر کے پاس بھیجا ہے جب مصریوں نے اسکی تلاشی لی تو اسکے پاس سے مکتوب برآمد ہوا جس پر خلیفہ کی مہر ثبت تھی اور یہ مکتوب عبداللہ بن سعد کے نام تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ جب اشراف مصر مثل عمرو و ورقہ خزاعی و محمد بن ابوبکر مصر پہونچیں تو ان کو گرفتار کرکے فوراً ان کی گردن مار دی جائے۔ جب وفد کے لوگوں نے یہ مضمون پڑھا تو وہ فوراً مدینہ کو واپس ہوئے اور تمام لوگوں کو یہ نامہ پڑھکر سنایا اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں اسکو پیش کیا۔ سیدنا علی نے یہ مکتوب پڑھکر تعجب کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جاکر بتایا۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھاکر کہا کہ نہ میں نے یہ مکتوب لکھا ہے اور نہ کسی کو اسطرح لکھنے کے لئے کہا اور نہ اس غلام کو مصر جانے کے لئے میں نے کہا میں اس معاملہ سے بالکل بے خبر ہوں لیکن لوگ اس وضاحت سے مطمئن ہوئے اور ارادہ کرلیا کہ حضرت عثمان کو خلافت سے معزول کر دیا جائے یا قتل کر دیا جائے بالآخر آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور دیوار سے کود کر اندر داخل ہو گئے۔ قصہ مختصر ۱۷ ذی حجہ سنہ ۳۵ھ یکشنبہ آپکو شہید کر دیا گیا۔

صاحب تاریخ طبری کہتے ہیں کہ جو انگوٹھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے اسکے ایک جانب کلمہ طیبہ منقوش تھا۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے اسکو حضرت ابوبکر صدیق کو جب وہ مسند خلافت پر بیٹھے حوالہ کیا۔ ان کے بعد یہ انگوٹھی حضرت فاروق اعظم کو پہونچی اسکے بعد حضرت عمر بن الخطاب نے حضرۃ حفصہ کو دیکر وصیت کی کہ میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہو اسکو حوالہ کر دینا چنانچہ حضرۃ حفصہ نے اسکو حضرت عثمانؓ کے حوالہ کیا۔ ایک روز حضرت عثمانؓ ایک کنویں کے کنارے جسکو وہ کھدوائے تھے بیٹھے تھے یکایک وہ انگوٹھی اس کنویں میں گر پڑی حضرت عثمان بہت بیقرار ہوئے کنویں کے سارے پانی کو کھینچوا کر انگوٹھی تلاش کروائی مگر دستیاب نہیں ہوئی۔ صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہیں کہ اسی روز سے فتنہ و فساد کے دروازے حضرت عثمانؓ پر کھل گئے اور بالآخر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق آپ مظلوم شہید ہوئے اور شہادت کے تیسرے دن جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

نوٹ: ۔ خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے تفصیلی حالات مشکوٰۃ اول میں مرقوم ہیں اسلئے یہاں تحریر نہیں کیے گئے۔

بقیہ

عَشرۂ مُبشّرہ

مُصاحب سید الورا۔ حضرت ابی عبیدہ بن الجراحؓ رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی عامر تھا۔ اشراف قریش سے تھے۔ بیس سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا لِکُلِّ امۃ امیرٌ و امیر ہذہ الامۃ ابو عبیدہؓ۔

جلد ثانی روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنحضرت علیہ السلام عالم بقا کو رحلت فرمانے کے بعد اس روز صحابہ ثقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت کے لئے جمع ہوئے تھے انصار ابو عبیدہ کو ان کے گھر سے لائے اور چاہا کہ ان کو منصب خلافت کے لئے منتخب کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور ابو عبیدہ اس جماعت کے دیگر اصحاب نے ازراہ معقول و منقول انصار کو تسکین دی۔ پہلے حضرت عمر نے ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ہمارے پیغمبر نے تم کو "امین امت" کہا ہے آؤ تاہم تمہاری بیعت کریں کہ تم خلافت کے سزاوار ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق کی موجودگی میں خلافت کے لئے میں سزاوار نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابو عبیدہ کے کمالات اور حق دانی کا اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ کس مرتبہ کے شخص تھے حضرت عمر فاروق نے اپنی حیات کے آخری دور میں فرمایا کہ اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو میں خلافت ان کے تفویض کرتا۔

سنہ ۸ ہجری میں حضرت ابو عبیدہ کا بعارضہ طاعون وصال ہوگیا۔ حمص میں مدفون ہیں۔ رضی اللہ عنہ

---

(۶)

صاحب ایمان مرکز عرفان و خوف حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

نبوت کے پہلے سال ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رہبری سے مشرف باسلام ہوئے حضرت عمر فاروق نے خلافت کے لئے جو مجلس شوریٰ بنائی تھی اس میں آپ کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔ لیکن آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خلافت سے خود کو علیحدہ کیا۔ آپ کی وفات عہد خلافت عثمانی میں سنہ ۳۲ ہجری میں ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

(۷)

مصاحب رسول اللہ مجاہد فی سبیل اللہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

آپ بھی پہلے سال نبوت میں حضرت صدیق اکبر کی رہبری سے مشرف باسلام ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں آپ کا ساتواں نمبر ہے۔ امیر المومنین کی خلافت کے روز آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی کہتے ہیں کہ جب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت قرار پائی تو طلحہ پاؤں پر کھڑے ہوئے اور اپنے اس ہاتھ سے جو جنگ اُحد میں زخمی ہو کر شل ہو گیا تھا آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی۔ قبیصہ بن جابر نے کہا کہ پہلا ہاتھ جو امیر المومنین کی بیعت کیلئے بڑھا وہ شل ہاتھ تھا۔ خدا کی قسم طلحہ کی بیعت پائیدار نہ ہو گی۔ الغرض کچھ مدت کے بعد طلحہ اس بیعت سے باہر ہو گئے اور جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ شرکت کی۔ مشکوٰۃ اول میں اسکی تفصیل آئے گی۔ قصہ کوتاہ مروان بن الحکم نے جنگ سے تنگ آ کر اپنے غلام سے کہا کہ جس روز عثمان کو قتل کیا گیا کسی شخص نے ان کے قتل پر دشمنوں کو اتنی ترغیب نہیں دی جیسے کہ طلحہ نے دی اور آج وہ عثمان کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں پس ایک تیر زہر آلود کمان میں رکھ کر غلام کے پیچھے کھڑا ہوا اور طلحہ پر وہ تیر چلائی جس سے طلحہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے اور اسی وقت شہید ہو گئے اور سبخہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

(۸)

مصاحب سید امام حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں اہل قریش میں بہت عزیز تھے۔ حضرت صدیق اکبر کی رہنمائی سے نبوت کے پہلے سال میں مسلمان ہوئے۔ آنحضرت علیہ السلام کے بعد تینوں خلفاء کے ساتھ رہے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سربرآرائے مسند خلافت ہوئے تو طلحہ کے بعد آپ ہی نے بیعت کی اور حضرت امیر کی بیعت سے منحرف ہونے میں بھی یہ پہلے شخص تھے۔ آخر جنگ جمل میں امیر المومنین نے طلحہ اور زبیر کو طلب کر کے احادیث یاد دلائیں جو انکے مواجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے بارے میں فرمائی تھیں۔ یہ دونوں نے شرمندہ ہو کر خلافت امیر کا اقرار کیا اور پھر منفعل ہو کر مدینہ کا راستہ اختیار کیا اس طرف سے امیر المومنین کے لشکر کا ایک سوار آ رہا تھا اس کو اس قصہ کی اطلاع نہ تھی اس نے زبیر کا کام تمام کر دیا۔ طلحہ بھی خجالت اور شرمندگی سے اپنے لشکر کے پیچھے سر جھکائے کھڑے تھے کہ مروان بن الحکم نے زہر آلود تیر چلا کر زخمی کیا جس سے وہ اسی وقت شہید ہو گئے۔

حضرت امیر المومنین نے حضرت زبیر کے مارے جانے سے بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زبیر کے قاتل کو آتش دوزخ کی بشارت دو۔ اسکے بعد امیر المومنین نے زبیر کی تلوار لی اور اسکو پھرانے اور رونے لگے اور فرمایا کہ یہ تلوار ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے بچایا اور کئی اعدائے دین کو واصل بجہنم کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

(۹)

اشرف الناس حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ

آپ قریش میں بہت محتشم تھے سترہ سال کی عمر میں حضرت صدیق اکبر کے بعد اسی روز یا دوسرے روز مشرف باسلام ہوئے اپنا مال و متاع آنحضرت کی محبت میں صرف کیا آنحضرت کے وصال کے بعد خلفائے اربعہ کے ساتھ رہے۔ ان کے بہت فضائل ہیں سنہ ۵۴ھ میں بزمانہ حکومت امیر معاویہ وفات

پائی اور مدینہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

---

(۱۰)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن الخطاب کے چچا کے فرزند تھے۔ اشراف قریش میں سے تھے حضرت امیر المؤمنین کی بہن بھی ان کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ عنفوان شباب میں مشرف باسلام ہوئے تمام کمالات انسانی سے آراستہ تھے۔ آنحضرت کی شفقت تمام سے مخصوص تھے۔ نہایت معزز و مکرم رہے زمانۂ حکومت امیر شام میں انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ

دیگر اصحاب

قدوۂ اصحاب لقب ذی شرف و ذی نسب حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

آپ عم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے نبوت کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ ایک روز ابوجہل نے آنحضرت کو بہت ایذا اور گالیاں دیں آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت حمزہ کو دی اس سے اس واقعہ کی تفصیل سن کر حضرت حمزہ غضبناک ہوئے ابوجہل ایک مجلس میں اپنے لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حمزہ وہاں پہونچے کاندھے پر کمان تھی اس کمان کو ابوجہل کے سر پر مارا اور کہا کہ تو محمد کو گالیاں دیتا ہے اور ایذا پہونچاتا ہے۔ سن لے کہ میں ان کے دین کا پیرو ہوں۔ بہرحال کلمۂ طیبہ پڑھے اور مسلمان ہو گئے ان کے اسلام لانے سے آنحضرت اور مسلمانوں کو بہت تقویت ہوئی اور قریش نے جان لیا کہ آنحضرت کو اپنے چچا کے اسلام لانے سے غلبہ حاصل ہو گیا۔ اب پہلے کی طرح انکو ستایا نہیں جا سکتا۔ الغرض حضرت حمزہ سفر اور حضر میں مؤید دین اسلام رہے سنہ ۳ھ میں جنگ احد میں جام شہادت نوش کیا۔ رضی اللہ عنہ

(۲)

مصداق خیر الناس من ینفع الناس حضرت ابو الفضل العباس رضی اللہ عنہ

غزوۂ بدر میں اسیر لشکر اسلام ہوئے۔ ابوالیسر انصاری ان کو پکڑ لائے حالانکہ وہ نحیف البدن اور عباس عظیم الجثہ تھے۔ آنحضرت نے ابوالیسر سے پوچھا کہ تم نے کیسے گرفتار کیا عرض کیا کہ ان کی گرفتاری میں ایک مرد نے جسکو میں کبھی نہ دیکھا تھا میری مدد کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ایک بزرگ فرشتہ تھا۔ الغرض آنحضرت نے بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا حضرت صدیق نے مشورہ دیا کہ فدیہ لیکر چھوڑ دینا مناسب ہے ممکن ہے کہ اللہ تعالی انکی توبہ قبول کرے۔ حضرت فاروق نے عرض کیا کہ ان سب کی گردن مارنا چاہیئے اب ہمارے دل میں کفار کی دوستی نہیں رہی۔ آنحضرت ابوبکر صدیق کے مشورہ کو قبول کرنے کی جانب مائل ہوئے اور اصحاب کو حکم دیا کہ ان کے فدیہ وصول کریں ان میں سے ہر ایک کا فدیہ ہزار درہم سے کم اور پانچ ہزار درہم سے زیادہ نہ تھا جب عباس کی باری آئی تو انہوں نے کہا میں مسلمان ہوں مجھے جبراً باہر لایا گیا ہے مجھ سے فدیہ نہیں لیا جاسکتا۔ آنحضرت نے فرمایا تمہارے اسلام کا حال حق تعالی جانتا ہے بظاہر تم نے ہمارے ساتھ جنگ کی لہذا تم کو فدیہ دینا چاہیئے۔ عباس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے فدیہ کس طرح دوں۔ آنحضرت نے فرمایا وہ سونا کہاں گیا جو باہر نکلتے وقت تم نے ام الفضل کے سپرد کر آئے۔ عباس نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا مجھے میرے اللہ نے اسکی خبر دی۔ عباس نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے جب یہ سونا ام الفضل کو دیا اس وقت کوئی موجود نہ تھا بجز خدائے تعالی کے اسکی کسی کو اطلاع نہ تھی اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ آنحضرت نے فرمایا تم اب مسلمان ہوئے اور پھر ان سے فدیہ نہیں لیا گیا۔ احادیث میں ان کے فضائل اور کمالات بہت آئے ہیں۔ ان کی وفات سنہ ۳۲ ہجری میں بزمانہ خلافت حضرت عثمان واقع ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئے رضی اللہ عنہ

(۳)

قدوۂ مہاجر و انصار ابو عبداللہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ

سال اول نبوت میں مشرف باسلام ہوئے۔ جب کفار مکہ نے بہت ایذا پہونچائی آنحضرت

نے اور اصحاب کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی۔ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں خفیہ طور پر مکہ سے باہر نکلے اور جوار نجاشی میں پناہ لی سفر و حضر میں آنحضرت کیساتھ شریک جہاد رہے۔ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ ہجرت حبشہ کے ساتویں سال خیبر فتح ہوا ان ہی دنوں میں مہاجرین کی ایک جماعت حبشہ پہونچی مثل جعفر بن ابی طالب۔ اسماء بنت قیس اور ابو موسیٰ اشعری وغیرہم۔ آنحضرت نے جب جعفر طیار کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کون میرے شایاں ہے۔ جعفر کی آمد یا خیبر کی فتح اسکے بعد اسی سال غزوہ موتہ پیش آیا اور جعفر نے اس غزوہ میں شہادت پائی۔ اس غزوہ کا یہ سبب ہوا کہ آنحضرت نے ایک مکتوب حاکم بصرہ کے نام لکھ کر حارث بن عمر کو دیا کہ وہ حاکم بصرہ کے حوالہ کرے۔ حارث یہ نامہ لے کر روانہ ہوئے جب موتہ پہونچے تو شرجیل بن عمر جو قیصر روم کے امراء سے تھا ان کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ کے قلب مبارک پر بہت شاق گذری اور آپ نے لوگوں کو جنگ کے لئے نکلنے کا حکم دیا چنانچہ تین ہزار اشخاص جمع ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا میں زید بن حارث کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں۔ اگر وہ مارے جائیں تو جعفر طیار تمہارے امیر ہونگے اگر وہ مارے جائیں تو عبد الرحمن بن رواحہ امیر ہونگے اگر وہ بھی مارے جائیں تو مسلمان کسی کو اپنا امیر بنالیں۔ القصہ جب جعفر نے یہ بات سنی تو عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے توقع نہ تھی کہ زید کو مجھ پر امیر مقرر کریں گے۔ آنحضرت نے فرمایا تم جاؤ میری بات سنو۔ مختصر یہ کہ مسلمان اور کفار کا وادی القریٰ میں باہم مقابلہ ہوا پہلے زید نے علم اٹھایا اور جنگ کی یہاں تک کہ نیزہ کے زخم سے شہید ہو گئے اسکے بعد جعفر طیار نے علم اٹھایا اور جنگ میں مشغول ہوئے سیدھا ہاتھ کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا بایاں ہاتھ کٹ گیا تو علم کو بازو پر سنبھال لیا لیکن اہل روم کے ایک شخص نے آپ کو شہید کر دیا اسکے بعد مسلمانوں نے خالد بن ولید کو امیر لشکر بنایا اور انکے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ آنحضرت کو شہادت جعفر کی اطلاع ملی آپنے انکو جنت میں اڑتا ہوا دیکھا کہ انکو جعفر طیار سے نامزد کیا رضی اللہ عنہ۔

(۴)

حلقہ بگوش محمد عربی مؤذن عرشی حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رہبری سے نبوت کے پہلے سال ایمان لائے۔ جب قریش نے

دیکھا کہ دین محمدیؐ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور اصحاب رسول کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو سب جمع ہوئے اور جذبات دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے طے کیا کہ تعذیب اور ایذا رسانی میں شدت برتی جائے۔ منجملہ ان اصحاب کے بلالؓ حبشی تھے لیکن ہر چند ان پہ سختی کی جاتی یہ احد احد کہتے۔ ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ان کی طرف سے گذر ہوا اور جب ان کا حال دیکھا تو امیہ کے پاس جا کر کہا کہ خدا کے عذاب سے ڈر۔ اور ایذا رسانی سے باز آ۔ ولید نے کہا اے قحافہ کے بیٹے تو نے ان کو تکلیف میں مبتلا کیا ان کو بت پرستی سے روکا اور دین محمدیؐ کی ترغیب دی اگر ان پر رحم آ رہا ہے تو مجھ سے انہیں خرید لو۔ حضرت ابوبکرؓ نہایت رحم دل تھے لہذا انہوں نے بلال کو خرید کر آزاد کر دیا اسی روز سے بلال آنحضرتؐ کی خدمت میں رہنے لگے۔ ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ رہے تا آنکہ آنحضرتؐ نے دار فانی کو خیر باد کہا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے ارتحال کا صدمہ برداشت نہ کر کے اکثر صحابہ مدینہ سے منتقل ہو گئے از آں جملہ حضرت بلالؓ تھے جو اس سانحہ کی تاب نہ لا کر شام چلے گئے۔ زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں وہاں سے واپس آئے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ بلالؓ نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ بلالؓ کب تک جفا کرو گے کیا اب بھی یہاں آنے کا وقت نہیں آیا۔ بلالؓ نیند سے بیدار ہوئے تو اسی وقت عازم مدینہ ہوئے۔ جب مزار مبارک کے پاس پہونچے تو گریہ وزاری شروع کی اور اپنا منہ قرار مبارک پر ملنے لگے۔ صحابہ چاہتے تھے کہ ان سے اذان سنیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر دونوں صاحبزادے (حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ) فرمائیں تو بلالؓ عذر نہ کر سکیں گے، کیونکہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے اذان کہنے کی درخواست کی تھی۔ بلال نے کہا آپ نے مجھے زر دیکر خریدا اور خدا کی راہ میں آزاد کر دیا آپ نے یہ کام اپنے لئے کیا تھا یا خدا کے لئے کیا تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے خدا کے لئے کیا تھا۔ بلالؓ نے کہا کہ اب خدا ہی کے لئے مجھے چھوڑ دیجئے کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد کسی کے لئے اذان دوں اور پھر شام چلے گئے۔ لیکن اس دفعہ ہر دو شہزادگان کونین نے اصرار کیا تو لاچار ہو گئے اور مسجد کی چھت پر چڑھ کر اللہ اکبر کہا تھا کہ ہر طرف سے گریہ وزاری شروع ہو گئی جب اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تو تمام مدینہ جنبش میں آ گیا اور جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو قیامت برپا ہو گئی اسطرح فریاد و فغاں

ہوا کہ جیسے آج ہی رسول اللہ کی رحلت ہوئی ہو۔ بلالؓ اذان تمام نہ کر سکے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس جا گر پڑے اور واصل بحق ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

(۵)

قدوہ اصحاب اکبر، زبدۂ ارباب باقر حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ نبوت کے یہ پہلے یا دوسرے سال ایمان لائے تھے۔ بنی مخزوم کے رؤسا انکو ہر روز بطحا اور مکہ کو لیجایا کرتے تھے اور ایک گرما میں ہمہ اقسام کی اذیتیں دیا کرتے تھے مجبوراً کفار کے جبر سے جو کچھ وہ چاہتے یہ کہدیتے تھے۔ آنحضرتؐ کو خبر دی گئی کہ عمارؓ کافر ہو گئے فرمایا حاشا و کلا عمار کافر نہیں ہو سکتا اس کا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ الغرض جب عمارؓ نے کفار سے نجات پائی تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفار کے ظلم و ستم پر رونے لگے آنحضرتؐ نے ان کے آنکھوں پر دست مبارک پھیرا یا ان کے آنسوؤں کو صاف کیا اور تسلی دی۔ حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت تک حضرت عمارؓ زندہ رہے رضی اللہ عنہ۔

(۶)

صاحب ایمان، مصاحب حبیب رحمان حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ آپ کو سلمان بن اسلام کہا جاتا ہے۔ اکابر صحابہ سے تھے توریت کے عالم تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا تھا سلمان منا و من اہل بیتنا ہجرت کے پہلے سال مسلمان ہوئے۔ صاحب سفینۃ لکھتے ہیں کہ علم باطن میں یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں۔ ہجرت کے تینتیسویں سال وفات پائی آپ کی عمر ایک قول کے مطابق ایک ہزار پانچسو سال تھی اور دوسرے قول کے مطابق دیڑھ سو سال تھی۔ رضی اللہ عنہ

(۷)

قدوۂ ارباب گرامی مصاحب حبیب رحمانی حضرت ابی حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ

تمام صحابہ متفق ہیں کہ حضرت حذیفہؓ عالم باطن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے آنحضرتؐ نے ان سے نکات توحید اور اسرار عرفان بیان فرمائے تھے اسی وجہ سے ان کی شان میں صحابہ فرماتے ہیں هو صاحب السر الذی لا یعلمه غیره کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے منافقوں کے نام بھی ان کو بتا دیئے تھے اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے بعد جس کسی شخص کا جنازہ آتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھتے رہتے اگر وہ اس جنازہ میں نماز پڑھتے تو عمر بھی پڑھتے اور اگر حذیفہ نماز نہ پڑھتے تو یہ بھی نہ پڑھتے۔ رضی اللہ عنہ

(۸)

عاشق باری صاحب اسراری حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

آپ صحابہ میں صاحب شان عظیم تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں آپ کو مدینہ سے باہر کر دیا گیا اسی وجہ سے صحابہ کی ایک جماعت افسردہ خاطر تھی۔ امیر المومنین سیدنا علی عبداللہ ابن عباس۔ عمار یاسر، مقداد بن الاسود نے آپ کے نزدیک جا کر آپ کی دلجوئی کی۔ زبدہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں آپ کی وفات واقع ہوئی۔

(۹)

قدوۂ اصحاب جاوید ابن رسول حضرت زید رضی اللہ عنہ

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل فرزند ان کی تربیت فرمائی۔ اسی وجہ سے جملہ صحابہ ان کو زید بن محمدؐ کہتے تھے اور اگر کوئی شخص اس طرح نہ کہتا تو آنحضرتؐ آزردہ ہوتے۔ الغرض زید آنحضرتؐ کے بہت مزاج داں اور محرم راز تھے سنہ ۸ھ میں بلاد شام میں شہید ہوئے

انکی شہادت کے بعد آنحضرتؐ نے بکمال شفقت اُسامہ بن زید کی انکی جگہ تربیت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ

قدوۂ علامہ فخر صحابہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت مقبول تھے۔ صحاح ستہ میں ہے، ۲۶ر صفر سنہ ۱۱ھ بروز دوشنبہ آنحضرتؐ نے روم پر جنگ کشی کے لئے لشکر تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر اُسامہ کو طلب کر کے فرمایا میں تم کو امیر لشکر مقرر کرتا ہوں اپنے باپ کے مقتل کو جاؤ ۲۹ر صفر بروز چہارشنبہ کو آنحضرتؐ علیل ہو گئے دوسرے روز باوجود بیماری کے اپنے دست مبارک سے اُسامہ کو علم دیا۔ اُسامہ علم لیکر باہر نکلے۔ اعیان مہاجرین و انصار مثل ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمان وغیرہ مامور ہوئے کہ اس لشکر کے ہمراہ رہے۔ بعض لوگوں کو اُسامہ کا امیر لشکر بنایا جانا ناگوار ہوا کہنے لگے کہ مہاجرین و انصار پر ایک غلام کو کیسے امیر مقرر کیا گیا۔ شدہ شدہ یہ خبر آنحضرتؐ کے سمع ہمایونی میں پہونچی آپ بہت خفا ہوئے باوجود بیماری کے گھر سے باہر تشریف لائے۔ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ اُسامہ تمہارے نیک لوگوں میں ہے اس کے بعد منبر سے اتر کر مکان میں تشریف لے گئے۔

۱۰ر ربیع الاول کو مسلمانوں نے آکر آنحضرتؐ کو وداع کیا اور اُسامہ کے لشکرگاہ کو روانہ ہوئے آنحضرتؐ کے مرض میں شدت پیدا ہو گئی مگر آپ کو اسی جنگ کا خیال تھا۔ بار بار فرماتے تھے کہ اُسامہ کے پاس فوج روانہ کرو اور اپنے نزدیک بجز بنی ہاشم کے کسی کو نہ رکھنا۔ جب اُسامہ نے روانگی کے ارادے سے سوار ہوئے انکی ماں نے کسی شخص کو بھیجکر اطلاع دی کہ آنحضرتؐ نزع کی حالت میں ہیں۔ اُسامہ یہ سن کر واپس ہو گئے۔ صحابہ بھی جو باہر گئے تھے واپس ہو گئے۔ مختصر یہ کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد پھر اُسامہ ربیع الآخر میں روانہ ہوئے اور شاندار کامیابی حاصل کی اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا۔

انکی عمر طویل تھی، حکومت امیر شام تک زندہ رہے سنہ ۵۴ھ میں ان کی وفات واقع ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اصحاب صُفّہ

یہ جماعت مدینہ منوّرہ میں اصحاب فقر و ورع و توکل و تجرید پر مشتمل تھی بجز ذکر و شغل کسی کام یا کسب سے انکو سروکار نہ تھا سب کی سکونت ایک ہی جگہ تھی اور اسی لئے اہل مدینہ نے انکو اصحاب صفہ سے موسوم کیا۔ یہ اہل صفا بھی تھے اسلئے کہ ریاضت باطن اعتقاد اور اخلاص میں کامل تھے۔ یہ جماعت آنحضرت علیہ السلام کو بہت عزیز تھی جب آپ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو اس جماعت نے کمال نیازمندی سے آپ کی اقتداء کی اور فیض دین محمدی سے بہرہ مند ہوئی اور آپکی مصاحبت خاص اختیار کی جس پر قرآن مجید ناطق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جہاد کی زحمت نہ دی۔ اسی توکل اور تجرید کی حالت میں چھوڑا۔

شیخ علاء الدین سمنانی عروۃ الوثقیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رجال اللہ تھے۔ نماز میں آپکی اقتداء کرتے اور فوائد باطنی حاصل کرتے بجز حذیفہ یمانی کے کسی نے انکو نہ پہچانا۔

خلاصۃ المناقب میں ہے کہ ایک روز مولانا رومؒ سے پوچھا گیا کہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین کیا اسرار تھے آپ نے جواب دیا کہ حضرت کردگار جل قدرتہ نے ستر ہزار کلمات آنحضرتؐ پر ظاہر کئے اسکے بعد فرمایا کہ پانچ ہزار اسرار پوشیدہ رکھے جائیں آنحضرت علیہ السلام جب اصحاب صفہ کے پاس پہونچے تو وہ اسرار خفی جنکو تمام اہل عالم سے پوشیدہ رکھا گیا تھا ان سے آپ نے سنا تو دریافت فرمایا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ اسرار جن کو پوشیدہ رکھنے اور کسی سے نہ کہنے کی تاکید کی گئی تھی بلا واسطہ ملک مقرب و نبی مرسل اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر فرما دیئے۔ لیکن کنز النفائس میں حضرت سید شاہ طاہر قادری قدس سرہٗ نے کلمات کی تعداد نوے ہزار بتائی ہے جن میں سے تیس ہزار کلمات کے اظہار کی اجازت تھی اور تیس ہزار کلمات کی حد تک آنحضرتؐ کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں تو ظاہر کریں۔

اکثر ارباب تفسیر و سیر کا کہنا ہے کہ تمام اصحاب صفہ مہاجرین تھے لیکن ان کی تعداد میں اختلاف ہے بعض نے انکی تعداد چار سو بیان کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس افراد تھے۔ تفسیر حسینی میں چند اصحاب صفہ کے نام بیان کئے گئے ہیں۔ کشف المحجوب میں چھتیس اشخاص کے جو مہاجرین تھے نام تحریر کئے گئے ہیں جیسے سلمان فارسی، عمار یاسر۔ حذیفہ الیمانی اور بلال حبشی وغیرہم جو ان میں شامل ہیں۔

الغرض اصحاب صفہ فقرائے امت تھے جو مسجد نبوی میں ہمیشہ آنحضرتؐ کی خدمت میں رہتے عبادت الٰہی ان کا شغل تھا۔ اور دنیا کے معاملات اور کسب سے ان کو کوئی تعلق نہ تھا ان کے فضائل پر قرآن مجید ناطق ہے ارشاد ہوتا ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربًا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم۔

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ کے بارے میں بہت احادیث ہیں چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحاب صفہ فرای فقرھم وجھدھم وطیب قلوبھم فقال البشروا الاصحاب الصفہ فمن بقی من امتی علی النعت الذی انتم علیہ راضیا بما فیہ فانھم رفقای فی الجنۃ۔ یعنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس ٹھیرے اور انکے فقر و مجاہدہ اور انکی طہارت قلب کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کہ اصحاب صفہ کو خوشخبری دو کہ میری امت میں تمہاری صفت پر جسکو تم نے خوشی سے اختیار کیا ہے کوئی نہیں رہا یہ لوگ جنت میں میرے رفیق ہونگے۔

حضرت شیخ فریدالدین یحییٰ منیری قدس اللہ سرہ آداب المریدین میں کہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے اغنیاء نے مکر کیا اور آنحضرتؐ کے سامنے آکر گذارش کی یا رسول اللہ ہم ایمان لائے ہیں مگر فقرائے امت کو منع کیجئے کہ آپ کے پاس نہ آئیں ان سے ہم کو عار ہوتا ہے اور انکے جسم کی اور کپڑوں کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کافروں کے ایمان پر حریص تھے اسلئے آپ نے اسمیں مصلحت دیکھی اور حضرت عمر فاروقؓ کے ذریعہ ان درویشوں کے پاس کہلا بھیجا کہ چند روز آپ کے پاس نہ آئیں تاکہ یہ لوگ ایمان لائیں۔ عمر خطاب چند قدم گئے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لاتطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ وما علیك من حسابھم من شئ وما علیھم من حسابك من شئ تطردھم فتکون من الظالمین یعنے ان لوگوں کو رد نہ کرو جو اپنے رب کو صبح اور شام اسکی رضا کے لئے پکارتے ہیں نہ ان کے حساب کی کوئی بات آپ پر ہے اور نہ آپ کے حساب کی ان پر ہے اگر آپ ان کو دور کردیں تو آپ تجاوز کرنے والوں سے ہو جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ فقرائے امت کو دور کرنا نہ چاہتے تھے تو ان اغنیاء نے کہا کہ ہمارے اور انکے

درمیان دن مقرر کر دیجئے ایک روز ہم آئیں اور دوسرے روز یہ آئیں۔ بار دیگر یہ آیت نازل ہوئی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم الخ یعنے آپ کو ان کے ساتھ رہنے کیلئے فرمایا گیا۔ جب کفار اس آیت سے واقف ہوئے تو سمجھ گئے کہ آپ ان کے حسب خواہش باری بھی مقرر نہ کریں گے تو آنحضرت سے کہا کہ جب آپ چاہتے ہیں کہ ہم اور یہ فقراء ایک ہی مجلس میں بیٹھیں تو کم از کم آپ ہماری جانب رخ کر کے بیٹھا کریں۔ آنحضرت نے بنظر مصلحت اور ان اغنیاء کے اسلام لانے کی توقع میں حضرت عمر فاروق کو پھر فقرائے امت کے پاس کہلا بھیجا کہ میں مصلحتاً چند روز ان اغنیاء کفار کی جانب منہ کر کے بیٹھوں گا تم دل تنگ نہ ہونا۔ حق تعالیٰ نے اتنی رعایت بھی پسند نہ کی اور یہ آیت اتری کہ ولا تعد عیناک عنھم الخ یعنے آپ اپنی آنکھیں ان درویشوں کی جانب سے نہ پھرائیں۔ یہ آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ان فقراء کا اور بھی لحاظ فرمانے لگے۔ آپ کے عہد دولت میں طریق مشرب فقرائے امت تمام خلائق میں ممتاز تھا۔ آپ کی وفات کے بعد بھی امیر المومنین کی محبت سے یہ لوگ ممتاز و مخصوص تھے۔ طایفہ صوفیا کا مخرج و منبع یہی اصحاب صفہ ہیں ان کے فضائل حد تواتر کو پہونچے ہیں اور اس طایفہ کا ظہور تا قیام قیامت رہیگا۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مقدمہ ختم ہوا
جلد دوم مشکوٰۃ اول سے شروع ہوگی

مترجم کے دیگر تراجم و تصانیف

۱۔ **ترجمہ لطائف اللطیف :۔** تصنیف حضرت سید شاہ غلام علی قادری رح
مشتمل بر احوال حضرت سید الابدال سید شاہ لطیف لاابالی رح و
اولاد آنحضرت رح۔ ہدیہ پندرہ روپیہ

۲۔ **کلامِ عارف :۔** وحید العصر حضرت سید شاہ وحید پاشاہ قادری الموسوی رح کا کلام اور
آپکے اجداد کا تذکرہ۔ ہدیہ دو روپیہ

۳۔ **استعانت :۔** ندا، توسل استعانت کے موضوع پر ایک جامع تصنیف جو مفسرین
محدثین فقہا اور اکابرین کے بیشمار ارشادات کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے ہدیہ دس روپیہ

۴۔ **کیف و سرور :۔** مترجم کے غزلوں اور نظموں کا مجموعہ
ہدیہ دس روپیہ

اسکے علاوہ

فردوس (مترجم کا نعتیہ کلام) علم غیب (مسئلہ علم غیب پر ایک جامع تحریر) ترجمۂ محامد حمادیہ جلد اول و دوم (تصنیف حضرت محمد برہان الدین خانصاحب) مدائح قادریہ (کلام حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری المعروف بہ زرد علی شاہ رح) اسلام کا عالمگیر پیام (مترجم کی تصنیف جو کہ بزبان انگریزی تحریر کی گئی ہے) بہت جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آرہی ہیں۔

ملنے کا پتہ

بمکان مترجم دیوڑھی مولوی سید محمود رح مکان نمبر 20-6-175
اندرون فتح دروازہ ۔ حیدرآباد ۲۶۵
و مشہور تاجرین کتب